فہم القرآن سیریز نمبر 1

لایحب اللہ 6



سوال و جواب کی صورت میں

قُرآن مجید کی ہر آیت کی وضاحت

نگہت ہاشمی



قُرآنًا عَجَبًا

نگہت ہاشمی

قُرآنًا عَجَبًا

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	”قرآنًا عَجَبًا“ [پارہ 6]
مؤلفہ	:	نگہت ہاشمی
طبع اوّل	:	جنوری 2009
طبع دوم	:	ستمبر 2014
تعداد	:	1000
ناشر	:	النور انٹرنیشنل
لاہور	:	102H گلبرگ III فردوس مارکیٹ لاہور
فون نمبر	:	0423- 5881169
کراچی	:	گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی، نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن، بلاک 2، کراچی
فیصل آباد	:	121A فیصل ٹاؤن ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد
ای میل	:	infoalnoorinternational@gmail.com productsalnoor@gmail.com
ویب سائٹ	:	www.alnoorpk.com
فیس بک	:	Alnoor International Nighat Hashmi Alnoor Products

النور کی پراڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں: 0336-4033045

فہرست

ابتدائیہ	
رکوع ❖ 1	11
رکوع ❖ 2	19
رکوع ❖ 3	34
رکوع ❖ 4	49
رکوع ❖ 5	61
رکوع ❖ 6	84
رکوع ❖ 7	103
رکوع ❖ 8	125
رکوع ❖ 9	141
رکوع ❖ 10	159
رکوع ❖ 11	180
رکوع ❖ 12	197
رکوع ❖ 13	211
رکوع ❖ 14	229
آخری آیت	247

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ابتدائیہ

اِنَّ الْحَمْدَلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ ،وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَیِّاٰتِ أَعْمالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْ فَلاَھَادِیَ لَہٗ،وَأَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُاَنَّ مُحَمّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

بے شک حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اور ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے مغفرت چاہتے ہیں، اور اپنے نفس کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں ۔

قرآن مجید کو انسان کے قلب و ذہن اور زندگی میں اتارنے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو طریقے اختیار کیے ہیں ان میں سے ایک اہم طریقہ سوال و جواب کا ہے۔ مثلاً سورہ المدثر میں اللہ تعالیٰ سوال کرتے ہیں:

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ اور تمہیں کس نے خبر دی کہ وہ دوزخ کیا ہے؟

پھر اگلی ہی آیت میں جواب دیا جاتا ہے:

لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ وہ چھوڑے گی۔

سورہ البلد میں اللہ تعالیٰ خود ہی سوال اٹھا کر جواب دیتے ہیں: وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ۝ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کا چھڑانا۔ یا بھوک والے دن کھانا کھلانا۔ کسی رشتہ دار یتیم کو۔ یا خاک نشین محتاج کو۔ پھر یہ کہ وہ اُن لوگوں میں ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی نصیحت کی۔ (البلد:16-12)

سوال آدھا علم ہے۔ سوال جب اٹھایا جاتا ہے تو ذہن متوجہ ہو جاتا ہے پھر جب جواب آتا ہے تو اس کا اثر گہرا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کثرت سے اس طریقے کو استعمال فرماتے تھے۔ امام بخاری نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا: **وَعَنِ ابنِ مسعودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ :فقال رَسُولُ اللہ ﷺ اَیُّکُمْ مَالُ وَارِثِہٖ اَحَبُّ اِلَیہِ مِنْ مَّالِہٖ ؟ قالوا : یَارَسُولَ اللہِ ما مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُہٗ اَحَبُّ الیہ قَال : فَان مَالَہٗ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِہٖ مَا اَخَّرَ ۔**

سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر شخص کو اپنا مال ہی سب سے زیادہ محبوب ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس انسان کا مال تو وہی ہے جو اس نے (صدقہ وخیرات) کر کے آگے بھیجا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ پیچھے چھوڑ گیا۔'' (صحیح بخاری:6442)

ہر آیت میں غور وفکر کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں لیکن انسان عام طور پر انہیں نظر انداز کر کے گزر جاتا ہے۔ یہ پہلو سوال کی صورت میں سامنے آجائیں تو انسان رک کر سوچتا ہے۔ سوال وجواب کی صورت میں سیکھنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ انسان کو سوالوں کے جواب مل جائیں تو اطمینان ہو جاتا ہے اور دل جمتا ہے۔

قرآنِ حکیم کو سوال وجواب کی صورت میں قرآناً عجباً کے نام سے مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر آیت کے اہم پہلوؤں کو سوال کی صورت میں اٹھایا گیا ہے اور نکات کی صورت میں ان کا جواب قرآن حکیم ہی سے لینے کی کوشش کی ہے۔ میں نے یہ تجربہ کیا ہے کہ اس طرح اہم نکات حافظے کا حصہ بن جاتے ہیں، وہ نکات جن پر انسان عام طور پر یا تو سوچتا نہیں یا پھر ویسے ہی گزر جاتا ہے۔ قرآن مجید کو اس انداز میں پڑھ کر ہر وہ شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جو قرآن کے راستے کا مسافر بننا چاہتا ہے۔

اگرچہ سوال وجواب کے طریقے سے شعور بیدار ہوتا ہے لیکن ایک انسان کا علم محدود ہے، سمجھ محدود ہے، فرشتوں کی بات کو سامنے رکھیں تو اپنے علم کی حقیقت سامنے آتی ہے: قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ انہوں نے کہا: ''آپ پاک ہیں، جو کچھ آپ نے ہمیں سکھایا ہے اُس کے سوا ہمیں کچھ علم نہیں، یقیناً آپ ہی سب کچھ جاننے والے، کمال حکمت والے ہیں۔

میں ان سب افراد کی بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اس کاوش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد کی۔ قارئین سے درخواست ہے غلطیوں کی نشاندہی ضرور کریں۔ اگر اس سے کوئی بھلائی نصیب ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کا کرم سمجھ لیں، آخرت کی فکر لاحق ہو جائے تو دعاؤں میں یاد رکھئے۔ اللہ تعالیٰ میری خطاؤں سے درگزر فرمائیں۔

دعاؤں کی طلب گار

نگہت ہاشمی

رکوع نمبر1

لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا(148)

اللہ تعالیٰ بُرائی کی بات کے ساتھ آواز بلند کرنا پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ سُننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔(148)

سوال1: اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: ہناد بن سری نے کتاب الزہد میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت یعنی ''اللہ تعالیٰ برائی کی بات کے ساتھ آواز بلند کرنا پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو'' ایک شخص نے دوسرے کو اپنے ہاں مہمان رکھا لیکن صحیح طور پر اس کی مہمان نوازی کا حق ادا نہ کیا۔ اس نے وہاں سے آنے کے بعد لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ میں فلاں صاحب کا مہمان ہوا لیکن اس نے مہمان داری کا حق ادا نہیں کیا اس طرح اس شخص نے برائی کا اظہار کیا لیکن یہ شخص مظلوم تھا اس لیے (اِلَّا مَنْ ظُلِمَ) سے اس کے اظہار کی اجازت دی گئی۔(تفسیر ابن عباس:313/1)

سوال2: لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ''اللہ تعالیٰ برائی کی بات کے ساتھ آواز بلند کرنا پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ ''برائی کی بات کے ساتھ آواز بلند کرنا'' یعنی بری بات، گالی گلوچ، بدزبانی، عیب، جھوٹ، بہتان وغیرہ۔ ﴿2﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کسی پر بددعا کرنے کو پسند نہیں فرماتا، البتہ مظلوم ظالم پر بددعا کر سکتا ہے لیکن مظلوم کا بھی صبر کرنا بہتر ہے۔(مختصر ابن کثیر:387/1) ﴿3﴾ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ''مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو'' مظلوم کو ظالم کے لیے بد دعا کی رخصت ہے لیکن صبر کرے تو بہتر ہے۔(فتح القدیر:677/1) ﴿4﴾ رب العزت نے فرمایا: وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ اور جو شخص اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد بدلہ لے تو یہی لوگ ہیں جن پر کوئی الزام نہیں۔(الشوریٰ:41) ﴿5﴾ سیدہ عائشہ کا ہار گم گیا تو وہ چور کے لیے بددعا کرنے لگیں آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا بوجھ کیوں ہلکا کر رہی ہو۔(ابوداؤد) ﴿6﴾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتدا کرنے والے پر ہی ہوگا جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے یعنی زیادتی نہ کرے۔(مسلم:6591) ﴿7﴾ ظلم کے ازالے کے لیے تعاون کرنا اسلام کا اصول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا مظلوم کی مدد کا تو پتہ ہے یہ بتائیں کہ ظالم کی مدد کیسے کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسے ظلم کرنے سے روک دیں۔(ترمذی) ﴿8﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اس نے اپنے ہمسائے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور صبر کرو، وہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آپ ﷺ کے پاس دو یا تین بار آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک کام کرو اپنا کل مال اسباب گھر سے نکال کر باہر رکھ دو اس نے ایسا ہی کیا۔ راستے پر اسباب ڈال کر وہیں بیٹھ گیا اب جو گزرتا وہ پوچھتا کیا بات ہے؟ یہ کہتا میرا پڑوسی مجھے ستاتا ہے میں تنگ آ گیا ہوں۔ راہ گزر اسے برا بھلا کہتا' کوئی کہتا رب کی مار اس پڑوسی پر، کوئی کہتا اللہ غارت کرے۔ اس پڑوسی کو جب اپنی اس طرح کی رسوائی کا حال معلوم ہوا تو اس کے پاس آیا منتیں کر کے کہا اپنے گھر چلو اللہ کی قسم! اب مرتے دم تک تم کو کسی طرح نہ ستاؤں گا۔ (سنن ابوداؤد:5153)

سوال3: اللہ رب العزت نے ابتدا میں ہی اپنی ناپسندیدگی کا احساس دلایا، اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی میں اپنی ناپسندیدگی کا شعور دلا کر مومن کو تیار کیا ہے کہ اسے اپنی نہیں بلکہ اپنے رب کی پسند کو دیکھنا ہے۔

سوال4: اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لیے ایک دوسرے کی برائی کے اظہار کو حرام کیوں قرار دیا ہے؟

جواب: برائی کے اظہار کے معاشرے پر بہت برے اثرات مرتب ہوتے ہیں: ﴿1﴾ کچھ لوگوں کے اندر برائی کرنے کی قوت چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ معاشرے کے دباؤ کی وجہ سے وہ برائی کرنے سے رکے رہتے ہیں۔ جب اعلانیہ برائی کا اظہار ہونے لگتا ہے تو ان کا خوف دور ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ سوچتے ہیں کہ وہ اس میدان میں اکیلے نہیں اور لوگ بھی یہ کام کر رہے ہیں، یوں برائی کرنا ان کے لیے آسان ہو جاتی ہے۔ ﴿2﴾ لوگوں کے لیے برائی کا سننا آسان ہو جاتا ہے۔ اُن کے دل سے برائی کی نفرت میں کمی آ جاتی ہے اور وہ برائی کو مٹانے کے لیے فوراً نہیں اٹھتے۔ ﴿3﴾ معاشرے پر سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ لوگ سوچتے ہیں کہ اب معاشرے میں برائی کا غلبہ ہو گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگوں میں برائی کے لیے نفرت نہیں رہ جاتی۔

سوال5: ظلم کے حالات میں برائی کے اظہار کی اجازت کیوں دی گئی ہے؟

جواب: ﴿1﴾ مظلوم ظالم سے ظلم کا بدلہ لے سکتا ہے۔ ﴿2﴾ برائی کے اظہار کے ذریعے ظلم کے مقابلے میں مدافعت کی جاتی ہے۔ ﴿3﴾ مظلوم کے ساتھ انصاف کرنے کے لیے۔ ﴿4﴾ مظلوم جب ظلم اور ظالم کے خلاف پروپیگنڈہ کرتا ہے تو ایسی فضا قائم ہو جاتی ہے جس میں ہر ظالم ظلم سے پہلے اپنے انجام کے بارے میں سوچنے لگتا ہے۔ ﴿5﴾ اس طریقۂ کار سے ظالم ظلم سے باز آ جاتا ہے۔

سوال6: برائی کے اظہار کا حق کیسے محدود ہے؟

جواب: ﴿1﴾ صرف وہی شخص برائی کا اظہار کر سکتا ہے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔ ﴿2﴾ برائی کا اظہار صرف اس شخص کے خلاف

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہوسکتا ہے جس نے ظلم کیا ہو۔﴿3﴾ برائی کا اظہار صرف انہی لوگوں کے سامنے ہوسکتا ہے جو ظالم کے خلاف کاروائی کر سکتے ہوں۔﴿4﴾ رب العزت کا فرمان ہے: وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ اور برائی کا بدلہ اُس جیسی ایک برائی ہے پھر جو کوئی معاف کردے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ یقیناً وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔(الشوریٰ:40)﴿5﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ اور اگر تم بدلہ لو تو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو اور اگر آپ صبر کریں تو یقیناً وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔(النحل:126)

سوال7: وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ''اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ سُننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' اللہ رب العزت نے اپنے سمیع اور علیم ہونے کا شعور کیوں دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات سمیع (سب کی سُننے والا) اور علیم (سب کو جاننے والا) کو استعمال کر کے یہ شعور دلایا ہے کہ جو بری زبان اور بری گفتگو تم استعمال کرو گے اس کو صرف تمہارا مخاطب ہی نہیں سنے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت اور عظیم ہستی بھی اس کو سن لے گی۔ وہ بااختیار ہے اور بات پر پکڑنے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْۗءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا(149)

اگر تم نیکی اعلانیہ کرو یا اسے چھپاؤ یا کسی برائی سے درگزر کرو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا، پوری قدرت رکھنے والا ہے۔(149)

سوال1: اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْۗءٍ ''اگر تم نیکی اعلانیہ کرو یا اسے چھپاؤ یا کسی برائی سے درگزر کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اس آیت سے پہلے یہ واضح کیا گیا ہے کہ برائی کا اظہار کرنا اچھا نہیں ہے اور یہاں ایمان والوں کو آمادہ کیا جا رہا ہے کہ بھلائی کے لیے کوشش کریں۔ معاف کر دینا اور انتقام نہ لینا بھلائی ہے۔ معاف کرنے سے بھلائی ظاہر ہوگی اور معاف نہ کرو گے تو نیکی چھپ جائے گی۔﴿2﴾ نیکیاں اور معافی اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہیں۔ نیکی خواہ ظاہر کرو یا چھپاؤ تمہیں اللہ کے قریب کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وہ قدرت رکھنے کے باوجود معاف کرتا ہے۔ اسی لیے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا اور پوری قدرت رکھنے والا ہے۔﴿3﴾ اگر تم کسی سے بھلائی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے بھلائی کرے گا کیونکہ عمل کی جزا اس کی جنس سے ہوتی ہے۔

سوال2: اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا ''اگر تم نیکی اعلانیہ کرو'' اگر عفو و درگزر اعلانیہ کیا جائے تو اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾اعلانیہ نیکیاں کرنے سے معاشرے میں نیکیاں پروان چڑھتی ہیں۔﴿2﴾جب لوگ ایک دوسرے کومعاف کرتے ہیں تو معاشرے میں عفوودرگزر کی فضا پیدا ہوتی ہے۔جب کہ چھپا کر نیکی کرنے سے نفس پاک ہوتا ہے۔

سوال3:اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ ''یا کسی برائی سے درگزر کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ یعنی وہ شخص جوتمہارے بدن،تمہارے اموال اورتمہاری عزت وناموس کے معاملے میں برا سلوک کرے تم اسے معاف کردو۔عمل کی جزااس کی جنس سے ہوگی جواللہ تعالیٰ کے لیے معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے معاف کردیتا ہے۔(تفسیرسعدی:621/1)تم برائی کا مواخذہ نہ کرو۔(ایسرالتفاسیر:307)﴿2﴾اپنے دلوں سے برائی محوکردو۔(الاساس فی التفسیر:1217/2)﴿3﴾رب العزت کا فرمان ہے:خُذِ الۡعَفۡوَ وَ اۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِيۡنَ آپ درگزر اختیارکریں اورنیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کریں۔(الاعراف:199)﴿4﴾وَ اَنۡ تَعۡفُوۡۤا اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى اور تقویٰ کے زیادہ قریب یہی ہے کہ تم معاف کردو۔(البقرہ:237)﴿5﴾الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ فِى السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡكٰظِمِيۡنَ الۡغَيۡظَ وَ الۡعَافِيۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ وہ لوگ جوخوشی اورتکلیف میں خرچ کرتے ہیں اورغصے کو پینے والے اورلوگوں سے درگزرکرنے والے ہیں اوراللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(آل عمران:134)﴿6﴾معاف کرنے کی صورت میں تلخی مٹ جاتی ہے،دل سے بات غائب ہوجاتی ہے اورتکلیف کی شدت دور ہوجاتی ہے۔﴿7﴾معاف کردینے سے (الف)دل سے بات نکل جاتی ہے۔دل صاف ہوجاتا ہے اور بدگمانی ختم ہوجاتی ہے۔پھرانسان طعنہ نہیں دیتا،وقت برباد نہیں کرتا،غیبت نہیں کرتا،معاشرے میں مثبت تعمیری کردارادا کرسکتا ہے۔(ب)معاف کرنے سے اندرکی برائیاں نکلتی ہیں اگرکوئی معاف نہ کرنا چاہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ برائی کوختم نہیں کرنا چاہتا۔اس پرشیطان بار بارحملہ کرے گا۔﴿8﴾ان گندگیوں کے ساتھ اللہ کی یاد کا دل میں بسنا ناممکن ہے۔(اشرف الحواشی:123/1)﴿9﴾سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:بندے کے معاف کردینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھادیتا ہے اورجوآدمی بھی اللہ تعالیٰ (کی رضا)کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے،اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرمادیتا ہے۔(مسلم:6592)﴿10﴾ابوکبشہ نماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:تین چیزیں ہیں جنہیں میں قسم کھا کر بیان کرتا ہوں اوروہ تین یہ ہیں کہ صدقہ کی وجہ سے کسی بندہ کا مال کم نہیں ہوگا اورجس کسی بندے پرکوئی ظلم کیا گیا جس پراس نے صبر کرلیا تو اللہ اس کی عزت بڑھادے گا اورجس کسی نے (مخلوق سے)سوال کرنے کا دروازہ کھول دیا اللہ اس پرتنگدستی کا دروازہ کھول دے گا(یعنی وہ ہمیشہ فقیر ہی رہے گا جس قدر بھی مال جمع کرے اس کا فقرختم نہیں ہوگا)(ترمذی)﴿11﴾سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اے رب!تیرے نزدیک بندوں میں سب سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بڑاعزت والاکون ہے؟اللہ تعالیٰ نے فرمایا:جوشخص قدرت ہوتے ہوئے معاف کردے وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہے۔(المشکوۃ)﴿12﴾سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جوشخص اپنی زبان کومحفوظ رکھے اللہ اس کی پوشیدہ چیزوں کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جوشخص اپنے غصہ کوروک لے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اپنے عذاب کوروک لے گا۔اور جوشخص اللہ کی بارگاہ میں عذرپیش کرے اللہ تعالیٰ اس کے عذرکوقبول فرمالیتا ہے۔(المشکوۃ :434)﴿13﴾ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا خادم کوکتنی مرتبہ معاف کیا جائے؟فرمایا:ہر روزستر مرتبہ(یعنی بہت مرتبہ)۔(ابوداؤد)

سوال4:فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا'' تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا پوری قدرت رکھنے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے اپنی مثال دی ہے کہ میں قدرت کے باوجود معاف کردیتا ہوں۔جیسے میں تمہارے گناہ معاف کرتا ہوں اسی طرح تم بھی دوسروں کے گناہوں کومعاف کردیا کرو۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کومعاف کرتا ہے حالانکہ وہ انتقام لینے پر قادر ہے اس طرح اگرتم بھی قدرت ہونے کے باوجود معاف کردیتے ہوتو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کھلے اور پوشیدہ سب کچھ جانتا ہے وہ تمہیں کبھی ضائع نہیں کرے گا اور تمہیں اس کا اچھا سے اچھا بدلہ دے گا۔(تیسیر الرحمٰن:310/1)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا(150)

یقیناً جولوگ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسولوں کے ساتھ کفرکرتے ہیں اوروہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں اوروہ کہتے ہیں کہ ہم کسی پرایمان لاتے ہیں اورکسی کا کفرکرتے ہیں اوروہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اس کے درمیان ہی میں کوئی راستہ بنالیں۔(150)

سوال1:قرآنِ کریم نے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسولوں پرایمان کے بارے میں کیا وضاحت کی ہے؟

جواب:قرآنِ کریم نے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسولوں پرایمان لانے کا جامع تصورپیش کیا ہے جس کے مطابق:﴿1﴾اللہ تعالیٰ کی ذات اورتمام رسولوں پرایمان لانا ضروری ہے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ اوراس کے رسولوں کے درمیان تفریق کرنا غلط ہے۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے درمیان فرق کرکے بعض پرایمان لانا اوربعض کا انکارکردینا غلط ہے۔﴿4﴾سارے رسول ایک ہی عظیم امانت کے وارث رہے ہیں۔ان میں سے کوئی رسول علیحدہ نہیں ہے اور یہ سلسلہ کہیں سے کٹا ہوانہیں ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

﴿5﴾ رسولوں کے سلسلے سے ہٹ کر کوئی دین اور کوئی نظریہ اختیار کرنا گمراہی ہے۔

سوال2: اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ ’’یقیناً جولوگ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں کو ڈرا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کفر کرتے ہیں۔(جامع البیان:7/6)

سوال3: وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ ’’اور وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں‘‘ اللہ تعالیٰ اور رسولوں کے درمیان تفریق ڈالنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: ﴿1﴾ اللہ تعالیٰ کو ماننا اور اس کے رسولوں کو نہ ماننا۔ ﴿2﴾ اللہ تعالیٰ کو ماننا اور اس کے کسی رسول کو ماننا اور کسی کو نہ ماننا یہ سب تفریق ڈالنا ہے۔

سوال4: وَ یَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ’’اور وہ کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لاتے ہیں اور کسی کا کفر کرتے ہیں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ یہودیوں نے رسولوں کے درمیان فرق کیا ان کا تمام انبیاء پر ایمان ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کو جھٹلاتے ہیں۔عیسائی تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں مگر محمد ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے۔ ﴿2﴾ تمام انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے اس لیے جس نے کسی نبی کو نہیں مانا اس کا تمام انبیاء پر شرعی ایمان نہیں ہے۔

سوال5: وَّ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ’’اور وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اس کے درمیان ہی میں کوئی راستہ بنالیں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: جولوگ بعض انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض پر نہیں رکھتے اور ان کے درمیان ایک راستہ بنانا چاہتے ہیں وہ ایمان اور کفر کے درمیان متوسط دین بنانا چاہتے ہیں۔(فتح القدیر:678/1)

اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّہِیۡنًا (151)

یہی لوگ حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(151)

سوال1: اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ’’یہی لوگ حقیقی کافر ہیں‘‘ اسلام نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں میں فرق کرنے والوں، کسی کو ماننے اور کسی کو نہ ماننے والوں کو حقیقی کافر قرار دیا ہے، اس کی وجہ بیان کریں؟

جواب: ﴿1﴾ ایمان ایک مستقل اکائی ہے۔اس کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کیے جاسکتے۔ایمان کے لیے پہلی بنیاد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے اور اس کا لازمی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو دین دیا ہے وہ بھی ایک ہو، جو دین رسول لے کر آئے وہ بھی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ایک ہو جو اس اکائی میں فرق لاتا ہے کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔﴿2﴾ یہ لوگ حقیقی کافر ہیں ان کا ان انبیاء پر بھی ایمان نہیں جن پر ایمان کا یہ دعوی کرتے ہیں کیوں کہ وہ شرعی ایمان نہیں ہے۔

سوال2:وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا'' اور ہم نے کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:ان کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب اس لیے تیار کر رکھا ہے کیونکہ انہوں نے انبیاء پر ایمان نہ لا کر ان کی توہین کی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا(152)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور انہوں نے ان میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہ کیا، یہی لوگ ہیں انہیں جلد ہی اللہ تعالیٰ ان کے اجر سے نوازے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔(152)

سوال1:وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ '' اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے'' کیسا ایمان مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾ یعنی جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تصدیق کی، سارے انبیاء کی نبوت کا اقرار کیا اور اس چیز کی تصدیق کی جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت لے کر آئے۔(جامع البیان:8/6)﴿2﴾ اس سے مراد مسلمان ہیں جو تمام انبیاء اور تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ رسول ایمان لایا ہے اس پر جو اس کے رب کی جناب سے اس کی طرف نازل کیا گیا ہے اور مومن بھی، سب ہی اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، اس کے رسولوں میں سے ہم کسی ایک کے درمیان بھی فرق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا: ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی جانب لوٹ کر جانا ہے۔(البقرہ:285)

سوال2:وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ '' اور انہوں نے ان میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہ کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: رسولوں کے درمیان فرق نہ کرنا اہل ایمان کی خصوصیت ہے اس لیے کہ سارے رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ایک ہی حق لے کر آئے۔حقیقت یہ ہے کہ تمام رسول ایک ہی قافلے کی قیادت کرتے رہے ہیں،ایک ہی عظیم امانت لے کر آئے،ایک ہی سچائی اور بھلائی کے وارث رہے ہیں اور ایک ہی مشن کے لیے آئے کہ انسانیت کے شعوری اور عملی بگاڑ کی اصلاح کریں۔رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

سوال3:أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ'' یہی لوگ ہیں انہیں جلد ہی اللہ تعالیٰ ان کے اجر سے نوازے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾أُجُورَهُمْ ان کی جزا اور ان کا ثواب اللہ تعالیٰ کی توحید،اس کے رسولوں کی تصدیق،اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی طرف سے آئی شریعت کی تصدیق کی وجہ سے ملے گا۔(جامع البیان:8/6)﴿2﴾اللہ تعالیٰ انہیں قابل قدر انعام اور شاندار اجر دینے والا ہے اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے تھے۔﴿3﴾یعنی ان کے ایمان اور ایمان پر مبنی عمل صالح،قول حسن اور خلق جمیل کی جزا دی جائے گی اور یہ جزا ہر ایک کو اس کے حسب حال عطا ہوگی۔شاید ان کے اجر میں اضافے کا یہی سر نہاں ہے۔(تفسیر سعدی:623/1)

سوال4:وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا'' اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا،نہایت رحم والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ غفور ہے اگر کسی کے پاس گناہوں کا بوجھ ہوگا تو اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ رحیم ہے اس کی جانب سے حق کی طرف ہدایت،حق کی راہ پر چلنے کی توفیق،جہنم سے نجات اس کی طرف سے رحمت کی بنا پر ہے۔

رکوع نمبر2

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِن ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَن ذَٰلِكَ ۚ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا(153)

اہل کتاب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے کوئی کتاب اتار لائیں سو وہ تو یقیناً موسیٰ سے اس سے زیادہ بڑا سوال کر چکے ہیں چنانچہ انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کو بالکل سامنے دکھا دو تو ان کے ظلم کی وجہ سے انہیں بجلی کی کڑک نے پکڑ لیا،پھر انہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح نشانیاں آچکی تھیں تو ہم نے اس سے درگزر کیا اور ہم نے موسیٰ کو واضح غلبہ دیا۔(153)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس اللہ کی طرف سے الواح لے کر آئے ،آپ بھی ہمارے پاس الواح لائیں تاکہ ہم آپ کی تصدیق کریں،اس پر یَسْئَلُكَ سے لے کر بُهْتَانًا عَظِيْمًا تک یہ آیات نازل ہوئیں تو ان یہودیوں میں سے ایک شخص گھٹنوں کے بل گر پڑا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر،موسیٰ علیہ السلام پر،عیسیٰ علیہ السلام پر اور کسی پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ(تفسیر ابن عباس:314,315/1)

سوال2:يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ'' اہل کتاب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے کوئی کتاب اتار لائیں''اس مطالبے کی کیا حقیقت ہے؟

جواب:﴿1﴾اہل کتاب نے نبی ﷺ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ قرآن پاک ایک ہی بار نازل ہو جائے جیسے تورات اور انجیل ایک ہی بار نازل ہوئی تھیں۔انہوں نے ایمان لانے کی یہی شرط رکھی تھی۔﴿2﴾یہ مطالبہ ظالمانہ تھا کیونکہ نبی تو اللہ کا بندہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا پابند ہوتا ہے۔سارا اختیار تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ جو چاہتا ہے اپنے بندوں پر نازل کرتا ہے۔﴿3﴾کتاب کا ایک بار نازل ہو جانا حق اور باطل میں فرق کی دلیل نہیں ہے۔﴿4﴾قرآن مجید کا حالات کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل ہونا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔رب العزت کا فرمان ہے:وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا اور اُن لوگوں نے کہا جنہوں نے کفر کیا،اس پر پورا قرآن ایک ہی بار کیوں نہ نازل کر دیا گیا؟اسی طرح (ہم نے اُتارا) تاکہ ہم آپ کے دل کو اس کے ساتھ مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا،خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور وہ آپ کے پاس کوئی مثال نہیں لاتے مگر ہم تیرے پاس حق اور بہترین تفسیر لاتے ہیں۔(الفرقان:32،33)

سوال3:فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ'' سو وہ تو یقیناً موسیٰ سے اس سے زیادہ بڑا سوال کر چکے ہیں''موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے کے باوجود یہود نے ان سے کیا مطالبات اور معاملات کیے تھے؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا مطالبہ کرنا۔﴿2﴾عبادت کے لیے بچھڑے کو معبود بنانا۔﴿3﴾بستی کے دروازے سے داخل ہوتے ہوئے قول وفعل سے مخالفت کرنا۔﴿4﴾تورات کے احکامات کو قبول کرنے سے انکار کرنے پر طور کو ان کے سروں پر اٹھایا گیا پھر ان کا احکامات کو قبول کرنا۔﴿5﴾ہفتے کے دن حد سے گزر جانا۔﴿6﴾ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھا دیا ہے۔﴿7﴾ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ ان کے دل غلافوں میں ہیں۔﴿8﴾ان کا لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنا اور گمراہی کی دعوت دینا۔﴿9﴾ان کا سود کھانا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سول4:فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ'' چنانچہ انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کو بالکل سامنے دکھادو تو اُن کے ظلم کی وجہ سے اُنہیں بجلی کی کڑک نے پکڑ لیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یہود نے ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کیا یہ ان کی جانب سے ظلم تھا جس کی سزا کے طور پر انہیں موت دے کر دوبارہ زندہ کیا۔﴿2﴾ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ سے مراد موت ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی اجل سے پہلے انہیں موت دی ان کے اس قول کی سزا کے طور پر، جیسے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ انہیں موت دے پھر انہیں دوبارہ زندہ کیا۔(الدرالمنثور:322/2)

سوال5:ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ'' پھر انہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح نشانیاں آچکی تھیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:بنی اسرائیل نے عبادت کے لیے بچھڑے کو معبود بنالیا حالانکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے بیـنٰـت دیکھ لی تھیں۔مثلاً فرعون کو اپنے سامنے نیل میں غرق ہوتے دیکھنا،موت کے بعد دوبارہ زندگی ملنا۔

سوال6:فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ'' تو ہم نے اس سے درگزر کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے بچھڑے کے معبود بنانے کے باوجود ان سے درگزر کیا تھا۔یہود سے یہ توبہ اس طرح قبول کی گئی تھی کہ ان سے کہا گیا مجرم قتل کردیئے جائیں۔آخرکار مجرموں کے قتل کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرلی اور ان سے درگزر کیا۔

سوال7:وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا'' اور ہم نے موسیٰ کو واضح غلبہ دیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کھلا غلبہ عطا فرمایا انہیں تختیوں پر لکھی ہوئی تورات عطا فرمائی۔یہی ان کی شریعت تھی۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا(154)

اور ہم نے اُن سے پختہ عہد لینے کی وجہ سے اُن پر پہاڑ کو اُٹھایا اور ہم نے اُن سے کہا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور ہم نے اُن سے کہا کہ ہفتے کے دن میں تم زیادتی نہ کرو اور ہم نے اُن سے ایک انتہائی مضبوط عہد لیا تھا۔(154)

سوال1:وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ'' اور ہم نے اُن سے پختہ عہد لینے کی وجہ سے اُن پر پہاڑ کو اُٹھایا'' یہود سے میثاق لینے کے لیے طور کی وادی میں جو کیفیت پیدا کی گئی تھی اُس کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾الطُّوْرَ معروف پہاڑ ہے جس کو ان کے اوپر بادلوں کی طرح رکھ دیا گیا تھا جب کہ وہ وادی میں تھے۔(مراغی:349/2)
﴿2﴾ان کے سروں پر طور کو اٹھا کر انہیں دھمکایا گیا کہ اگر ایمان نہیں لاؤ گے تو تم پر پہاڑ گرادیں گے اس طرح وہ شریعت پر کاربند ہوگئے۔﴿3﴾میثاق سے مراد وہ معاہدہ ہے جو کوہ طور کے دامن میں بنی اسرائیل کے نمائندوں سے لیا گیا تھا کہ تورات کے احکامات مانیں گے۔

سوال2:اس معاہدے کا مقصد کیا تھا؟

جواب:بنی اسرائیل کو یہ باور کرانا کہ اگر عہد توڑا تو اس کی سزا سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

سوال3:وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا'' اور ہم نے اُن سے کہا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾''اور ہم نے اُن سے کہا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ''یعنی رکوع کرتے ہوئے،تواضع اختیار کرتے ہوئے،اللہ تعالیٰ کے لیے خشوع کرتے ہوئے اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے۔(ایسرالتفاسیر:309)﴿2﴾دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور استغفار کرتے ہوئے داخل ہوں۔

سوال4:وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ '' اور ہم نے ان سے کہا کہ ہفتے کے دن میں تم زیادتی نہ کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' ہفتے کے دن میں تم زیادتی نہ کرو''لَا تَعْدُوْا یعنی جو حد تمہارے لیے مقرر کی گئی ہے اس سے تجاوز نہ کرو یعنی ترک عمل سے(ہفتے کے دن زیادتی نہ کرنے سے)اس پر عمل(ہفتے کے دن زیادتی کرنے)تک نہ آؤ۔(ایسرالتفاسیر:309)

سوال5:وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا'' اور ہم نے اُن سے ایک انتہائی مضبوط عہد لیا تھا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' اور ہم نے اُن سے ایک انتہائی مضبوط عہد لیا تھا'' یہ عہد کیسے لیا گیا تھا ان کے سروں پر پہاڑ لا کر کھڑا کیا گیا اور فرمایا کہ بتاؤ پہاڑ گرا کر ماروں یا تورات کے احکامات مانتے ہو؟ پھر یہ سب احکام شریعہ کے پابند ہوگئے اور سجدے میں گر پڑے۔ اس وقت انہیں کہا تھا کہ ہم نے جو کتاب تمہیں دی ہے اسے مضبوطی سے تھامو اور جو احکام ہیں انہیں یاد رکھو تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔(مختصرابن کثیر:390/1)

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا(155)

چنانچہ ان کے پختہ عہد توڑنے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر کرنے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے اور یہ کہنے کہ ہمارے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تو دل غلافوں میں ہیں بلکہ ان کے کفر کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے، سوان میں سے بہت ہی کم لوگ ایمان لاتے ہیں۔(155)

سوال1:فَبِمَانَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ''چنانچہ ان کے پختہ عہد توڑنے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر کرنے کی وجہ سے''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:''چنانچہ ان کے پختہ عہد توڑنے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر کرنے کی وجہ سے''یعنی﴿1﴾فَبِمَانَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ:ان کے تورات پر عمل کے عہد کو توڑنے کی وجہ سے۔(جامع البیان:12/6)﴿2﴾انہوں نے ہفتے کے دن حد سے تجاوز نہ کرنے کا پختہ عہد کیا جسے توڑ ڈالا۔مجاہد نے کہا:آیات سے مراد طوفان،ٹڈی دل،جوئیں،مینڈک،لہو،ید بیضا اور ان کا عصا ہے۔(ابن ابی حاتم:1107/4)﴿3﴾آیات کے کفر سے مراد انبیاء ورسل کی صداقت اور جو کچھ ان پر نازل ہوا،اس سے کفر ہے۔(جامع البیان:12/6)

سوال2:وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ''اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:انہوں نے انبیاء کو بغیر کسی سبب کے جو انہیں قتل کا مستحق بناتا ہو،قتل کیا۔رسول ایسے کام نہیں کرتے جو انہیں قتل کا مستحق بناتے ہوں۔(الاساس:1221/2)

سوال3:وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ''اور یہ کہنے کہ ہمارے تو دل غلافوں میں ہیں''دلوں کے غلافوں میں محفوظ ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں جو کچھ محمد ﷺ کہتے ہیں اس کو نہیں سمجھ سکتے۔﴿2﴾جو خیالات اور رسوم ورواج ہم نے اپنے آباء واجداد سے پائے ہیں وہ ہم سے ہٹائے نہیں جاسکتے۔﴿3﴾ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:قُلُوْبُنَا سے مراد ہمارے دل علم سے بھرے ہوئے ہیں ہمیں محمد ﷺ کے علم کی ضرورت نہیں۔(ابن ابی حاتم:1108/4)

سوال4:بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ ''بلکہ ان کے کفر کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے''مہر لگنے سے کیا مراد ہے؟دلوں پر مہر کب لگتی ہے؟

جواب:آخرت کی کامیابی کے لیے جن خصوصیات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے ان کو ماننے سے جب انسان انکار کرتا ہے تو سوچنے،سمجھنے کے تمام ذرائع یعنی آنکھیں،کان اور دل سب مخالف سمت میں چل نکلتے ہیں۔پھر کوئی بات سمجھ نہیں آتی،پھر آنکھیں حق نہیں دیکھتیں،کان حق بات نہیں سنتے،دل میں حق بات سمجھنے کے لیے گنجائش ختم ہوجاتی ہے اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ انسان کے دل پر مہر لگی ہوئی ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال5: یہودیوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کیوں لگادی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دل بند کر کے ان پر مہر لگادی۔

سوال6: فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ''سوان میں سے بہت ہی کم لوگ ایمان لاتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ کفر کی وجہ سے کم لوگ ہی ان میں سے ایمان لاتے ہیں جیسے عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھی ایمان لائے۔ ﴿2﴾ ان کے دل کفر اور سرکشی کے عادی ہو چکے ہیں اس لیے ان میں سے کم ہی ایمان لائیں گے۔

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا(156)

اور ان کے کفر کی وجہ سے اور مریم پر ان کے بہتان عظیم کی وجہ سے۔(156)

سوال1: وَّبِكُفْرِهِمْ ''اور ان کے کفر کی وجہ سے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ یہاں کفر سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر کرنا ہے۔(مراغی:350/2) ﴿2﴾ یہاں کفر سے مراد اللہ تعالیٰ کی آیات کو نہ ماننا اور انبیاء کے معجزات کو ٹھکرانا۔ اللہ تعالیٰ کی حجتوں اور دلائل کا انکار کرنا ہے۔ رب العزت کا ارشاد ہے: فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ۝ یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا پھر وہ اُس کو اُٹھا کر اپنی قوم کے پاس آئی، لوگوں نے کہا: اے مریم! بلاشبہ تو نے یقیناً بہت بُرا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن! نہ تمہارا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں کوئی بدکار تھی۔(مریم:27,28)

سوال2: وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ''اور مریم پر ان کے بہتانِ عظیم کی وجہ سے'' سیدہ مریم پر بہتان کب لگایا گیا؟

جواب: ﴿1﴾ عیسیٰ علیہ السلام کے جوان ہونے تک کبھی کسی نے مریم علیہا السلام پر الزام نہیں لگایا۔ ﴿2﴾ عیسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کے بعد ان پر بہتان لگایا گیا۔

سوال3: سیدہ مریم علیہا السلام پر کیا بہتان لگایا گیا؟

جواب: سیدہ مریم علیہا السلام پر نعوذ باللہ یوسف نجار کے ساتھ زنا کرنے کا الزام لگایا گیا۔

سوال4: کیا مریم علیہا السلام پر بہتان کی وجہ یہود کا شبہ تھا؟

جواب: بہتان کی وجہ شبہ ہرگز نہیں تھا۔ اس لیے کہ جس روز عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے پوری قوم کو گواہ بنایا تھا۔ جب قوم کے لوگوں نے مریم علیہا السلام سے سوال کرنا چاہا تو انہوں نے خاموشی سے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جو نوزائیدہ تھے اشارہ کر دیا کہ یہ تمہیں جواب دے گا۔ مجمع نے حیرت سے کہا کہ ہم بچے سے کیا پوچھیں تو بچے نے مجمع کو خطاب کر کے فرمایا: اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۟ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔(مریم:30) اللہ تعالیٰ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نے اس شبہے کو جڑ سے ختم کر دیا تھا جو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلے میں پیدا ہوسکتا تھا۔ یہ خالص بہتان تھا جو انہوں نے محض حق کی مخالفت کے لیے گھڑا تھا۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًۢا (157)

اور اُن کے کہنے کی وجہ سے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول مسیح ابن مریم کو ہم نے قتل کیا حالانکہ انہوں نے نہ اُسے قتل کیا اور نہ اُسے سولی چڑھایا بلکہ اُن کے لیے اس کی شبیہہ بنادی گئی اور بلاشبہ جن لوگوں نے اس میں اختلاف کیا یقیناً وہ اس کے بارے میں شک میں ہیں، انہیں اس کے بارے میں گمان کا پیچھا کرنے کے سوا علم نہیں اور انہوں نے یقیناً اُسے قتل نہیں کیا۔(157)

سوال1: وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ''اور اُن کے کہنے کی وجہ سے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول مسیح ابن مریم کو ہم نے قتل کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: یہودیوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام جو رسالت کے دعویدار ہیں ان کو ہم نے قتل کر دیا ہے۔

سوال2: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ''حالانکہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھایا بلکہ اُن کے لیے اس کی شبیہہ بنادی گئی'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ ان کا یہ کہنا تھا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھا دیا حالانکہ انہوں نے نہ قتل کیا نہ سولی چڑھایا بلکہ ان کے لیے معاملہ مشتبہ بنا دیا گیا۔ جسے انہوں نے قتل کیا اور سولی چڑھایا وہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں تھے۔ ﴿2﴾ قتل کے دعویدار اور جو ان کی بات مانتے ہیں یعنی یہودی اور عیسائی سب عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے بارے میں شک میں ہیں۔ انہیں مسیح کے قتل میں یقین نہیں، شک ہے۔(مختصر ابن کثیر:342/1)

سوال3: وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ''اور بلاشبہ جن لوگوں نے اس میں اختلاف کیا یقیناً وہ اس کے بارے میں شک میں ہیں'' اختلاف سے یہاں کیا مراد ہے؟

جواب: ﴿1﴾ اختلاف سے مراد عیسائیوں کے فرقوں کے درمیان عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔ ﴿2﴾ اس سے مراد یہود کا اختلاف ہے کہ ایک گروہ کے مطابق انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا اور دوسرے گروہ کے مطابق مصلوب شخص عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ کوئی اور تھا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4:مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ''انہیں اس کے بارے میں گمان کا پیچھا کرنے کے سوا علم نہیں اور اُنہوں نے یقیناً اُسے قتل نہیں کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: یہودی اور عیسائی سب عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں شک اور حیرت میں ہیں۔انہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں شک اور وہم ہے کہ انہوں نے انہیں مصلوب کر دیا تھا۔انہیں مسیح کے قتل کے بارے میں یقین نہیں ہے۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا(158)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب پر غالب،کمال حکمت والا ہے۔(158)

سوال1:بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ '' بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا تھا اور اب وہ آسمان میں ہیں۔حدیث معراج میں دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کا تذکرہ ملتا ہے،عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر مقیم ہیں یہاں تک کہ وہ نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور زمین عدل سے بھر جائے گی۔وہ چالیس سال زندہ رہیں گے اور عام انسانوں کی طرح وفات پائیں گے۔ (تفسیر ثعالبی:327/2)﴿2﴾ رب العزت کا فرمان ہے:اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ!یقیناً میں تجھے قبض کرنے والا ہوں اور تجھے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں اور ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا تجھے پاک کرنے والا ہوں اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی انہیں قیامت کے دن تک ان لوگوں پر غالب کرنے والا ہوں جنہوں نے کفر کیا۔پھر میری طرف تم سب کی واپسی ہے،سو میں تمہارے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔(آل عمران:55)

سوال2:وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا '' اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب پر غالب،کمال حکمت والا ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات عَزِیز اور حَکِیم کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے رفع مسیح یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ اٹھا لینے سے اپنی صفت عَزِیز یعنی وہ غلبے والا ہے،اس کے ارادے کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور حَکِیم یعنی حکمت والا ہے کا شعور دلایا ہے یعنی وہ جو فیصلہ کرتا ہے حکمت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔﴿2﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک یہودی نے کہا:تم گمان کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب پر غالب،کمال حکمت والا ہے پھر آج وہ کیسا ہے؟ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا:وہ اپنی ذات میں عزیز اور حکیم ہے۔(ابن ابی حاتم:112/4)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (159)

اوراہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگراس کی موت سے پہلے اس پرضرورایمان لائے گااورقیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔(159)

سوال1:وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ''اوراہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگراس کی موت سے پہلے اُس پرضرورایمان لائے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: قیامت سے پہلے اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جوسیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پرایمان نہ لے آئے۔ ایسی صورت میں قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔بکثرت احادیث میں اس امت کے آخری دور میں نزول مسیح علیہ السلام کا تذکرہ ملتاہے۔عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے۔سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!وہ دن قریب ہے کہ جس میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے،وہ صلیب کوتوڑ دیں گے،سؤر کو مارڈالیں گےاور جزیہ موقوف کردیں گے۔اس وقت مال کی اتنی کثرت ہوجائے گی کہ کوئی اسے لینے والانہیں ملے گا۔اس وقت ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بڑھ کر ہوگا پھرسیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگرتمہارا جی چاہےتو یہ آیت پڑھ لو:وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (بخاری:3448)سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:تمہارااس وقت کیا حال ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تم میں اتریں گے(تم نماز پڑھ رہے ہوگے)اورتمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔اس روایت کی متابعت عقیل اوراوزاعی نے کی ہے۔(صحیح بخاری:3449)دجال کے اسی فعال کے دوران اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس زردرنگ کے حلے پہنے ہوئے دوفرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے جب وہ اپنے سرکو جھکائیں گے تواس سے قطرے گریں گےاور جب اپنے سرکو اٹھائیں گے تواس سے سفید موتیوں کی طرح قطرے ٹپکیں گےاور جوکافر بھی اس کی خوشبوسونگھے گا وہ مرے بغیر رہ نہ سکے گااور ان کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی پس مسیح علیہ السلام (دجال کو)طلب کریں گے اسے باب لد پر پائیں گےتو اسے قتل کردیں گے۔(صحیح مسلم:7373)

سوال2:اہل کتاب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر کیسے ایمان لائیں گے؟

جواب:سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں آئیں گےتو اہل ایمان کے ساتھ اہل کتاب بھی ان پرایمان لائیں گے۔

سوال3:وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا''اورقیامت کے دن وہ اُن پر گواہ ہوگا'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾اس میں اس شہادت کا تذکرہ ہے جو قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان کے اعمال پر دیں گے کہ ان کے اعمال شریعت کے مطابق تھے یا نہیں جیسا کہ فرمایا:وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں موجود تھا۔(المائدہ:117)﴿2﴾ قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان پر اس طرح گواہی دیں گے کہ ان کا جو عمل شریعت قرآن کے مخالف ہوگا اس کے باطل ہونے کی گواہی دیں گے۔﴿3﴾ عیسیٰ علیہ السلام صرف حق کی گواہی دیں گے اور اس بات کی گواہی دیں گے کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے وہ حق ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ باطل اور گمراہی ہے۔﴿4﴾ ان میں سے جن لوگوں نے جھٹلایا ہوگا ان کی تکذیب پر گواہ ہوں گے اور ان میں سے سچے لوگوں کی تصدیق کریں گے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے پاس آیا اور ان کے اپنے رب کے پیغام پہنچانے کی تصدیق کریں گے۔(جامع البیان:266)

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا(160)

تو ان لوگوں کے ظلم کی وجہ سے جو یہودی ہوئے اور ان کے بہت سوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے ہم نے ان پر پاک چیزیں بھی حرام کر دیں جو اُن کے لیے حلال کی گئی تھیں۔(160)

سوال1:فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ ''تو ان لوگوں کے ظلم کی وجہ سے جو یہودی ہوئے ہم نے ان پر پاک چیزیں بھی حرام کر دیں''بنی اسرائیل پر کون سی چیزیں حرام کی گئی تھیں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے تورات میں چند ایسی چیزیں حرام کی تھیں جو دراصل ان پر حلال تھیں۔جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تمام کھانے بنی اسرائیل کے لیے حلال تھے مگر جو اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے اپنی جان پر حرام کر لیے تھے اس سے پہلے کہ تورات نازل کی جاتی۔آپ کہہ دیں تورات لاؤ پھر تم اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو۔(آل عمران:93) یعقوب علیہ السلام نے اپنی ذات پر اونٹ کا دودھ اور گوشت حرام کر لیا تھا۔﴿2﴾ وہ تمام جانور جن کے ناخن ہوتے ہیں۔جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۫ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور اُن لوگوں پر جو یہودی بن گئے ہم نے ہر ناخن والے جانور کو حرام کر دیا تھا اور گائیوں اور بکریوں میں سے ہم نے ان پر ان دونوں کی چربیاں حرام کر دیں سوائے اس کے جو ان دونوں کی پیٹھوں یا انتڑیوں نے اُٹھایا ہو یا جو کسی ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو،یہ ہم نے اُنہیں اُن کی سرکشی کی وجہ سے سزا دی تھی اور بلاشبہ یقیناً ہم ہی سچے ہیں۔(الانعام:146)﴿3﴾ گائے اور بکری کی چربی۔

سوال2:فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ ''تو ان لوگوں کے ظلم کی وجہ سے جو یہودی ہوئے ہم نے ان

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پر پاک چیزیں بھی حرام کر دیں جواُن کے لیے حلال کی گئی تھیں''،ظلم کیا تھا؟

جواب: یہودیوں کے ظلم اور بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر پاک چیزیں حرام کر دی تھیں ان کا ظلم یہ تھا کہ ﴿1﴾ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے تھے۔﴿2﴾ سود کھاتے تھے۔﴿3﴾ ناحق لوگوں کا مال کھاتے تھے۔

سوال3: وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ''اوران کے بہت سوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے'' یہود اللہ تعالیٰ کے راستے سے کیسے روکتے تھے؟

جواب: ﴿1﴾ یہودی خود بھی حق کی پیروی نہیں کرتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں بھی شبہات پیدا کرتے تھے۔﴿2﴾ لوگوں کو ہدایت کی راہ سے روکنے کے لیے کہتے تھے کہ جنت میں اس وقت تک نہیں جا سکتے جب تک کہ یہودی نہ ہو جاؤ۔﴿3﴾ وہ لوگوں کو محمد ﷺ کی اتباع سے روکتے تھے۔(فتح القدیر:684/1)

سوال4: اللہ تعالیٰ کے راستے سے کس طرح روکا جاتا ہے؟

جواب ﴿1﴾ انسانوں کو گمراہ کرنے کے لیے جو تحریک اٹھتی ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کے لیے ہوتی ہے۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف بلانے کے لیے جو لوگ اٹھتے ہیں اُن کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہونا ان پر اعتراضات کرنا۔﴿3﴾ ان کے خلاف پروپیگنڈا کرنا۔انسانوں کو بے فائدہ اور فضول کاموں میں الجھا دینا مثلاً لہو ولعب اور موسیقی وغیرہ دراصل اللہ کے راستے سے روکنا ہے۔

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (161)

اوران کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ یقیناً انہیں اس سے منع کیا گیا تھا اور اُن کے لوگوں کے مال کو باطل طریقوں سے کھانے کی وجہ سے،اور ہم نے ان میں سے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔(161)

سوال1: وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ ''اور اُن کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ یقیناً انہیں اس سے منع کیا گیا تھا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ یہودی سود خور تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سود لینے سے منع کیا تھا پھر بھی انہوں نے طرح طرح کے حیلے تراش کر سود خوری جاری رکھی۔(مختصر ابن کثیر:394/1)﴿2﴾ وہ محتاج لوگوں کو اپنی خرید وفروخت میں سود کے ذریعے پٹاتے تھے۔(تفسیر سعدی:628/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2:وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ''اوراُن کے لوگوں کے مال کو باطل طریقوں سے کھانے کی وجہ سے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: یہودی لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے تھے مثلا رشوت اور سود لیتے تھے۔(فتح القدیر:684/1)

سوال3:وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ''اورہم نے ان میں سے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: یہودیوں کے سود کھانے کی وجہ سے اور لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بعض حلال چیزیں ان پر حرام کر دیں اور آخرت میں کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا(162)

لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ کار اور ایمان والے ہیں وہ اس پر (بھی) ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ نماز قائم کرنے والے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر وہ ایمان لانے والے ہیں۔یہی لوگ ہیں جلد ہی ہم اُن کو اجر عظیم دیں گے۔(162)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابن عباس کا قول ہے کہ یہ آیت عبداللہ ابن سلام،اسید بن شعبہ اور ثعلبہ بن شعبہ کے یہود سے جدا ہو کر اسلام لانے پر نازل ہوئی۔(فتح القدیر:687/1)

سوال2:لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ ''لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ کار ہیں'' پختہ علم رکھنے والوں کی نشانیاں کیا ہیں؟

جواب:﴿1﴾ پختہ علم رکھنے والوں کے دلوں میں علم مضبوط ہوتا ہے۔(تفسیر سعدی:628/1)﴿2﴾ پختہ علم رکھنے والوں کے دلوں میں یقین راسخ ہوتا ہے۔﴿3﴾ پختہ علم رکھنے والوں کا ایمان کامل ہے جو علم کی مضبوطی اور یقین کے راسخ ہونے کی وجہ سے نصیب ہوتا ہے۔﴿4﴾ پختہ علم والے دین میں ثابت قدم ہوتے ہیں۔(ابن کثیر)

سوال3:سطحی علم کی کیا نشانیاں ہیں؟

جواب:﴿1﴾ سطحی علم کا تعلق زبان اور حافظے سے ہوتا ہے۔﴿2﴾ سطحی علم دل میں مضبوط نہیں ہوتا۔﴿3﴾ سطحی علم کی وجہ سے یقین نصیب نہیں ہوتا۔﴿4﴾ سطحی علم کی وجہ سے ایمان کامل نہیں ہوتا۔﴿5﴾ سطحی علم کی وجہ سے دین میں ثابت قدمی نہیں آتی۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4:اللہ تعالیٰ نے پختہ علم رکھنے والوں سے کیا وعدہ فرمایا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے پختہ علم رکھنے والے لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان والے ہیں وہ اس پر(بھی)ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ نماز قائم کرنے والے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر وہ ایمان لانے والے ہیں کہ انہیں اجر عظیم سے نوازیں گے۔

سوال5:علم میں پختگی کیسے پیدا ہوتی ہے؟

جواب:﴿1﴾ علم میں پختگی دلوں میں علم مضبوط کرنے اور یقین راسخ کرنے سے آتی ہے۔﴿2﴾ علم میں پختگی دین پر ثابت قدم رہنے کی وجہ سے آتی ہے۔

سوال6:وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ''اور ایمان والے ہیں وہ اس پر(بھی)ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا''مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان کا کیا پھل نصیب ہوتا ہے؟

جواب: یہ ایمان انہیں اعمال صالحہ کا پھل عطا کرتا ہے مثلاً نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا۔ یہ دونوں سب سے افضل اعمال ہیں کیونکہ یہ دونوں معبود کے لیے اخلاص اور بندوں کے لیے احسان پر مشتمل ہیں۔(تفسیر سعدی:628/1)ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کو دوہرا ثواب ملے گا ایک تو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے وہ شخص جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا دوسرا وہ غلام جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا بھی اور تیسرا وہ شخص جس کے پاس ایک لونڈی ہو، وہ اس سے صحبت کرتا ہو پھر اسے اچھی طرح ادب سکھائے اور اچھی طرح تعلیم دے اور آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اسے دوہرا اجر ملے گا۔ عامر شعبی نے (صالح سے) کہا ہم نے یہ حدیث تجھے بغیر اجرت کے سنا دی ایک زمانہ وہ تھا جب اس سے کم حدیث کے لیے لوگ مدینہ تک سوار ہو کر جاتے تھے۔(صحیح بخاری:97)

سوال7:وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ ''اور وہ نماز قائم کرنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ علم میں مضبوط لوگ نماز قائم کرنے والے ہیں۔نماز قائم کرنا افضل عمل ہے کیونکہ نماز میں معبود کے لیے اخلاص ہوتا ہے۔ یہ ایسا عمل صالح ہے جس کی وجہ سے ایمان اور یقین مضبوط ہوتا ہے اور دین میں ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے۔

﴿2﴾ اقامت صلاۃ ایمان کے حصول کا عظیم عامل ہے۔(الاساس:1222/2)

سوال8:وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ ''اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:علم میں مضبوط لوگ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔زکوٰۃ ادا کرنا افضل عمل ہے۔اس میں معبود کے لیے اخلاص بھی ہے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اوراللہ تعالیٰ کے بندوں کے لیے احسان بھی یہ ایسا عمل صالح ہے جس کی وجہ سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

سوال9:وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ''اوراللہ تعالیٰ اورآخرت کے دن پر وہ ایمان لانے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اوراللہ تعالیٰ اورآخرت کے دن پر وہ ایمان رکھنے والے ہیں''﴿1﴾ان کا اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان ہے یعنی توحید کے قائل ہیں اور بعث بعدالموت کا عقیدہ رکھتے ہیں تاکہ اعمال کا بدلہ ملے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں اوراس کی وعیدوں سے ڈرتے ہیں۔

سوال10:اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ''یہی لوگ ہیں جلد ہی ہم ان کواجرِعظیم دیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾انہیں جلد ہی اجرعظیم دیا جائے گا کیوں کہ وہ مضبوط علم رکھتے ہیں،ان کا یقین راسخ ہے اور دین میں ثابت قدم ہیں۔﴿2﴾انہوں نے علم،ایمان،عمل صالح،گزشتہ اورآئندہ آنے والے انبیاء ومرسلین اورتمام کتب الٰہیہ پر ایمان کوجمع کردیا ہے۔

رکوع نمبر3

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (163)

ہم نے آپ کی طرف بھی بلاشبہ ایسے ہی وحی کی ہے جیسے ہم نے نوح اوراس کے بعد کے نبیوں کی طرف کی تھی اورہم نے ابراہیم اوراسماعیل اوراسحٰق اوریعقوب اور اولادِ یعقوب اورعیسیٰ اورایوب اور یونس اور ہارون اورسلیمان کی طرف وحی کی تھی اورہم نے داؤدکوزبورعطا کی۔(163)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی پر کچھ نازل نہیں کیا۔یوں انہوں نے نبی ﷺ کی رسالت اورآپ ﷺ پر وحی کے نزول کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔(تفسیرابن عباس:317/1)

سوال2:اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ''ہم نے آپ کی طرف بھی بلاشبہ ایسے ہی وحی کی ہے جیسے ہم نے نوح اوراس کے بعد کے نبیوں کی طرف کی تھی'' کہہ کرکیا بتانا مقصود ہے؟

جواب:﴿1﴾اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ محمد ﷺ پر پہلی باروحی نازل نہیں ہوئی۔اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام بھی اسی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ذریعے سے ہدایت حاصل کر کے انسانوں تک ہدایت پہنچاتے رہے ہیں۔﴿2﴾ محمد ﷺ انبیاء ورسل کے سلسلے کی آخری کڑی ہیں۔آپ کی وہی دعوت ہے جو دوسرے رسولوں کی تھی۔آپ کا ذکر ظالم وجابر بادشاہ کے ساتھ نہیں رسولوں کے ساتھ کیا ہے۔﴿3﴾ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی طرف بھی وہ اصول وحی کیے ہیں جو پہلے انبیاء پر کیے تھے۔وہ ایک دوسرے کی موافقت کرنے والے ہیں۔﴿4﴾ قرآن میں انبیاء کے تذکرے سے مومن کے ایمان اور رسولوں سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ان کے طریقے اپنانے کا جذبہ بڑھتا ہے۔نبی ﷺ کوئی انوکھے رسول نہیں ہیں جیسے رب العزت نے فرمایا:سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ سلام ہے نوح پر تمام جہانوں میں۔(الصفت:79)سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ سلام ہے ابراہیم پر۔(الصفت:109)سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ سلام ہے موسیٰ اور ہارون پر۔(الصفت:120)سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ سلام ہے الیاس پر۔(الصفت:130)اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔(الصفت:131)﴿5﴾ سارے انبیاء احسان کے بلند مرتبے پر فائز ہیں۔﴿6﴾ انبیاء ورسل کو معبوث فرمانا اللہ تعالیٰ کے کامل غلبے اور حکمت کی دلیل ہے۔﴿7﴾ انبیاء کو بھیجنا اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کیونکہ لوگ انبیاء کے ضرورت مند ہیں۔﴿8﴾ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے جس طرح رسول بھیج کر ہم پر انعام فرمایا اسی طرح ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے یقیناً وہ رحیم وکریم ہے۔

سوال3:وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ۔اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی تھی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ سارے رسول ایک ہی سلسلے کی کڑی تھے۔﴿2﴾ سب رسول اللہ تعالیٰ کے نمائندے کی حیثیت سے دنیا میں آئے۔﴿3﴾ رسول اللہ تعالیٰ سے وحی پاتے رہے۔﴿4﴾ رسولوں میں سے کسی نے اپنی طرف سے کوئی بات پیش نہیں کی۔﴿5﴾ تمام رسولوں کا نصب العین ایک تھا۔﴿6﴾ وَالْاَسْبَاطِ'' اور اولاد'' سے مراد بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے جیسے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے قبائل تھے۔

سوال4:وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا'' اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی'' خاص طور پر زبور کا تذکرہ کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب:﴿1﴾ زبور کا علیحدہ سے تذکرہ اس لیے کیا گیا کہ اہل کتاب کے ہاں اس کی خاص قدر ومنزلت ہے۔(تفسیر المراغی:343/2)
﴿2﴾ داؤد علیہ السلام کے فضل وشرف کی وجہ سے ان کے لیے یہ کتاب مخصوص کی گئی۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَكْلِیْمًا(164)

اور وہ رسول جن کے حالات یقیناً ہم پہلے ہی آپ پر بیان کر چکے ہیں اور وہ رسول بھی جن کے حالات ہم نے آپ پر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بیان نہیں کیے اور موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا، خود کلام کرنا۔(164)

سوال1:وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ''اور وہ رسول جن کے حالات یقیناً ہم پہلے ہی آپ پر بیان کر چکے ہیں'' قرآن مجید میں کون سے انبیاء کا تذکرہ ملتا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں 25 رسولوں کا تذکرہ ملتا ہے:

1۔سیدنا آدم علیہ السلام	2۔سیدنا ادریس علیہ السلام	3۔سیدنا نوح علیہ السلام	4۔سیدنا ہود علیہ السلام
5۔سیدنا صالح علیہ السلام	6۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام	7۔سیدنا لوط علیہ السلام	8۔سیدنا شعیب علیہ السلام
9۔سیدنا اسماعیل علیہ السلام	10۔سیدنا اسحاق علیہ السلام	11۔سیدنا یعقوب علیہ السلام	12۔سیدنا یوسف علیہ السلام
13۔سیدنا ایوب علیہ السلام	14۔سیدنا ذوالکفل علیہ السلام	15۔سیدنا یونس علیہ السلام	16۔سیدنا موسیٰ علیہ السلام
17۔سیدنا عزیر علیہ السلام	18۔سیدنا زکریا علیہ السلام	19۔سیدنا یحییٰ علیہ السلام	20۔سیدنا الیاس علیہ السلام
21۔سیدنا داؤد علیہ السلام	22۔سیدنا سلیمان علیہ السلام	23۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام	24۔سیدنا الیسع علیہ السلام
25۔سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم			

سوال2:وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ''اور وہ رسول بھی جن کے حالات ہم نے آپ پر بیان نہیں کیے'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾اس سے مراد وہ رسول ہیں جن کے نام اور حالات قرآن مجید میں نہیں آئے اور ان کی ایک بڑی تعداد ہے۔﴿2﴾یہ انبیاء کی کثرت پر دلیل ہے۔

سوال3:وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ''اور موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا، خود کلام کرنا'' موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کیسے کلام کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے بغیر کسی واسطے کے کلام کیا حتیٰ کہ یہ بات پوری دنیا میں مشہور ہوگئی اور موسیٰ کو کلیم اللہ کہا جانے لگا۔اس کلام کا ایک نمونہ سورہ طہٰ میں ہے۔پھر جب وہ اُس کے پاس آیا تو آواز دی گئی:''اے موسیٰ! یقیناً میں ہی تمہارا رب ہوں۔پس اپنے جوتے اُتار دو۔یقیناً تم وادیٔ مقدس طویٰ میں ہو۔اور میں نے تمہیں چن لیا ہے۔پس جو وحی کی جا رہی ہے اُسے غور سے سنو۔یقیناً میں ہی اللہ ہوں۔میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو تم میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔یقیناً قیامت آنے والی ہے۔قریب ہے کہ میں اُسے چُھپاؤں تاکہ ہر شخص کو اس کوشش کی بدلہ دیا جائے جو اس نے کوشش کی۔سو تمہیں اس سے روک نہ دے کوئی ایسا شخص جو اس پر ایمان نہیں لایا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگا ہوا ہے۔پس تم ہلاک ہو جاؤ گے۔اور اے موسیٰ! یہ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟'' موسیٰ نے کہا:'' یہ میری لاٹھی ہے۔میں اس پر ٹیک لگاتا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہوں اور میں اس کے ساتھ اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں۔اور اس میں میرے لیے اور بھی کئی ضرورتیں ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:'' پھینک دو اس کو اے موسیٰ!'' تو موسیٰ نے اس کو پھینک دیا تو اچانک وہ ایک سانپ تھا جو دوڑ رہا تھا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس کو پکڑو اور ڈرو مت! جلد ہی ہم اسے اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے ملاؤ۔وہ سفید چمکتا ہوا بغیر عیب کے نکلے گا۔یہ دوسری نشانی ہے۔تاکہ ہم تمہیں اپنی بڑی نشانیوں میں سے کچھ دکھائیں اب تم فرعون کے پاس جاؤ۔یقیناً اس نے سرکشی کی ہے۔'' (طٰہٰ:11-24)

سوال4: کیا اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر پیغمبروں سے بھی کلام کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کی صفت میں آدم علیہ السلام کے ساتھ محمد ﷺ کو بھی شریک کیا ہے۔(تفسیر ابنِ کثیر)

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (165)

وہ رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے تاکہ لوگوں کے لیے رسولوں کے بعد اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔(165)

سوال1: رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ '' وہ رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے'' رسول کس مقصد کے لیے بھیجے گئے؟

جواب: ﴿1﴾ مُّبَشِّرِيْنَ '' خوشخبری دینے والے'' اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو ان لوگوں کے لیے دنیا و آخرت کی سعادت کے لیے خوش خبری سنانے والے بنا کر معبوث فرمایا جو ان کی اطاعت کرتے ہیں۔(تفسیر سعدی:639/1) ﴿2﴾ ابن عباس کا قول ہے: مبشر ہونے سے مراد ہے کہ رسول جنت کی خوش خبری دینے والے ہیں۔(ابن ابی حاتم:1120/4) ﴿3﴾ انبیاء انہیں جو اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور نیکیاں کر کے اللہ کو راضی کر لیتے ہیں جنت اور رضاے اِلٰہی کی بشارت دیتے ہیں۔(مختصر ابنِ کثیر:395/1) ﴿4﴾ وَمُنْذِرِيْنَ '' اور ڈرانے والے'' ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے: رسولوں کے منذر رہونے سے مراد رسول آگ سے ڈرانے والے ہیں۔(ابن ابی حاتم:1120/4) ﴿5﴾ وَمُنْذِرِيْنَ '' اور ڈرانے والے'' یعنی ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور رسولوں کی مخالفت کرتے ہیں دونوں جہانوں کی بدبختی سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا۔ (تفسیر سعدی:630/1) ﴿6﴾ انبیاء انہیں جو نافرمانی کرتے ہیں اور رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔(مختصر ابن کثیر:396/1)

سوال2: لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ '' تاکہ لوگوں کے لیے رسولوں کے بعد اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت نہ رہے'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾انبیاء ورسل کو بھیجنے کا مقصد،انسانیت پر حجت تمام کرنا تا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حشر کے میدان میں لگنے والی عدالت میں کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں حقیقت سے آگاہ کرنے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے پیغام بھیج کر راہ نمائی کا انتظام کر دیا۔اب اگر کوئی شخص گمراہ ہوتا ہے تو اس کا الزام پیغمبروں پر عائد نہیں ہوتا بلکہ یا تو اس شخص پر عائد ہوتا ہے جو خود گمراہ ہے یا اُن لوگوں پر جنہوں نے انسانوں کو گمراہی میں مبتلا دیکھا تو آگاہ نہ کیا۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا تا کہ انہیں مبعوث کرنے کے بعد لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت باقی نہ رہے اور وہ یہ نہ کہیں:یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اے اہلِ کتاب یقیناً رسولوں کے ایک وقفے کے بعد تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے جو تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس نہ کوئی خوش خبری دینے والا آیا اور نہ کوئی ڈرانے والا ،تو یقیناً تمہارے پاس خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔(المائدہ:19)

سوال3:وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ''اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب پر غالب،کمال حکمت والا ہے''اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات عزیز وحکیم کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے رسولوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجنے سے اپنی صفات عزیز یعنی غلبے والا اور حکیم یعنی حکمت والا ہونے کا شعور دلایا ہے یعنی رسول بھیجنا حکمت سے خالی نہیں اور غلبے کے بغیر ممکن نہیں۔﴿2﴾ یہ اللہ تعالیٰ کے کامل غلبہ اور کامل حکمت کی دلیل ہے کہ اس نے لوگوں کی طرف رسول مبعوث فرمائے اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں۔یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان بھی ہے۔کیونکہ لوگ انبیاء ورسل کی بعثت کے سخت ضرورت مند تھے تب اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اضطرار کا ازالہ فرمایا۔پس وہ حمد وثنا اور شکر کا مستحق ہے۔ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ اس نے جس طرح اپنے رسول بھیج کر ہم پر اپنی نعمت کی ابتداء کی اسی طرح وہ ہمیں ان کے راستے پر گامزن ہونے کی توفیق سے نواز کر اس نعمت کا اتمام کرے،بے شک وہ جواد اور کریم ہے۔(تفسیر سعدی:631/1)

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا(166)

لیکن اللہ تعالیٰ اس پر گواہی دیتا ہے جو کہ اس نے آپ پر اتارا ہے کہ اس نے اسے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے۔(166)

سوال1:لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ''لیکن اللہ تعالیٰ اس پر گواہی دیتا ہے جو کہ اُس نے آپ پر اُتارا ہے کہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اُس نے اس کو اپنے علم سے اتارا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ''اس نے اسے اپنے علم سے اتارا ہے'' اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ اس نے محمد ﷺ پر جو کلام نازل کیا ہے اپنے علم سے نازل کیا ہے۔﴿2﴾ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ''جو کہ اُس نے آپ پر اُتارا ہے کہ اُس نے اس کو اپنے علم سے اتارا ہے'' رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے اپنے علم میں سے آپ کو علم عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں اوامر و نواہی دیئے اب اگر کوئی نہیں مانتا تو اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔ نہ اس کے علم سے بڑھ کر کسی کا علم ہے، نہ اس کی گواہی سے بڑھ کر کسی کی گواہی ہے۔﴿3﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ ''لیکن اللہ تعالیٰ اس پر گواہی دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ سے بڑی کسی کی شہادت نہیں۔ اس کی شہادت اس کے علم، اسکی قدرت اور اس کی حکمت کی وجہ سے سب سے بڑی ہے۔﴿4﴾ اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ جو کچھ اس نے محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے اپنے علم سے نازل فرمایا جس کو معلوم کرنے کا انسانوں کے پاس کوئی ذریعہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا وہ سب جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ سب علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔(طٰہٰ:110) قرآن دراصل اللہ تعالیٰ کا وہ علم ہے جو اس نے نبی ﷺ کے توسط سے بندوں کو سکھایا ہے۔﴿5﴾ قرآن نبی ﷺ کی رسالت پر گواہ ہے اگر مشرک اور کافر نبی ﷺ کی نبوت کو نہیں مانتے تو نہ مانیں اللہ تعالیٰ کی شہادت کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۙ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ یقیناً جن لوگوں نے اس ذکر (قرآن) کے ساتھ کفر کیا جب کہ وہ ان کے پاس آ گیا حالانکہ یقیناً وہ ایک باعزت کتاب ہے۔ باطل اس کے پاس نہ اس کے آگے سے آ سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی جناب سے نازل کردہ ہے۔(فصلت:42,41)﴿6﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول ﷺ کے پاس یہودیوں کی ایک جماعت آئی آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اللہ کی قسم مجھے یقین ہے کہ تمہیں میری رسالت کا علم ہے، وہ بولے نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(مختصر ابن کثیر:393/1)

سوال2: وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ''اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ کی گواہی قادر مطلق ہونے کی حیثیت سے، خود بھیجنے والے مالک کائنات اور اس کائنات کی سب سے بڑی ہستی ہونے کی حیثیت سے ہے۔﴿2﴾ اور فرشتوں کی گواہی اس لیے معتبر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں اور ان کا ایمان کامل ہے۔ ان کی شہادت اس بارے میں ہے جو کتاب اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے اپنی توحید پر فرشتوں کی گواہی کا عظیم الشان معاملہ آل عمران کی آیت نمبر 18 میں بیان کیا، اب عظیم الشان رسالت اور عظیم کتاب

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے نزول پر اللہ تعالیٰ نے اپنی اور فرشتوں کی گواہی کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔

سوال3:وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا ''اور اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنے شھید ہونے کا شعور کیوں دلایا ہے؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے رسولوں پر ایمان لانے کے لیے اپنے شھید یعنی گواہ ہونے کا شعور دلایا ہے۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ کی شہادت کے بعد اور کسی کی شہادت طلب نہیں کی جاسکتی۔(ایسر التفاسیر:314)

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ قَدۡ ضَلُّوۡا ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا(167)

یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا وہ یقیناً گمراہ ہوگئے، بہت دور کا گمراہ ہونا(167)

سوال1:اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ''یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا'' یہاں کفر سے کیا مراد ہے؟

جواب:جن لوگوں نے محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔(ایسر التفاسیر:314)

سوال2:وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ '' اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:جو لوگ حق کے پیروکار نہیں وہ حق کی پیروی بھی نہیں کرنے دیتے اور حق کے راستے سے روکنے کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں۔

سوال3:اللہ تعالیٰ کے راستے سے کیسے روکا جاتا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ کا راستہ دراصل قرآن حکیم کا راستہ ہے۔اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے والے دراصل قرآن کے راستے پر چلنے سے روکتے ہیں۔اس کی تعلیم سے،اس پر عمل پیرا ہونے سے،اس کی دعوت دینے سے اور اس کے نظام کے قیام سے روکنا دراصل اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنا ہے۔

سوال4:ضَلُّوۡا ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا '' وہ یقیناً گمراہ ہوگئے، بہت دور کا گمراہ ہونا'' گمراہی میں دور نکل جانے سے کیا مراد ہے؟

جواب:گمراہی میں دور نکل جانے سے مراد ہے کہ یہ لوگ آئمہ کفر اور گمراہی کے داعی ہیں۔خود بھی گمراہ ہوئے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔دوگناہ سمیٹے،دوخسارے لے کر لوٹے اور دو ہدایتوں سے محروم ہوگئے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ ظَلَمُوۡا لَمۡ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغۡفِرَ لَہُمۡ وَ لَا لِیَہۡدِیَہُمۡ طَرِیۡقًا(168)

یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ایسا نہیں ہے کہ وہ انہیں بخش دے اور نہ ہی یہ کہ ان کو کسی راستے کی ہدایت دے۔(168)

سوال1:اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ ظَلَمُوۡا ''یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا'' ظلم سے کیا مراد ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: یہ ظلم ان کے کفر پر اضافہ ہے ورنہ جب ظلم کا اطلاق کیا جاتا ہے تو کفر اس کے اندر شامل ہوتا ہے۔ یہاں ظلم سے مراد اعمال کفر اور اس کے اندر استغراق ہے۔ پس یہ لوگ مغفرت اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی سے بہت دور ہیں۔ (تفسیر سعدی:632/1)

سوال2: لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ''اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ایسا نہیں ہے کہ وہ انہیں بخش دے اور نہ ہی یہ کہ ان کو کسی راستے کی ہدایت دے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے کفر اور ظلم کرنے والوں سے مغفرت اور ہدایت کی نفی کی ہے کیونکہ وہ اپنی سرکشی پر اڑے ہوئے ہیں اور کفر میں بڑھتے جا رہے ہیں۔ ﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی جس کی وجہ سے ہدایت کا راستہ ان پر بند ہو گیا ہے۔ (تفسیر سعدی:633/1)

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (169)

مگر جہنم کا راستہ جس میں وہ ابدالآباد تک ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ سے بہت ہی آسان ہے۔ (169)

سوال1: اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ''مگر جہنم کا راستہ جس میں وہ ابدالآباد تک ہمیشہ رہنے والے ہیں'' کفر اور ظلم کرنے والوں کی، جہنم کے راستے کی طرف راہ نمائی کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کفر اور ظلم کرنے والوں کو معاف نہیں فرمائے گا' نہ انہیں نیکی کے راستے پر چلنے دے گا' البتہ جہنم کے راستے پر ڈال دے گا ایسے لوگ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

سوال2: وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ''اور یہ اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ سے بہت ہی آسان ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کافروں کو جہنم کا راستہ دکھاتے ہیں، اسی میں وہ ہمیشہ کے لیے رہنے والے ہوں گے اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔ اس لیے کہ ﴿1﴾ وہ اپنے بندوں پر پوری طرح حاوی ہے۔ ﴿2﴾ کسی بندے کے پاس اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں نہ کوئی قوت ہے نہ کوئی تدبیر۔ ﴿3﴾ کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے مشکلات پیدا نہیں کر سکتا۔ ﴿4﴾ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں کیونکہ وہ بھلائی کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (170)

اے لوگو! یقیناً رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق لے کر آیا ہے، چنانچہ تم ایمان لے آؤ تمہارے لیے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یہی بہتر ہوگا اور اگر تم کفر کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو بھی آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔(170)

سوال1:یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ ''اے لوگو! یقیناً رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق لے کر آیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ محمد ﷺ نور ہدایت اور دین حق لے کر مبعوث ہوئے ہیں آپ ﷺ کا آنا حق ہے' آپ ﷺ جو شریعت لائے ہیں وہ حق ہے۔اس لیے ان پر ایمان لے آؤ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔﴿2﴾ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا:یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ میں کافر اور منافق دونوں فریق شریک ہیں۔(ابن ابی حاتم:1122/4)

سوال2:فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّكُمْ ''چنانچہ تم ایمان لے آؤ تمہارے لیے یہی بہتر ہوگا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ نبی ﷺ پر ایمان لے آؤ کیونکہ وہ عظیم شریعت لائے ہیں اس میں گزشتہ ادوار اور آئندہ آنے والے زمانوں کی خبریں ہیں اور اللہ تعالیٰ اور آخرت کے بارے میں ایسی چیزیں ہیں جن کا وحی کے بغیر علم نہیں ہو سکتا۔اس میں عدل واحسان،صلہ رحمی،حسن اخلاق اور ہر طرح کی تعلیم کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں خیر وشر،ظلم،جھوٹ اور والدین کی نافرمانی سے روکا گیا ہے۔اور اس کے بارے میں حتمی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حق ہے۔

سوال3:وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ''اور اگر تم کفر کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو بھی آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اور اگر تم کفر کرو گے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ انکار کر کہ تم زمین وآسمان کے مالق کا کچھ نقصان نہیں کر سکتے بلکہ انکار کر کہ اپنا نقصان کرو گے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کو تمام گناہگاروں کے گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا،بندہ انکار کر کے صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔

سوال4:وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ''اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا،کمال حکمت والا ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات علیم وحکیم کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی ملکیت سے اپنے علیم یعنی سب کچھ جاننے والا اور حکیم یعنی کمال حکمت والا ہونے کا شعور دلایا ہے۔﴿2﴾وہ اپنے خلق اور امر میں حکمت کا مالک ہے وہ جانتا ہے کہ کون ہدایت کا اور کون گمراہی کا مستحق ہے۔ہدایت اور گمراہی کو وہ اپنے اپنے مقام پر رکھنے میں حکمت سے کام لیتا ہے۔(تفسیر سعدی:634/1)﴿3﴾اللہ تعالیٰ اپنے اقوال وافعال،احکامِ شرع اور مقدرت میں بڑی حکمت والا ہے۔(مختصر ابن کثیر:397/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۫۟ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (171)

اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ گزرو اور اللہ تعالیٰ پر حق کے علاوہ کچھ نہ کہو، یقیناً مسیح عیسیٰ ابنِ مریم اللہ تعالیٰ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جو اس نے مریم کی طرف القا کیا اور اس کی طرف سے ایک روح ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ، اور مت کہو کہ ''تین ہیں''، تم باز آجاؤ، یہی تمہارے لیے بہتر ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ صرف ایک ہی معبود ہے، وہ پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو، اُسی کا ہے جو بھی آسمانوں میں ہے اور جو بھی زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی وکیل کافی ہے۔(171)

سوال1: اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب: یہ آیات نجران کے عیسائیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ان میں سے نسطوریہ فرقہ اس بات کا دعویدار تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ ہیں، اور یعقوبیہ فرقہ کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہیں، اور مرتوسیہ کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ثالث ثلاثہ ہیں، اور مالکانیہ وہ یہ کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور خدا دونوں آپس میں شریک ہیں۔(تفسیر ابن عباس:319/1)

سوال2: يَاَهْلَ الْكِتٰبِ ''اے اہل کتاب!'' کی وضاحت کریں؟

جواب: یہاں اہل کتاب سے مراد اہل انجیل یعنی عیسائی ہیں۔(جامع البیان:37/4)

سوال3: يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ ''اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ گزرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ غُلو سے مراد کسی چیز کو اس کی حد سے بڑھا دینا' حد سے تجاوز کرنا اور حدود مشروع سے نکل کر غیر مشروع کی طرف جانا ہے۔ جیسے عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں نصاریٰ غلو سے کام لیتے ہیں اور انہیں نبوت اور رسالت کے مقام سے اٹھا کر ربوبیت کے مقام پر بٹھا دیتے ہیں۔(تفسیر سعدی:635/1) ﴿2﴾ دین میں غُلو سے مراد ہے کہ دین میں جس چیز کا جو درجہ اور مرتبہ ہو یا جو وزن و مقام ہو اس کو بڑھا کر کچھ سے کچھ کر دیا جائے مثلاً جو حکم مستحب ہے اسے واجب یا فرض کا درجہ دے دیا جائے جو شخص فقیہہ اور مجتہد ہے اسے امام معصوم بنا دیا جائے، جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا اسے خدا کا شریک بنا کر اس کی عبادت شروع کر دی جائے۔(تدبر القرآن) ﴿3﴾ آج مسلمان نبی ﷺ کے بارے میں غلو کر رہے ہیں۔ مثلاً (الف) رسول ﷺ سے دعائیں کرنا۔(ب) پیروں کو مشکل کشا سمجھنا۔(ج) شیعوں کا علی رضی اللہ عنہ سے مدد مانگنا۔(د) نبی ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھنا۔(ر)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پیروں کوداتاودستگیر ماننا۔(و)رسول اللہ ﷺ کوبشر نہ ماننااورنور کہنا۔(ہ)کربلا کی مٹی پرسجدہ کرنا۔(ء)سمجھنا کہ پیر قیامت کے دن زبردستی بخشوالیں گے۔(ی)سمجھنا کہ فلاں پیر کے مرید ہیں اس لیے قبر میں عذاب نہ ہوگا۔﴿4﴾اللہ تعالی نے عیسائیوں کو دین میں غلوکرنے سے منع فرمایاہے،اس لیے کہ ہردور میں یہ برائی ان کے اندردوسروں کی بہ نسبت زیادہ پائی گئی،انہوں نے دین میں رہبانیت اورعورتوں سے کنارہ کشی کوایجادکیااورعیسی علیہ السلام کواللہ کا مقام دیا بلکہ اپنے علماءاوررا ہبوں تک کواپنا معبود بنالیا۔اس حدیث میں رسول ﷺ نے امت مسلمہ کوتنبیہ کی ہے کہ جس بیماری میں نصاری مبتلا ہوئے اس میں وہ مبتلا نہ ہوں ۔(تیسیر الرحمٰن:317/1)﴿5﴾رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کوآگاہ کیا کہ ایسا نہ ہوکہ وہ بھی آپ ﷺ کے معاملہ میں حد سے تجاوزکرجائیں اورانہیں مقام رسالت سے اٹھاکرمقام الوہیت تک پہنچادیں،افسوس ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس بات سے ڈرتے تھے وہی ہوا۔بہت سے اسلام کادعویٰ کرنے والوں نے آپ ﷺ کواللہ کا مقام دے دیااورآپ کوحاجت روا،مشکل کشااوروہ سب کچھ سمجھنے لگے جواللہ کی قدرت اوراس کی صفات میں داخل ہیں،اورنعوذ باللہ نقل کفرکفرنہیں ہوتاپکاراٹھے کہ وہی جومستوی عرش تھاخداہوکر اتر پڑاہے مدینہ میں مصطفیٰ ہوکر(تیسیر الرحمٰن:318/16)﴿6﴾ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جمرہ عقبہ کی صبح کوفرمایاجب کہ آپ اپنی اونٹنی پر تھے کہ میرے لیے کنکریاں چنو۔میں نے آپ ﷺ کے لیے چکنی مٹی کے کنکروں میں سے سات کنکریاں چنیں۔آپ ﷺ ان کواپنی ہتھیلی میں ہلاتے تھےاورفرماتے تھےبس ایسی ہی کنکریاں پھینکو پھرآپ ﷺ نے فرمایا:اےلوگوتم دین میں سختی کرنے سے(یعنی افراط اورغلو سے)بچوکیونکہ تم میں سے پہلے لوگ دین میں اسی غلوکرنے کی وجہ سے تباہ ہوئے۔(ابن ماجہ:3029)﴿7﴾ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:جوشخص یہ کہتاہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اس نے جھوٹ کہا۔(صحیح بخاری:4604)

سوال4:غُلو کے فتنے کادروازہ کیسے کھلتاہے؟

جواب:یہ دروازہ اس وقت کھلتاہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف وہ بات منسوب کی جائے جواس نے نہیں فرمائی۔اسی سے شیطان کودین میں گھسنے کاموقع ملتاہے اورفساد برپاکرنے کی راہ کھلتی ہے۔عیسائی اس لیے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے پال کی خرافات کواپنے دین کاجزوبناکردین کی نئی عمارت کھڑی کرلی۔(تدبرالقرآن)

سوال5:وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ ''اوراللہ تعالیٰ پرحق کےعلاوہ کچھ نہ کہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:یہ کلام اقدس تین امورکومتضمن ہےان میں سے پہلے دوامورممنوع ہیں:اول:اللہ تبارک وتعالیٰ پرجھوٹ باندھناہے ثانی:اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اس کے افعال،اس کی شریعت اوراس کے رسولوں کے بارے میں بلاعلم بات کرنا۔ ثالث:وہ چیزجس کاحکم دیاگیاہےاوروہ ہےتمام امورمیں قول حق۔(تفسیرسعدی:635/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال6: اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ ''مسیح عیسیٰ ابنِ مریم اللہ تعالیٰ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جو اس نے مریم کی طرف القا کیا اور اس کی طرف سے ایک روح ہے'' عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ مسیح یعنی مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں۔ ﴿2﴾ وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہے جن کی تخلیق کلام سے ہوئی جو سیدنا جبریل علیہ السلام کے توسط سے سیدہ مریم تک پہنچایا گیا۔ ﴿3﴾ ''اور اس کی طرف سے ایک روح ہے'' روح سے مراد نفخہ ہے یعنی وہ پھونک جو سیدنا جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدہ مریم کے گریبان میں پھونکی۔ یہ روح سیدنا جبریل علیہ السلام لے کر سیدہ مریم کی طرف بھیجے گئے تھے۔ (ابن کثیر)

سوال7: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ '' چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیت اور اس کی ربوبیت پر ایمان لے آؤ اور اس بات پر کہ اس کی کوئی اولاد نہیں۔ ﴿2﴾ وَ رُسُلِهٖ اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرو اور جو کچھ وہ اپنے رب کی جانب سے لے کر آئے وہ حق ہے۔ (جامع البیان: 39/4)

سوال8: وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ '' اور مت کہو کہ تین ہیں تم باز آجاؤ، یہی تمہارے لیے بہتر ہے'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: ﴿1﴾ '' اور مت کہو کہ تین ہیں'' اس سے مراد عیسائیوں کا غلط عقیدہ ہے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا ڈالا تھا۔ ﴿2﴾ ان کے لیے بہتر ہے کہ وہ اس تثلیث سے بعض آجائیں کیونکہ یہی نجات کا راستہ ہے اس کے سوا ہر راستہ ہلاکت کی طرف جاتا ہے۔

سوال9: تثلیث کیا ہے؟

جواب: تثلیث سے مراد ہے تین خداؤں پر ایمان رکھنا۔ باپ (اللہ تعالیٰ)، بیٹا (عیسیٰ علیہ السلام) اور روح القدس (جبریل علیہ السلام)

سوال10: عیسائیوں کے تین بنیادی غلو کیا تھے؟

جواب: ﴿1﴾ پہلا غلو ''کلمۃ اللہ'' کے حوالے سے ہے۔ کلام کو پہلے اللہ تعالیٰ کی صفت مراد لے لیا، پھر یہ قیاس قائم کیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس ذاتی صفت نے مریم علیہا السلام کے بطن میں داخل ہو کر جسمانی صورت اختیار کی جو مسیح علیہ السلام کی شکل میں ظاہر ہوئی اور اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی اُلوہیت کا غلط عقیدہ پیدا ہوا۔ ﴿2﴾ دوسرا غلو ''روح من اللہ'' کو انہوں نے روحُ اللہ قرار دے لیا اور روح القدس کا مطلب یہ لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اپنی پاک روح تھی جو مسیح علیہ السلام کے اندر حلول کر گئی۔ اس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ اور مسیح علیہ السلام کے ساتھ روحُ القدس کو تیسرا خدا بنا ڈالا۔ ﴿3﴾ تیسرا غلو یہ ہے کہ عیسائی بیک وقت توحید کو بھی مانتے ہیں اور تثلیث کو بھی۔ (تفہیم القرآن)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال11: اِنَّمَااللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبۡحٰنَہٗۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗ وَلَدٌ ۘ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الۡاَرۡضِ ’’یقیناً اللہ تعالیٰ صرف ایک ہی معبود ہے، وہ پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو، اُسی کا ہے جو بھی آسمانوں میں ہے اور جو بھی زمین میں ہے‘‘ اللہ تعالیٰ نے اُلوہیتِ مسیح کا کیا جواب دیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّمَااللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ’’یقیناً اللہ تعالیٰ صرف ایک ہی معبود ہے‘‘ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ واحد ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ بلاشبہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مثال جیسی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس (آدم) کو مٹی سے بنایا پھر اس سے کہا کہ ہوجا تو وہ ہو گیا۔ (آل عمران:59) ﴿2﴾ سُبۡحٰنَہٗۤ ’’وہ پاک ہے‘‘ وہ شرک سے پاک اور منزہ ہے۔ ﴿3﴾ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗ وَلَدٌ ’’کہ اس کی کوئی اولاد ہو‘‘ یہ کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ ﴿4﴾ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الۡاَرۡضِ اُسی کا ہے جو بھی آسمانوں میں ہے اور جو بھی زمین میں ہے تمام لوگ اس کے مملوک اور محتاج ہیں اس لیے محال ہے کہ اس کا کوئی شریک یا بیٹا ہو۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے وہ تمام تر انتظامات کرتا ہے ان کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی ذات تنہا ہے۔

سوال12: اللہ تعالیٰ نے اپنے واحد ہونے کی کیا دلیل دی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ملکیت سے اپنے واحد ہونے کی دلیل دی ہے۔

سوال13: اِنَّمَااللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ’’یقیناً اللہ تعالیٰ صرف ایک ہی معبود ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ پوری کائنات گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کُن کہا اور پھر کائنات وجود میں آ گئی۔ عقلِ انسانی کسی ایسے پیدا کرنے والے کا تصور نہیں کر سکتی جو مخلوق جیسا ہو، نہ وہ ایک سے زیادہ معبودوں کا تصور رکھتی ہے۔

سوال14: سُبۡحٰنَہٗۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗ وَلَدٌ ’’وہ پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ اولاد سے نسل چلتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو نسل چلانے کی ضرورت نہیں۔ ﴿2﴾ اللہ تعالیٰ کی ذات باقی ہے وہ کسی فانی مخلوق کو اپنا بیٹا کیسے بنا سکتی ہے؟ ﴿3﴾ انسان اولاد چاہتا ہے تاکہ مستقبل میں قوتیں کمزور پڑیں تو اولاد کام کرے جب کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی ملکیت میں ہے۔

سوال15: لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الۡاَرۡضِ ’’اُسی کا ہے جو بھی آسمانوں میں ہے اور جو بھی زمین میں ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اس کے سوا انسان کو کسی اور سے مدد طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی بادشاہت عظیم اور لازوال ہے۔ اس کے سوا کوئی اور نہیں جو اُس کی مخلوقات کو کچھ عطا کر سکتا ہو۔

سوال16: وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا ’’اور اللہ تعالیٰ ہی وکیل کافی ہے‘‘ اللہ تعالیٰ کے وکیل ہونے سے کیا مراد ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ کے وکیل ہونے سے مراد ہے کہ وہی زمین وآسمان کا قائم رکھنے والا، مدبر اور رازق کافی ہے اس سے کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا الہ ہو۔(جامع البیان:4/40)﴿2﴾وکیل سے مراد: حفیظ، شاہد اور علیم ہے۔(ایسر التفاسیر:315,316)

سوال17:وَكِيْلًا ''وکیل'' اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت وکیل کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی ملکیت سے اپنے وکیل یعنی کارساز ہونے کا شعور دلایا ہے۔

رکوع نمبر4

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا(172)

مسیح اس بات میں ہرگز عار نہیں رکھے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو اور نہ ہی مقرب فرشتے اور جو اس کی عبادت سے عار رکھے اور تکبر کرے تو عنقریب اللہ تعالیٰ سب کو اپنے پاس جمع کرے گا۔(172)

سوال1:لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ''مسیح اس بات میں ہرگز عار نہیں رکھے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو اور نہ ہی مقرب فرشتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ مسیح اپنے رب کی عبادت کو عار نہیں سمجھتے تھے یعنی اپنے رب کی عبادت سے منہ نہیں موڑتے تھے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے اس کی عبادت سے منہ نہیں موڑتے اور نہ انہیں اس کی عبادت سے شرم آتی ہے فرشتوں کی فضیلت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح مسیح کو معبود بنالیا گیا تھا اسی طرح فرشتوں کو معبود بنالیا گیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام انبیاء اور ملائکہ دیگر تمام بندوں کی طرح ہمارے بندے، ہمارے غلام اور ہماری مخلوق ہیں جیسا کہ فرمایا:وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ اور اُنہوں نے کہا رحمٰن نے کوئی اولاد بنا رکھی ہے، وہ اس سے پاک ہے بلکہ وہ فرشتے معزز بندے ہیں۔وہ اس سے بات میں پہل نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کے لیے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرے اور وہ اس کے خوف سے ڈرنے والے ہیں۔(الانبیاء:28,26)(مختصر ابن کثیر:1/630)﴿3﴾فرشتے اس سے پاک ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو عار سمجھیں۔کسی چیز کی نفی سے اس کی ضد کا ثبوت ملتا ہے۔وہ ہرگز عار نہیں رکھتے یعنی عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے رب کی عبادت میں رغبت رکھتے ہیں۔وہ ہر طرح سے اپنے آپ کو اللہ کی بندگی کا محتاج سمجھتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2:وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ’’اور جو اس کی عبادت سے عار رکھے اور تکبر کرے تو عنقریب اللہ تعالیٰ سب کو اپنے پاس جمع کرے گا‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کو عار سمجھنے والوں،متکبروں اور اپنے مومن بندوں سب کو عنقریب جمع کرے گا اور ان کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔(تفسیر سعدی:637/1)﴿2﴾رب العزت کا فرمان ہے:وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو،میں تمہاری دُعائیں قبول کروں گا،یقیناً جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں جلد ہی وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔(الغافر:60)

سوال3:اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں؟

جواب:انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی کے لیے پیدا کیے گئے اور یہ اس لیے ہے تاکہ ہمارے دل محبت اور تعظیم سے اس کے ساتھ جڑ جائیں۔

سوال4:اللہ تعالیٰ کی عبادت کو کون عار سمجھتا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ کی عبادت کو وہ عار سمجھتا ہے جو تکبر کرتا ہے۔

سوال5:اللہ تعالیٰ کی عبادت کو عار سمجھنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

جواب:﴿1﴾عبادت کو عار سمجھنے والا انسان خواہشات نفس کا غلام بن جاتا ہے۔﴿2﴾ایسا انسان توہمات اور خرافات کا غلام بن جاتا ہے۔﴿3﴾وہ اپنے جیسے انسانوں کا غلام بن جاتا ہے۔﴿4﴾وہ اپنے جیسے انسانوں کے قوانین کا غلام بن جاتا ہے۔

سوال6:جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو عار سمجھتے ہیں ان کا کیا انجام ہونے والا ہے؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ انہیں دردناک عذاب دے گا۔﴿2﴾ان کا کوئی کارساز و مددگار نہ ہوگا۔

سوال7:تکبر کیسی بیماری ہے،وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾رسول اللہ ﷺ نے تکبر کی تشریح یوں فرمائی ہے:اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔(مسلم:265)﴿2﴾رب العزت کا فرمان ہے:اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ بلاشبہ وہ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔(النحل:23)﴿3﴾سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔(مسلم:265)﴿4﴾سیدنا حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نہ دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں! ضرور فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر جاہل، اکھڑ مزاج، تکبر کرنے والا دوزخی ہے۔ (مسلم:7187) ﴿5﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کریں گے اور نہ ہی انہیں پاک وصاف (معاف) کریں گے (اور ابو معاویہ فرماتے ہیں) اور نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور مفلس تکبر کرنے والا۔ (مسلم:296)

سوال8: تکبر انسان کے اعمال میں کیسے ظاہر ہوتا ہے؟

جواب: ﴿1﴾ رخسار کو ٹیڑھا کرنا۔ ﴿2﴾ اکڑ کر بیٹھنا۔ ﴿3﴾ ترچھی نگاہ سے دیکھنا۔ ﴿4﴾ سر نہ جھکانا۔ ﴿5﴾ اس کا اظہار بات چیت سے بھی ہوتا ہے حتی کہ آواز، لہجے، انداز گفتگو، چال ڈھال، ناز نخرے، حرکات وسکنات اور تمام افعال سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

سوال9: متکبر کی خصلتوں کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ متکبر کی خصلت یہ ہے کہ وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہو جائیں اور دوسرا یہ کہ وہ بیٹھا ہو اور ایک آدمی اس کے سر کے پاس کھڑا ہو تو یہ ناجائز ہے۔ ﴿2﴾ وہ اکیلا نہیں چلتا، بلکہ اس کے پیچھے پیچھے کوئی آدمی چلتا ہے۔ ﴿3﴾ وہ تکبر کی وجہ سے کسی کی ملاقات کو نہیں جاتا۔ ﴿4﴾ وہ اپنے پہلو میں کسی کے بیٹھنے یا ساتھ چلنے کو برا سمجھتا ہے۔ ﴿5﴾ تکبر کرنے والا اپنے گھر میں کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ ﴿6﴾ تکبر کرنے والا اپنا سامان بازار سے اٹھا کر نہیں لاتا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کوئی چیز خریدی خود اس کو اٹھا کر گھر لے آئے۔

سوال10: تکبر کا علاج کیسے کریں؟

جواب: ﴿1﴾ مومن اپنے نفس کو پہچانے اور اپنے رب کو پہچانے۔ جب وہ اپنے نفس کو اچھی طرح پہچان لے گا، تو اسے معلوم ہوگا کہ وہ ہر کمزور سے زیادہ کمزور ہے۔ پہلے نطفہ بنا، پھر جما ہوا خون، پھر گوشت کا لوتھڑا اور ہر وہ چیز بنا جسے قابل ذکر کہا جا سکے۔ پہلے وہ بے جان تھا۔ نہ سنتا تھا، نہ دیکھتا تھا، نہ محسوس کرتا تھا اور نہ حرکت کر سکتا تھا، گویا زندگی سے پہلے وہ مردہ تھا۔ (الف) طاقت سے پہلے کمزور تھا۔ (ب) دولت مند ہونے سے پہلے تنگ دست تھا۔ پھر جس کی ابتداء یہ ہو، وہ کس بات پر تکبر اور فخر کرے؟ ﴿2﴾ تکبر کا عملی علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے بندوں کے سامنے تواضع اختیار کرے۔ ﴿3﴾ جس میں جسمانی طاقت کی وجہ سے تکبر پیدا ہو، اسے جاننا چاہیے کہ اگر اس کی ایک رگ میں درد اٹھے تو وہ ہر چیز سے زیادہ عاجز ہو جائے گا۔ ﴿4﴾ جس میں خوب صورتی کی وجہ سے تکبر ہو، اسے عقلمندوں کی طرح اپنے باطن کی طرف دیکھنا چاہیے اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جانوروں کی طرح ظاہر کو نہ دیکھنا چاہیے۔﴿5﴾ جو دولت کی وجہ سے تکبر کرے تو اسے چاہیے اس حقیقت سے آگاہ ہو کہ یہودی سب سے زیادہ مال دار ہیں پس تف ہے اس بزرگی پر جس میں یہودی بھی اس سے آگے بڑھ جائے، جسے چور ایک لحظے میں چھین کر لے جائے اور اس کا مالک ذلیل ہو جائے۔﴿6﴾ جو علم کی وجہ سے تکبر کرے، اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حجت جاہل کی نسبت عالم پر زیادہ سخت ہے اسے چاہیے اس عظیم خطرے کو محسوس کرے جو اس کے سامنے ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ یہ خطرہ اتنا ہی بڑا ہوگا جتنا بڑا مرتبہ ہوگا۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (173)

پس وہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیکیاں کیں تو اللہ تعالیٰ ان کا پورا پورا اجر انہیں دے گا اور اپنے فضل سے انہیں مزید بھی عطا کرے گا اور رہے وہ لوگ جنہوں نے عار سمجھا اور تکبر کیا تو وہ انہیں دردناک عذاب دے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے لیے کوئی نہ دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔(173)

سوال1: فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ''پس وہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیکیاں کیں تو اللہ تعالیٰ ان کا پورا پورا اجر انہیں دے گا اور اپنے فضل سے انہیں مزید بھی عطا کرے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیے یعنی وہ ایسا ایمان لائے جس کا حکم دیا گیا اور انہوں نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد اور اعمال صالحہ کو جمع کیا۔﴿2﴾ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ اجور سے جنت مراد ہے ابن مردویہ کہتے ہیں کہ انہیں ایمان اور عمل کے مطابق جزا ملے گی۔﴿3﴾ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دے گا اس سے مراد اہل ایمان کو شفاعت کا حق عطا کرنا ہے۔اس شخص کی شفاعت مراد ہے جس پر جہنم واجب ہو گئی لیکن دنیا میں اس جہنمی نے اس کے ساتھ نیکی کی تھی۔(ابن مردویہ)﴿4﴾ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ''اور اپنے فضل سے انہیں مزید بھی عطا کرے گا'' یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ثواب میں اتنا اضافہ کرے گا کہ ان کے اعمال یہ ثواب حاصل نہیں کر سکتے، ان کے افعال اس ثواب تک نہیں پہنچ سکتے اور اس ثواب کا تصور بھی ان کے دل میں نہیں آ سکتا۔اس ثواب میں ہر وہ چیز شامل ہے جو جنت میں موجود ہے مثلاً ماکولات، مشروبات، بیویاں، خوبصورت مناظر، فرحت وسرور، قلب وروح اور بدن کی نعمتیں بلکہ اس میں ہر دینی اور دنیاوی بھلائی شامل ہے جو ایمان اور عمل صالح پر مترتب ہوتی ہے۔(تفسیر سعدی:637/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2:وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ اسۡتَنۡکَفُوۡا وَ اسۡتَکۡبَرُوۡا فَیُعَذِّبُہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ’’اور رہے وہ لوگ جنہوں نے عار سمجھا اور تکبر کیا تو وہ انہیں دردناک عذاب دے گا‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت سے باز رہا اور اسے عبادت میں شرم آئی یا اس نے خود کو بڑا سمجھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے دردناک عذاب دے گا۔(مختصر ابن کثیر:401/1)﴿2﴾ فَیُعَذِّبُہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ’’تو وہ انہیں دردناک عذاب دے گا‘‘ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس کے غضب اور بڑھکتی ہوئی آگ پر مشتمل ہے جو دلوں کو لپٹ جائے گی۔(تفسیر سعدی:637/1)

سوال3:وَّ لَا یَجِدُوۡنَ لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیۡرًا ’’اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے لیے کوئی نہ دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ وَّ لَا یَجِدُوۡنَ لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا ’’اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے لیے کوئی نہ دوست پائیں گے‘‘ وہ مخلوق میں سے کوئی ایسا شخص نہیں پائیں گے جو ان کا ولی و مددگار بن سکے اور وہ اپنا مطلوب ومقصود حاصل کر سکیں۔﴿2﴾ وَّ لَا نَصِیۡرًا: نہ کوئی مددگار پائیں گے جو ان سے اس چیز کو دور کر سکے جس سے یہ ڈرتے ہیں بلکہ صورتحال یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ جو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے وہ بھی ان سے الگ ہو جائے گا اور ان کو دائمی عذاب میں چھوڑ دیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ جو فیصلہ کرتا ہے اس کے فیصلے کو کوئی رد نہیں کر سکتا اور نہ اس کی قضا کو کوئی بدل سکتا ہے۔(تفسیر سعدی:637/1)

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمۡ بُرۡہَانٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ نُوۡرًا مُّبِیۡنًا(174)

اے لوگو!تمہارے پاس تمہارے رب کی جناب سے ایک واضح دلیل آئی ہے اور ہم نے تمہاری جانب ایک واضح نور اُتار دیا ہے۔(174)

سوال1:یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمۡ بُرۡہَانٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ’’اے لوگو!تمہارے پاس تمہارے رب کی جناب سے ایک واضح دلیل آئی ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس میں ایسی شہادتیں موجود ہیں کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔قرآن مسحور کرتا ہے، جو لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں وہ بھی تلاوت قرآن سن کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔سیرت ابن ہشام میں اخنس بن شریق، ابوسفیان اور ابوجہل کا مشہور واقعہ ملتا ہے۔اخنس، ابوجہل اور ابوسفیان تینوں اپنی اپنی جگہ چل پڑے تاکہ نبی ﷺ کا کلام سنیں جب کہ آپ رات کے وقت گھر میں نماز کے دوران تلاوت فرماتے تھے۔ہر شخص ایک جگہ بیٹھ گیا اور قرآن کی تلاوت سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ان میں سے کسی کو بھی دوسرے کے بارے میں خبر نہ تھی۔وہ رات کے وقت کلام الٰہی سنتے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔جب واپس ہونے لگے تو یہ سب ایک دوسرے سے راستے میں مل گئے۔انہوں نے ایک دوسرے کو سخت سست کہا اور ایک دوسرے سے کہا کہ اگر کسی شخص نے دیکھ لیا تو وہ بھی ان سے متاثر ہو جائے گا، پھر وہ واپس چلے گئے۔جب دوسری رات ہوئی تو پھر تینوں نہ رہ سکے اور پھر اپنے اپنے خفیہ مقامات پر بیٹھ گئے رات کو قرآن کریم سنتے رہے جب صبح ہونے لگی تو اتفاقاً پھر راستے میں تینوں کی ملاقات ہوئی اور پھر انہوں نے پہلے کی طرح ایک دوسرے کو ملامت کی جب تیسری رات ہوئی تو پھر یہ تینوں قرآن کریم سننے کے لیے پہنچ گئے۔رات گئے تک قرآن سنتے رہے جب صبح کو لوٹنے لگے تو پھر راستے میں ایک دوسرے کو دیکھ لیا۔اب کہ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم حلف نہ اٹھالیں گے ہم رک نہ سکیں گے اس کے بعد انہوں نے حلف پر معاہدہ کیا اور گھروں کو چلے گئے۔﴿2﴾ قرآن مجید واقعی برہان ہے لفظی اور معنوی طور پر معجزہ ہے۔ جہاں تک معنوی برہان کا تعلق ہے تو قرآن حکیم نے ایسا نظام زندگی پیش کیا ہے جو انسانی زندگی کی ساری ضرورتوں کا جواب ہے اس اعتبار سے بھی قرآن برہان ہے۔

سوال2:بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ''تمہارے رب کی جناب سے ایک واضح دلیل آئی ہے'' قرآن مجید برہان ہے، وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ برہان سے مراد ایسی پکی دلیل ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی عذر باقی نہ رہے اور ایسی قطعی حجت جو شبہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔(مختصر ابن کثیر:401/1) تمہارے پاس حق کی تائید میں قطعی دلائل آچکے ہیں جو حق کو واضح کرتے ہیں اور اس کی ضد کو بیان کرتے ہیں یہ براہین دلائل عقلیہ، دلائل نقلیہ، آیات افقی اور آیات نفسی پر مشتمل ہیں۔رب العزت کا فرمان ہے: سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ جلد ہی ہم اُنہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے، دنیا کے کناروں میں بھی اور اُن کی اپنی جانوں میں بھی، یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ یقیناً وہ حق ہے۔(حم السجدہ:53)﴿2﴾ مِّنْ رَّبِّكُمْ ''تمہارے رب کی جناب سے'' اس برہان و دلیل کی عظمت و شرف پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ تمہارے رب کی طرف سے ہے جس نے تمہاری دینی اور دنیاوی تربیت کی ہے۔یہ اس کی تربیت ہی ہے جس پر اس کی حمد و ثنا بیان کی جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے تمہیں دلائل عطا کیے تا کہ وہ صراط مستقیم کی طرف تمہاری راہ نمائی کرے اور تمہیں نعمتوں سے بھری ہوئی جنتوں میں پہنچائے۔(تفسیر سعدی:638/1)

سوال3:وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ''اور ہم نے تمہاری جانب ایک واضح نور اُتار دیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ قرآن مجید نور مبین ہے یعنی حق کو کھولنے والا ہے۔﴿2﴾ قرآن مجید ایسی روشنی ہے جس میں ہر چیز کی حقیقت صاف صاف نظر آتی ہے۔مومن اس روشنی میں حق اور باطل کا فرق واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔نفس کے اندر بھی صحیح اور غلط کو اور خیر و شر کو واضح طور پر دیکھ سکتا ہے اور عملی زندگی میں بھی اس نور سے فضا نکھر جاتی ہے اور وہ حیران ہوتا ہے کہ حقیقت تو بالکل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

واضح تھی لیکن نظر نہیں آ رہی تھی۔﴿3﴾ قرآن عظیم اولین وآخرین کے علوم، سچی خبروں، عدل واحسان اور بھلائی کے احکام اور ہر قسم کے ظلم وشر سے ممانعت پر مشتمل ہے۔لوگ اگر قرآن سے روشنی حاصل کر کے اپنی راہوں کو روشن نہیں کریں گے تو اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے، اگر انہوں نے قرآن مجید سے بھلائی کو حاصل نہ کیا تو بہت بڑی بدبختی میں پڑے رہیں گے۔

سوال4: قرآن مجید کی روشنی مومن کیسے حاصل کرسکتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ جب مومن اس روشنی کو پانے کی دل سے کوشش کرے۔﴿2﴾ جب وہ اس کے لیے ذاتی ذوق پیدا کرے۔ ﴿3﴾ جب قرآن مجید کے علم کو حاصل کرے۔﴿4﴾ جب وہ براہ راست روشنی حاصل کرنے کے لیے صلاحیت پیدا کرے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا(175)

چنانچہ جولوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اورانہوں نے اللہ تعالیٰ (کے دین) کومضبوطی سے تھام لیا تو عنقریب وہ انہیں اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اورانہیں اپنی طرف سے سیدھے راستے کی ہدایت دے گا۔(175)

سوال1: فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ ''چنانچہ جولوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اورانہوں نے اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوطی سے تھام لیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ قرآن مجید سے فائدہ اٹھانے کے اعتبار سے لوگ دوطرح کے ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اورانہوں نے اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور دوسرے وہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائے اورانہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے نہ پکڑا۔اللہ تعالیٰ انہیں ان کے نفس کے حوالے کردے گا اور وہ گمراہی میں جا پڑیں گے۔﴿2﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ ''چنانچہ جولوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے'' قرآن مجید سے فائدہ اٹھانے والوں کی پہلی خصوصیت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تسلیم کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ وہ تمام صفات میں کمال رکھتا ہے اور ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے۔﴿3﴾ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ ''اورانہوں نے اللہ تعالیٰ (کے دین) کومضبوطی سے تھام لیا'' جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کی پناہ لی اور اپنی قوت اور طاقت سے بری ہوکر اپنے رب سے مدد کے طلب گار ہوئے۔(تفسیر سعدی:639/1)﴿4﴾ طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی؟ انہوں نے کہا نہیں تو میں نے کہا یہ کیا کہ لوگوں پر تو وصیت فرض کی گئی اورانہیں حکم دیا گیا کہ وہ وصیت کریں جب کہ آپ ﷺ نے وصیت نہیں کی؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے کتاب اللہ (کو مضبوطی سے تھامنے) کی وصیت کی تھی۔(بخاری:5022)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2: فَسَيُدۡخِلُهُمۡ فِيۡ رَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَفَضۡلٍ وَّيَهۡدِيۡهِمۡ اِلَيۡهِ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ''تو عنقریب وہ انہیں اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور انہیں اپنی طرف سے سیدھے راستے کی ہدایت دے گا'' اللہ تعالیٰ کی رحمت، فضل اور ہدایت پانے کے لیے انسان کو دنیا کی زندگی میں کیسے طرز عمل کی ضرورت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی رحمت، فضل اور ہدایت پانے کے لیے دو کاموں کی ضرورت ہے ﴿1﴾ ایمان باللہ ﴿2﴾ اعتصام باللہ۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے تقاضے پورے کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت کو مضبوطی سے تھامنے والوں کو اپنی خاص رحمت سے ڈھانپ لے گا۔ انہیں نیکیوں کی توفیق دے گا، انہیں بے پایاں ثواب عطا کرے گا اور ان سے بلائیں دور کر دے گا۔ (تفسیر سعدی:639/1)

سوال3: جب کسی انسان کے اندر ایمان کا ذوق وشوق پیدا ہو جاتا ہے تو وہ کیا کوشش کرتا ہے؟

جواب: ایسا انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب کوئی ایمان کی حقیقت کو پالیتا ہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں پہنچ جانے کے سوا کوئی راستہ نہیں رہتا۔ اس کی بے چین اور حیران و پریشان روح اللہ تعالیٰ کی پناہ میں اطمینان اور سکون حاصل کرتی ہے۔

سوال4: وَّيَهۡدِيۡهِمۡ اِلَيۡهِ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ''اور انہیں اپنی طرف سے سیدھے راستے کی ہدایت دے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں اور دین کو مضبوطی سے پکڑنے والوں پر دوسری رحمت یہ فرماتا ہے کہ انہیں اپنی طرف آنے کے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ ﴿2﴾ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں اللہ تعالیٰ کی کتاب چھوڑ رہا ہوں، اگر اس کو تھامے رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ (مسلم:2950) ﴿3﴾ ''اور انہیں اپنی طرف سے سیدھے راستے کی ہدایت دے گا'' یعنی اللہ تعالیٰ انہیں علم و عمل کی توفیق اور انہیں حق اور اس پر عمل کی معرفت عطا کرے۔ (تفسیر سعدی:639/1)

سوال5: انسان جب ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کا دامن تھام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیا وعدہ دیتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اس زندگی میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی اپنی رحمت، فضل اور ہدایت کا وعدہ دیتے ہیں۔

يَسۡتَفۡتُوۡنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفۡتِيۡكُمۡ فِى الۡكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امۡرُؤٌا هَلَكَ لَيۡسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخۡتٌ فَلَهَا نِصۡفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنۡ كَانَتَا اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنۡ كَانُوۡۤا اِخۡوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمۡ اَنۡ تَضِلُّوۡا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ (176)

وہ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے، اگر کوئی شخص فوت ہو کہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس کی کوئی اولاد نہ ہواوراس کی ایک ہی بہن ہوتو اس (بہن) کا اس کے ترکے میں آدھا حصہ ہے اور وہ (بھائی) اس (بہن) کا وارث ہوگا اگراس (بہن) کی اولاد نہ ہو۔ چنانچہ (وارث) اگر دو بہنیں ہوں توان دونوں کا ترکے میں دو تہائی حصہ ہے اوراگر مرد عورت کئی بہن بھائی ہوں تو ہر مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم گمراہ نہ ہوجاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔(176)

سوال1: اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: ﴿1﴾ ابواسحاق نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا سب سے آخر میں جو سورۃ نازل ہوئی وہ سورۃ برات ہے۔ اوراحکام میراث کے سلسلے میں سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ (صحیح بخاری:4605) ﴿2﴾ یہ آیت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ایک بہن ہے اس کے مرنے پر مجھے کیا حصہ ملے گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت میراث نازل فرمائی ''وہ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے''۔(تفسیر ابن عباس:321/1)

سوال2: يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ''وہ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے'' کلالہ سے کون شخص مراد ہے؟

جواب: کلالہ سے مراد وہ میت ہے جس کی صلب سے کوئی اولاد نہ ہو، نہ کوئی پوتی پوتا، نہ باپ ہواور نہ دادا۔

سوال3: اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ ''اگر کوئی شخص فوت ہو کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ اولاد نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کا کوئی بیٹا بیٹی نہ ہو۔ ﴿2﴾ اس سے مراد ہے نہ صلبی بیٹا ہواور نہ بیٹے کا بیٹا ہو۔ ﴿3﴾ کلالہ وہ ہے جس کا باپ نہ ہواوراس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بہن بھائی وارث بنیں گے کیونکہ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ بہن بھائی باپ کی معیت میں وارث نہیں بنیں گے۔(تفسیر سعدی:640/1)

سوال4: وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ''اوراس کی ایک ہی بہن ہوتو اس (بہن) کا اس کے ترکے میں آدھا حصہ ہے'' کلالہ مرد کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟

جواب: ﴿1﴾ کلالہ مرد کی حقیقی یا باپ شریک بہن ہے تو اس بہن کو ترکے میں سے آدھا حصہ ملے گا۔ ﴿2﴾ یعنی بہن کو کلالہ بھائی کے ترکہ یعنی نقدی، جائیداد اور دیگر اثاثوں میں سے نصف ملے گا۔ ﴿3﴾ یہ حصہ میت کی وصیت کو پورا کرنے اور قرض کی ادائیگی کے بعد دیا جائے گا۔(تفسیر سعدی:640/1)

سوال5: وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ''اور وہ (بھائی) اس (بہن) کا وارث ہوگا اگراس (بہن) کی اولاد نہ ہو'' کلالہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

عورت کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟

جواب:﴿1﴾ کلالہ عورت (میت) کا حقیقی بھائی یا باپ کی طرف سے بھائی اس بہن کا وارث ہوگا، اگر اس کے اولاد نہیں ہو گی اور اور اس کے لیے حصہ میراث مقرر نہ ہو کیونکہ وہ تو عصبہ ہے اگر اصحاب فروض یا عصبہ میں شریک کوئی فرد نہ ہو تو وہ تمام ترکہ لے گا۔﴿2﴾ یا اصحاب فروض کو ان کے حصے دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے گا وہ اس کو ملے گا۔ (تفسیر سعدی:640/1) نبی ﷺ نے فرمایا: فرائض اہل فرائض کو دے کر جو باقی رہے وہ قریبی مرد کو جو ذکر ہو دیا جائے (مختصر ابن کثیر:405/1)

سوال6: فَاِنۡ كَانَتَا اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ’’چنانچہ (وارث) اگر دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کا ترکے میں دو تہائی حصہ ہے‘‘ کلالہ دو بہنیں چھوڑ گیا یا دو سے زیادہ تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: کلالہ دو بہنیں چھوڑ گیا یا دو سے زیادہ تو انہیں دو تہائی حصہ ملے گا یہیں سے دو بیٹیوں کا حکم لیا گیا۔ (مختصر ابن کثیر:403/1)

سوال7: وَاِنۡ كَانُوۡۤا اِخۡوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ ’’اور اگر مرد عورت کئی بہن بھائی ہوں تو ہر مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اس سے مراد ہے کہ اگر ملے جلے وارث ہوں تو مرد کو دوہرا اور عورت کو اکہرا حصہ ملے گا۔﴿2﴾ عورتوں کا مقررہ حصہ (دو تہائی) ساقط ہو جائے گا اور ان عورتوں کو ان کے بھائی عصبہ بنا دیں گے۔ یعنی عورتوں کا حصہ دو تہائی ساقط ہو جائے گا۔

سوال8: اگر مرنے والے کی بیٹی موجود ہو تو کیا بہن کو حصہ ملے گا؟

جواب: بیٹی کی موجودگی میں بہن کو ذوی الفروض کی حیثیت سے کچھ نہیں ملے گا لیکن بیٹی کے ساتھ بہن عصبہ ہو جائے گی اور ایک بیٹی ہو تو بہن کا نصف حصہ اور ایک سے زائد ہوں تو بہن کا تیسرا حصہ ہے۔

سوال9: کیا باپ کی موجودگی میں بھائی وارث ہو سکتا ہے؟

جواب: باپ کی موجودگی میں بھائی وارث نہیں ہو سکتا۔

سوال10: يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اَنۡ تَضِلُّوۡا ’’اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ احکامات کی وضاحت اس لیے کرتا ہے کہ انسان بھٹکنے سے بچ جائیں۔ انسان کے پاس دو ہی راستے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا راستہ یا گمراہی کا راستہ، تو اللہ تعالیٰ نے اپنا طریقۂ کار واضح کر دیا ہے تاکہ تم اس پر عمل کرو اور لاعلمی کی وجہ سے سیدھے راستے سے بھٹک نہ جاؤ، رب العزت نے فرمایا: فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ (یونس:32)

سوال11: وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ’’اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے‘‘ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت علیم کا کیوں شعور دلایا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے وراثت کے قانون کو قبول کرنے کے لیے اپنی صفت علیم کا شعور دلایا ہے کہ تم اس کی تعلیم کے محتاج ہو وہ تمہیں اپنے علم میں سے سکھاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ساری حکمتوں اور مصلحتوں کو جاننے والا ہے اس لیے علیم ہستی کے دیئے ہوئے قانون کو قبول کرلو۔

سورہ المائدہ

سوال1:اس سورت کا نام المائدہ کیوں ہے؟

جواب:اس سورت میں مائدہ سے متعلق قصہ مذکور ہے جو کہ سب سے عجیب ہے۔اسی لیے اس سورت کا یہ نام رکھ دیا گیا۔

سوال2:یہ سورت کب نازل ہوئی؟اس کی کتنی آیات اور کتنے رکوع ہیں؟

جواب:سورۃ المائدہ مدینہ میں نازل ہوئی اس کی ایک سوبیس آیات اور سولہ رکوع ہیں۔مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے یہ پانچویں سورت ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے ایک سو بارہویں (112) سورت ہے۔

سوال3:اس سورت کی فضیلت بیان کریں؟

جواب:﴿1﴾ عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر سورہ المائدہ اس وقت نازل ہوئی جب وہ اپنی اونٹنی پہ سوار تھے اور وہ آپ کا بوجھ برداشت نہیں کر پا رہی تھی تو آپ اونٹنی سے اتر آئے۔(تفسیر الدر المنثور:2/446)

﴿2﴾ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت سورہ المائدہ ہے۔(ترمذی کتاب التفسیر:3063)﴿3﴾ امام احمد،نسائی اور بیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے جبیر بن نصیر سے روایت کی ہے میں نے حج کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا،انہوں نے کہا کہ اے جبیر! کیا تم سورہ المائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے کہا:ہاں! تو انہوں نے کہا یہ آخری سورت ہے جو نازل ہوئی تھی۔اس میں جو چیزیں حلال بتائی گئی ہیں انہیں حلال جانو،اور جو حرام بتائی گئی ہیں انہیں حرام جانو، حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔(تیسیر الرحمٰن:1/321)

رکوع نمبر5

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ اُحِلَّتۡ لَکُمۡ بَهِیۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ غَیۡرَ مُحِلِّی الصَّیۡدِ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ (1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! معاہدوں کو پورا کرو، تمہارے لیے مویشی جانور حلال کر دیئے گئے سوائے ان کے جو تم پر پڑھے جائیں گے اس حال میں کہ شکار کو حلال سمجھنے والے نہ ہو، جب کہ تم حالتِ احرام میں ہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ فیصلہ کرتا ہے۔(1)

سوال1: يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! معاہدوں کو پورا کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!'' ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ فرمایا: جب تم اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں سے خطاب سنو تو اسے کان لگا کر توجہ سے سنو کیونکہ اس میں یا تو کسی اچھی بات کا حکم ہوگا یا کسی بری بات سے روکا ہوگا۔(ابن ابی حاتم) ﴿2﴾ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ''معاہدوں کو پورا کرو'' ایمان کا تقاضا ہے کہ معاہدوں کو پورا کریں یعنی نہ ان کو توڑا جائے نہ ان میں کمی کی جائے۔

سوال2: معاہدات یا عقود سے کیا مراد ہے؟

جواب: ﴿1﴾ یہ آیت کریمہ ان تمام معاہدوں کو شامل ہے جو بندے اور اس کے رب کے درمیان ہیں جیسے اس کی عبودیت کا التزام، اسے پوری طرح قائم رکھنا اور اس کے حقوق میں کچھ کمی نہ کرنا اور یہ ان معاہدوں کو بھی شامل ہے جو بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین آپ کی اتباع اور اطاعت کے بارے میں ہیں، اسی طرح اس میں وہ معاہدے بھی شامل ہیں جو بندے اور اس کے والدین اور اس کے عزیز و اقارب کے درمیان ان کے ساتھ حسن سلوک، صلہ رحمی اور عدم قطع رحمی کے بارے میں ہیں نیز اس آیت کریمہ کے حکم میں وہ معاہدے بھی شامل ہیں جو فراخی اور تنگ دستی، آسانی اور تنگی میں صحبت اور دوستی کے حقوق کے بارے میں ہیں۔ اس کے تحت وہ معاہدے بھی آتے ہیں جو معاملات، مثلاً خرید و فروخت اور اجارہ وغیرہ کے ضمن میں بندے اور لوگوں کے درمیان ہیں۔ اس میں صدقات اور ہبہ وغیرہ کے معاہدے کی پابندی، مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی وغیرہ بھی شامل ہے جن کی پابندی کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں عائد کیا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ بلاشبہ مومن بھائی بھائی ہیں، چنانچہ اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔(الحجرات:10) بلکہ حق کے بارے میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا، مسلمانوں کا ایک دوسرے سے پیار اور محبت سے مل جل کر رہنا اور قطع تعلقات سے اجتناب وغیرہ شامل ہے۔(تفسیر سعدی:641/1) اس حکم میں دین کے تمام اصول و فروع شامل ہیں اور دین کے تمام اصول و فروع معاہدوں میں داخل ہیں جن کی پابندی کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ﴿3﴾ علی بن طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے جو حلال کیا یا حرام اور جو فرض کیا وہ معاہدے مراد ہیں اور جو قرآن کریم میں حدود قائم کیں وہ ساری کی ساری (اس میں شامل ہیں) اور تم نہ عہد شکنی کرو اور نہ دھوکہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دو۔(تفسیر قاسمی:8/6)﴿4﴾ معاہدہ توڑنے والوں کے بارے میں رب العزت نے وعید سنائی ہے وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کو اس کی پختگی کے بعد توڑ دیتے ہیں اور وہ اس کو کاٹ ڈالتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ انہیں ملایا جائے اور زمین میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے گھر کی خرابی ہے۔(الرعد:25)

سوال3:اُحِلَّتْ لَكُمْ ''تمہارے لیے حلال کر دیئے گئے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اُحِلَّتْ لَكُمْ ''تمہارے لیے حلال کر دیئے گئے''یعنی رحمت کی وجہ سے تم پر حلال کیے گئے ہیں۔

سوال4:بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ ''مویشی جانور'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ ''مویشی جانور'' سے مراد اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ ہیں۔(ایسر التفاسیر:320)﴿2﴾بسا اوقات اس میں جنگلی جانور مثلاً ہرن، گورخر اور اس قسم کے دیگر شکار کیے جانے والے جانور بھی شامل ہیں۔بعض صحابہ کرام اس آیت کریمہ سے اس بچے کی حلت پر بھی استدلال کرتے ہیں جو ذبح کرتے وقت مذبوحہ کے پیٹ میں ہوتا ہے اور ذبح کرنے کے بعد وہ مذبوحہ کے پیٹ میں مرجاتا ہے۔(تفسیر سعدی:642/1)﴿3﴾حدیث میں ایسے بچے کو حلال قرار دیا گیا ہے کیونکہ بچے کا ذبح کرنا یہی ہے کہ اس کی ماں کو ذبح کر دیا جائے۔(ابوداؤد،ترمذی)

سوال5:اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ ''سوائے ان کے جو تم پر پڑھے جائیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾''مویشی جانور'' جیسے المائدہ کی آیت3 میں فرمایا:حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ تم پر حرام کر دیا گیا مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نام پکارا جاتا ہے اور گلا گھٹنے سے مرنے والا (جانور) اور چوٹ لگنے سے مرنے والا (جانور) اور بلندی سے گر کر مرنے والا اور سینگ لگنے سے مرنے والا اور جسے درندے نے کھایا ہو مگر جسے تم نے ذبح کیا ہو۔﴿2﴾وہ تمام جانور جو بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ میں ہیں، مردار ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔﴿3﴾چوپائے مویشی عام حالات میں مباح ہیں لیکن احرام کی حالت میں شکار نہیں کر سکتے۔

سوال6:غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ''اس حال میں کہ شکار کو حلال سمجھنے والے نہ ہو جب کہ تم حالت احرام میں ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾''اس حال میں کہ شکار کو حلال سمجھنے والے نہ ہو'' احرام کی پابندیوں میں سے ہے کہ کسی جانور کا شکار نہ کیا جائے نہ کسی کو شکار کے بارے میں بتایا جائے۔﴿2﴾شکار سے مراد وہ جنگلی جانور ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال7: شکار کرنا کب اور کہاں حرام ہیں؟

جواب: ﴿1﴾ شکار کرنا مستقلاً حرام نہیں ہے۔ ﴿2﴾ حدودحرم کے اندر شکار ہر حالت میں حرام ہے۔ ﴿3﴾ احرام کی حالت میں حرام ہے۔ ﴿4﴾ احرام پابندیوں میں سے ہے کہ کسی جانور کا شکار نہ کیا جائے نہ کسی کو شکار کے بارے میں بتایا جائے۔ ﴿5﴾ احرام کی حالت ختم ہوجائے تو تم شکار کرسکتے ہو۔ ﴿6﴾ خشکی کا شکار منع ہے۔ اگر سمندری سفر ہو تو سمندری جانور استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

سوال8: اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ فیصلہ کرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ فیصلہ کرتا ہے'' اللہ تعالیٰ جو بھی ارادہ کرتا ہے اس امر کے مطابق فیصلہ کرتا ہے جو اس کی حکمت کے عین مطابق ہوتا ہے۔ ﴿1﴾ جس طرح اس نے تمہارے مصالح کے حصول اور مضرت کو دور کرنے کے لیے تمہیں معاہدوں کو پورا کرنے کا حکم دیا۔ ﴿2﴾ اور تم پر رحمت کی بنا پر اس نے تمہارے لیے مویشیوں کو حلال کردیا۔ ﴿3﴾ اور بعض موانع کی وجہ سے جو جانور اس سے مستثنیٰ ہیں ان کو حرام قرار دیا مثلاً مردار وغیرہ۔ اس کا مقصد تمہاری حفاظت اور احترام ہے۔ ﴿4﴾ احرام کی حالت میں شکار کو حرام قرار دیا اور اس کا مقصد احرام کا احترام اور تعظیم ہے (تفسیر سعدی:642/1)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهۡرَ الۡحَرَامَ وَ لَا الۡهَدۡیَ وَ لَا الۡقَلَآئِدَ وَ لَاۤ آٰمِّیۡنَ الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَ رِضۡوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا ؕ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡکُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ(2)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی بے حُرمتی نہ کرو اور نہ حرمت والے مہینوں کی اور نہ حرم کی قربانی کی اور نہ پٹے ڈالے گئے جانوروں کی اور نہ حرمت والے گھر جانے کا ارادہ کرنے والوں کی، جو اپنے رب کا فضل اور رضامندی تلاش کرتے ہیں، اور جب تم احرام کھول دو تو شکار کرو اور کسی قوم کی دشمنی کہ اس نے تمہیں مسجدِ حرام سے روکا تھا تمہیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنادے کہ تم حد سے بڑھ جاؤ، اور تم نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔(2)

سوال1: اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حاطم بن ہند بکری مدینہ منورہ میں ایک قافلہ کے ساتھ غلہ لے کر آئے، اسے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بیچ کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بیعت کی اور اسلام قبول کیا جب وہ وہاں سے چلے تو آپ نے اس کی طرف دیکھا اور آپ کے پاس جو حضرات بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہ میرے پاس اس فاجر کی صورت لے کر آیا اور عہد شکن کی پشت کے ساتھ واپس گیا، چنانچہ جب وہ یمامہ پہنچا تو مرتد ہو گیا اس کے بعد ماہ ذی قعدہ میں ایک قافلہ کے ساتھ غلہ لے کر مکہ مکرمہ کے ارادہ سے نکلا، جب صحابہ کرام کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے اس کے قافلہ پر چھاپہ مارنے کا ارادہ کیا، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے مومنو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی مت کرو تو اس ہدایت کے آنے پر صحابہ کرام رک گئے کیونکہ صحابہ حکم الٰہی کے پابند تھے۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

سوال2: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىٕرَ اللّٰهِ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی بے حُرمتی نہ کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی بے حُرمتی نہ کرو'' اللہ تعالیٰ کے ان محرمات کو حلال نہ ٹھہراؤ جن کی تعظیم اور ان کے عدم فعل (نہ کرنے) کا اس نے تمہیں حکم دیا۔ یہ ممانعت ان کے فعل کی ممانعت اور ان کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھنے کی ممانعت پر مشتمل ہے یعنی یہ ممانعت فعل قبیح اور اس کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھنے کو شامل ہے۔ (تفسیر سعدی:643/1)

سوال3: شعائر اللہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: ﴿1﴾ شَعَآىٕرَ اللّٰهِ سے مراد اللہ تعالیٰ کی حرمتیں ہیں یعنی جن کی حرمت اور تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہو۔ ﴿2﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سے مراد حج کے مناسک ہیں۔ (تیسیر الرحمٰن:323/1) ﴿3﴾ بحر المحیط اور روح المعانی میں حسن بصری اور عطاء رحمہ اللہ سے منقول ہے شعائر اللہ سے مراد تمام شرائع اور دین کے مقرر کردہ واجبات و فرائض اور ان کی حدود ہیں۔ (تفسیر معارف القرآن:18/3) ﴿4﴾ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ذٰلِكَ ۫ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ یہ اور جو اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے تو یقیناً وہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔ (الحج:32) ﴿5﴾ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ (تفسیر منیر:420/3)

سوال4: وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ ''اور نہ حرمت والے مہینوں کی'' وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ ''اور نہ حرمت والے مہینوں کی'' حرمت کے مہینے میں لڑائی اور دیگر مظالم کا ارتکاب کر کے اس کی توہین نہ کرو۔ ﴿2﴾ الشَّهْرَ الْحَرَامَ سے مراد حرام مہینے ہیں جن کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد کتاب

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اللہ میں بارہ مہینے ہے،جس دن (سے) اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا،ان میں سے چار حرمت والے ہیں،یہی سیدھا دین ہے،سوان میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرواور مشرکوں کے خلاف سب مل کر لڑو جیسے وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں اور جان لو یقیناً اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے۔(التوبہ:36)﴿3﴾ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دس ذوالحجہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشادفرمایا:''بلاشبہ زمانہ گھوم کراس حالت میں آ گیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔سال بارہ مہینوں پر مشتمل ہے۔ان میں سے چار حرمت والے ہیں تین مہینے ایک دوسرے کے بعد ہیں ۔ذوالقعدہ،ذوالحجہ،محرم اور چوتھا مہینہ مضر(قبیلہ کا)رجب ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔(بخاری،کتاب التفسیر)

سوال5:شعائر اللہ کے احترام کا حکم کس حکمت کی بناء پر دیا گیا ہے؟

جواب:یہ حکم اسی دور میں دیا گیا جب مسلمانوں اور مشرکین میں جنگ تھی اور مشرکین مکہ پر قابض تھے۔عرب کے ہر حصے سے لوگ حج اور عمرہ کرنے جاتے تھے ان میں بہت سے قبیلوں کے راستے مسلمانوں کی دسترس میں تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ٹھیک ہے تمھارے اوران کے درمیان جنگ ہے لیکن جا تو وہ اللہ کے گھر رہے ہیں تو جو اللہ کا ارادہ کر لے۔جو اللہ کی طرف بڑھے حج اور عمرے کے لیے،قربانیوں کے لیے تو ان پر ہاتھ نہ اُٹھاؤ۔

سوال6:وَلَاالْهَدْيَ''اور نہ حرم کی قربانی کی''ھدی سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾الْهَدْيَ سے مراد وہ جانور ہے جسے اللہ تعالیٰ کے گھر کے لیے ہدیہ بھیج دیا جاتا ہے۔(تیسیر الرحمٰن :323/1)﴿2﴾ہدی اور اس کے لانے والے کی تعظیم کرو۔﴿3﴾بیت اللہ کی طرف قربانیاں بھیجنا بند نہ کرو کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی عظمت ہے۔(مختصر ابن کثیر:406/1)﴿4﴾قربانی کے جانور حرم بھیجو تا کہ دوسروں کو بھی اس سے شوق پیدا ہو۔

سوال7:وَلَاالْقَلَآئِدَ''اور نہ پٹے ڈالے گئے جانوروں کی''قلائد سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾الْقَلَآئِدَ سے مراد وہ جانور ہیں جنہیں جوتے وغیرہ کا ہار پہنا کر بیت اللہ کی طرف لے جایا جاتا تھا۔(تیسیر الرحمٰن :323/1)﴿2﴾ہدی کو علامت کے طور پر قلادے پہنانا سنت ہے۔﴿3﴾ہدی کا جانور حرمت کا حامل ہے،اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

سوال8:وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ''اور نہ حرمت والے گھر جانے کا ارادہ کرنے والوں کی''سے کیا مراد ہے؟

جواب:اور نہ ان لوگوں کی بے حرمتی کرو جو بیت اللہ جانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔اس سے مراد ہے کہ ان کی عزت کرو۔

سوال9:يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا''جو اپنے رب کا فضل اور رضا مندی تلاش کرتے ہیں''کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اس سے مراد ہے جو اپنے رب کے فضل یعنی جائز ذرائع سے تجارت کرنے کا ارادہ لیے ہوئے ہے۔﴿2﴾وَ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رِضْوَانًا جو حج ،عمرے،طواف اور نمازوں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے ساتھ کسی قسم کی برائی سے پیش نہ آؤ۔﴿3﴾ اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ رکھنے والوں کی بے حرمتی سے روکنے میں یہ دلیل ہے کہ جو شخص اس نیت سے بیت اللہ کا قصد کرتا ہے کہ گناہوں کے ذریعے سے اس کی ہتک اور حرمت کا ارتکاب کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے گھر میں فساد پھیلانے کے لیے روکا جائے کیونکہ اسے اس فعل سے روکنا حرم کے احترام کی تکمیل ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ِۨ الْعَاكِفُ فِیْهِ وَ الْبَادِ ؕ وَ مَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے اور مسجدِ حرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے تمام لوگوں کے لیے بنایا ہے، جس میں مقامی باشندے اور باہر سے آنے والے برابر ہیں اور جو شخص کج روی سے اس میں ظلم کرنے کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ (الحج:25) (تفسیر سعدی:645/1)﴿4﴾ بے دینی پھیلانے والے کو حرم سے روکنا واجب ہے۔اسی لیے فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ اِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً سب مُشرک ناپاک ہیں چنانچہ وہ اس سال کے بعد مسجدِ حرام کے قریب نہ آئیں اور اگر تمہیں تنگ دستی کا خوف ہے تو اللہ تعالیٰ جلد ہی تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اگر اس نے چاہا، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔(التوبہ:28)

سوال10: وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ’’اور جب تم احرام کھول دو تو شکار کرو‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: اس سے مراد ہے کہ احرام کی پابندیاں ختم ہونے کے بعد شکار کرنا حلال ہے۔

سوال11: وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ’’اور کسی قوم کی دشمنی کہ اس نے تمہیں مسجدِ حرام سے روکا تھا تمہیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم حد سے بڑھ جاؤ‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو روکا ہے کہ کسی قوم پر غصہ تمہیں اتنا مشتعل نہ کرے کہ تم دشمنوں کے مقابلے میں ناروا زیادتیاں کرنے لگو۔ یہ تو تمھارا حق ہے تمہیں غصہ آئے لیکن یہ حق نہیں کہ فوری ردعمل ظاہر کریں دشمنی اور کینہ کے ہاتھوں مجبور ہونے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔﴿2﴾ اگر تمھارے دشمنوں نے تمہیں مسجد حرام جانے سے روکا ہے تو تم اس دشمنی کی وجہ سے انہیں مسجد حرام سے نہیں روکو، ان کی توہین نہ کرو، تکریم کرو۔﴿3﴾ اللہ تعالیٰ کے گھر جانے والوں کی تعظیم کرو۔﴿4﴾ اس حکم میں یہ بھی داخل ہے کہ بیت اللہ کی طرف جانے والے راستوں کو پرامن بنائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے گھر جانے والوں کو راستے میں قتل و غارت اور اپنے مالوں کے بارے میں چوری ڈاکے کا خوف نہ ہو۔(تفسیر سعدی:644/1)

سوال12: وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ’’اور تم نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو‘‘ کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:اللہ تعالیٰ نے نیکی اورتقویٰ کے کاموں میں تعاون کاحکم دیاہے یعنی واجبات اورفضائل کی ادائیگی کاحکم دیا۔(ایسرتفاسیر:320)
﴿2﴾وَتَعَاوَنُوْاعَلَى الْبِرِّ ''اورتم نیکی پرایک دوسرے سےتعاون کرو''البر'حقوق اللہ اورحقوق العباد کےضمن میں ان تمام ظاہری اور باطنی اعمال کوشامل ہے جواللہ تعالیٰ کوپسند ہیں اوروہ ان پرراضی ہے۔التَّقْوٰی اس مقام پرتقویٰ ان تمام ظاہری اور باطنی اعمال کوترک کرنے کانام ہے جواللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کوناپسند ہیں۔بھلائی کی ہرخصلت جس کےفعل کاحکم یابرائی کی ہرخصلت جسے ترک کرنے کاحکم ہے بندہ خودبھی اس کےفعل پرمامور ہےاوراسے اپنے مومن بھائیوں کےساتھ،اپنے قول وفعل کےذریعے سےان کواس بھلائی پرآمادہ کرے یااس میں نشاط پیدا کرے،تعاون کرنے کاحکم ہے۔(تفسیرسعدی:645/1)
﴿3﴾شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب السیاسیۃ الشرعیہ میں لکھتے ہیں کہ کسی شخص پرحلال نہیں ہے کہ وہ ظلم پرتعاون کرے۔تعاون کی دوقسمیں ہیں جن میں سے ایک تقویٰ پرتعاون ہے اوروہ ہے جہاد،حدود اللہ کوقائم کرنا،حقوق کوپورا کرنا، مستحقوں کوعطا کرنااسی کااللہ سبحانہ وتعالیٰ اوراس کے رسول نےحکم دیاہے۔تعاون کی دوسری قسم:گناہ اورزیادتی پرتعاون ہے۔ (تفسیرقاسمی:25/6)﴿4﴾رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں غزوہ کرنے والے کوسازو سامان دیاتووہ (گویا)خودغزوہ میں شریک ہوااورجس نے خیرخواہانہ طریقہ پرغازی کےگھربارکی (حفاظت) کی تووہ (گویا) خودغزوہ میں شریک ہوا''(صحیح بخاری:2843)﴿5﴾سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جس نے ہدایت کی طرف بلایااس کے لیےان سب کے برابراجرہوگا جنہوں نے اس کی پیروی کی ہوگی اوران کے اجرسے کوئی کمی نہیں کی جائے گی،اورجس نے گمراہی کی طرف بلایااس کے لیےان سب کے برابرگناہ ہوگا جنہوں نے اس کی پیروی کی ہوگی اوران کےگناہوں سےکوئی کمی نہیں کی جائے گی۔(صحیح مسلم:2674)

سوال13:وَلَاتَعَاوَنُوْاعَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ''اورگناہ اورزیادتی پرایک دوسرے سےتعاون نہ کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے گناہ اورزیادتی کےکاموں میں تعاون کرنے سےروکا ہے۔﴿1﴾اثم سےگناہ اورنافرمانی کےکام مراد ہیں اوروہ سارے کام ہیں جن سےشریعت نے روکا ہے جودل میں کھٹکیں یاجن کے بارے میں لوگوں کوخبر ہونا ناپسند ہو۔ ﴿2﴾جس کام کےکرنے کاحکم ہےاسے چھوڑ دینا گناہ ہے۔﴿3﴾وَالْعُدْوَانِ یہ مخلوق کےساتھ ان کی جان ومال اوران کی عزت وناموس کے بارے میں ظلم وزیادتی ہے۔پس بندے پرواجب ہے کہ وہ ہرگناہ اورظلم وتعدی سے اپنے آپ کوبھی روکےاوردوسرے کےساتھ بھی اس ظلم وتعدی کوترک کرنے پرتعاون کرے۔(تفسیرسعدی:646/1)﴿4﴾امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:گناہ اورزیادتی پرتعاون یہ ہے کہ کسی معصوم کےخون بہانے پرتعاون کیاجائے یاکسی معصوم کامال چھین لیاجائے یا کسی کوناحق ماراجائے اوراسی طرح کے کام ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اوران کے رسول نے روکا ہے۔(تفسیرقاسمی:25/6)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

﴿5﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اندھے جھنڈے کے نیچے لڑے (یعنی جو جنگ اسلام میں جائز نہ ہو) اپنے قبیلہ کے لیے غصہ میں آئے یا عصبیت کی دعوت دے یا عصبیت کے باعث اپنے قبیلہ کی مدد کرے تو ایسا شخص اگر قتل ہو جائے تو اس کا قتل جاہلیت کے قتل کا سا ہوگا۔ (صحیح مسلم:4786)

سوال14: اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے مومن کا رشتہ کیسے اپنے رب سے جوڑ دیا ہے؟

جواب: ﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کا حکم دے کر اور زیادتی کے کاموں میں تعاون سے روک کر مومن کا رشتہ اپنے سے جوڑ دیا ہے۔ اسلام نے گناہ اور ظلم پر باہمی تعاون کو روکا ہے اس طرح پوری انسانیت کو تعصّبات سے نکالا ہے خاندان کے تعصب سے جس کی بنیاد پر ظلم ہوتا ہے، علاقے کے تعصب سے، ذاتی میلانات اور شخصی رجحانات کے تعصب سے، دوستوں اور دشمنوں سے معاملہ کرتے وقت انسانیت کو بنیاد بنایا، اور یوں ایک نئے انسان نے جنم لیا۔ اللہ تعالیٰ نے نیکی اور تقویٰ پر تعاون کا حکم دے کر مومن کا رشتہ اپنے سے جوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے مومنوں نے نہایت مشفقانہ رویہ اپنایا۔ ﴿2﴾ عرب اکثر و بیشتر باطل و گمراہی پر باہم تعاون کر لیتے تھے ان کے یہاں سچ پر کم ہی حلف منعقد ہوئے حق اور سچائی پر وہ کم ہی کبھی اکٹھے ہوئے تھے اسلام نے بگڑے ہوئے انسان کی تربیت کی اور ان کے دلوں میں زمین آسمان کا فرق آ گیا۔

سوال15: وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو'' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لا کر اس سے ڈر جاؤ اور ان کی اطاعت والے کام کر کے اور جس سے انہوں نے روکا ہے اس سے رک کر اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ۔ (ایسر التفاسیر:321)

﴿2﴾ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے'' اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو سزا دے گا جو اس کی نافرمانی کرے گا اور محارم کے ارتکاب کی جسارت کرے گا۔ پس ہتک محارم سے بچو مبادا (ایسا نہ ہو) کہ تم اس کی دنیاوی یا اخروی سزا کے مستحق بن جاؤ۔ (تفسیر سعدی:646/1)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (3)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تم پرحرام کردیا گیامرداراورخون اورسؤرکا گوشت اوروہ جس پراللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نام پکاراجاتا ہےاورگلا گھٹنے سے مرنے والا(جانور)اورچوٹ لگنے سے مرنے والا(جانور)اور بلندی سے گرکرمرنے والااورسینگ لگنے سے مرنے والااور جسے درندے نے کھایاہومگر جسےتم نے ذبح کیاہواورجوکسی آستانے پرذبح کیا گیاہواوریہ بھی(حرام ہے)کہ تم تیروں کے ساتھ قسمت کا حال معلوم کرو،یہ نافرمانی ہے۔آج تمہارے دین سے وہ لوگ مایوس ہوگئے جنہوں نے کفرکیا چنانچہ تم اُن سے نہ ڈرواورتم مجھ سے ڈرو،آج میں نے تمہارے لیےتمہارے دین کومکمل کردیاہےاورتم پراپنی نعمت پوری کردی ہےاورتمہارے لیےاسلام کوبطوردین پسندکیاہے،چنانچہ جوشخص بھوک میں مجبورکیاجائے کہ گناہ کے لیے مائل ہونے والانہ ہوتوبلاشبہ اللہ تعالیٰ بےحدبخشنے والا،نہایت رحم والا ہے۔(3)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابن منذہ رحمۃ اللہ علیہ نے''کتاب الصحابہ''میں الواسطہ عبداللہ،جبلہ جان بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھےاورمیں ایک ہانڈی کے نیچےآگ جلارہاتھا۔جس میں مردارکا گوشت تھا،اللہ تعالیٰ نے مردارکے گوشت کی حرمت نازل فرمائی تو،میں نے فوراًہانڈی پھینک دی۔(یہ صحابہ کرام کااطاعت الٰہی کاوالہانہ جذبہ تھا)۔(لباب النقول فی اسباب النزول ازعلامہ سیوطیؒ)

سوال2:اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کوہم پرکیوں حرام قراردیاہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے جوچیزحرام ٹھہرائی ہےوہ اپنے بندوں کی حفاظت اوران کواس ضررسے بچانے کے لیےحرام قراردی ہے جوان محرمات میں ہوتاہے۔کبھی تواللہ تعالیٰ یہ ضرربندوں کے سامنے بیان کردیتاہےاورکبھی(اپنی حکمت کے تحت)اس ضررکوبیان نہیں کرتا۔(تفسیرسعدی:646/1)

سوال3:حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ''تم پرحرام کردیا گیامردار''مردارسے کیامرادہے؟

جواب:﴿1﴾مردارسے مرادوہ مراہواجانورہے،جس کوشرعی طریقے سے ذبح نہ کیا گیاہو۔وہ کسی بھی وجہ سے مراہوچاہےموت یا گلاگھٹ کریاچوٹ کھاکریابلندی سے گرکریاٹکرلگاکریاجسے کسی درندے نے پھاڑکھایاہو۔﴿2﴾ذبح شرعی سے پہلے زندہ جانورسے جوکوئی جسم کا حصہ کاٹ لیاجائےتووہ بھی الْمَيْتَةُ(مردار)کےحکم میں ہےاوراس کا کھانا بھی حرام ہے۔﴿3﴾ابو واقدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اوراس سے پہلے اہل مدینہ کی یہ عادت تھی کہ زندہ اونٹوں کے کوہان اوردنبوں کی چکیاں کاٹ لیتے ہیں اوران کوکھاجاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ زندہ جانورسے جوحصہ کاٹ لیاجائے وہ میتہ ہےیعنی مردارہے۔(رواہ الترمذی وابوداؤد)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4: مردار کو کیوں حرام قرار دیا گیا ہے؟

جواب﴿1﴾ مردار کا گوشت نقصان دہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے اس کا نقصان اسکے اندر گوشت میں خون کا رک جانا ہے۔ جس کا انسان کے بدن اور دین کو نقصان پہنچتا ہے۔﴿2﴾ وہ جانور جو کسی بیماری کی وجہ سے مرجاتے ہیں کھانے والے کے لیے نقصان کا باعث ہوتے ہیں۔(تفسیر سعدی:646/1)

سوال5: مردار کے حکم سے کون سے جانور مستثنیٰ ہیں؟

جواب: مری ہوئی ٹڈی اور مچھلی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان کا کھانا حلال ہے۔ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ہمارے لیے دو مردار حلال ہیں۔مچھلی اور ٹڈی۔(تفسیر منیر:425/3)

سوال6: وَالدَّمُ ''اور خون'' خون سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾ خون سے مراد بہتا ہوا خون ہے۔﴿2﴾ اہل عرب خون کو آنتوں میں بھر کر تیل میں تل لیا کرتے تھے پھر اسے کباب کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھاتے تھے۔(تفسیر انوار البیان:60/2)﴿3﴾ صاحب کشاف فرماتے ہیں کہ عرب میں یہ بھی دستور تھا کہ وہ خون کو جما کر توے پر بھون لیا کرتے تھے یا تل لیا کرتے تھے پھر اسکو کھاتے تھے۔(تفسیر حقانی:7/4)﴿4﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: کھاؤ۔لوگوں نے کہا یہ تو خون ہے۔فرمایا: تم پر بہنے والا خون حرام ہے۔(اور یہ جما ہوا ہے)(ابن ابی حاتم)﴿5﴾ ابوسفیان نے ہرقل شاہ روم سے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مرے ہوئے جانوروں اور خون سے روکتا ہے۔(بخاری)

سوال7: بہتے ہوئے خون کو کیوں حرام قرار دیا گیا؟

جواب:﴿1﴾ خون میں جراثیم اور زہریلی چیزیں ہوتی ہیں۔﴿2﴾ انسانی طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے۔﴿3﴾ اس کو ہضم کرنا مشکل ہوتا ہے۔﴿4﴾ بہتے ہوئے خون کو پینے سے انسان کے اخلاق اور مزاج پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ بھی بہت سے مضرات ہیں جن کی اصل حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

سوال8: وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ ''اور سؤر کا گوشت'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ ''اور سؤر کا گوشت'' اس سے مراد خشکی کا سؤر ہے۔﴿2﴾ اس حرمت میں اس کے تمام اجزاء شامل ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ناپاک درندوں میں سے خنزیر کو خاص طور پر منصوص کیا ہے کیونکہ اہل کتاب میں سے نصاریٰ دعویٰ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو حلال قرار دیا ہے یعنی نصاریٰ سے دھوکہ نہ کھانا، کیونکہ یہ خنزیر بھی حرام اور من جملہ خبائث کے ہے۔ (تفسیر سعدی:646/1)﴿3﴾ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، سؤر اور بتوں کی خرید وفروخت کی ممانعت فرما

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دی۔ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ! مردار کی چربی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یہ چربی کشتیوں اور چمڑوں پر بھی لگائی جاتی ہے اوراس سے چراغ بھی جلائے جاتے ہیں۔فرمایا: وہ بھی حرام ہے۔(بخاری،مسلم)

سوال9:سؤر کا گوشت کیوں حرام ہے؟

جواب:سؤر کا گوشت اس لیے حرام ہے کہ اس میں انسان کے جسم اور دین کے لیے ضرر ہے۔

سوال10:وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِاللّٰهِ بِهٖ ''اور وہ جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نام پکارا جاتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور وہ جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نام پکارا جاتا ہے''﴿1﴾یعنی اس پر بتوں،اولیاء،کواکب اور دیگر مخلوق کا نام لیا گیا ہو۔جس طرح ذبیحہ پر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا،اسے پاک کر دیتا ہے اسی طرح غیر اللہ کا نام،ذبیحہ کو معنوی طور پر ناپاک کر دیتا ہے کیونکہ یہ شرک ہے۔(تفسیر سعدی:647/1)﴿2﴾غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے یہ بات ضروری قرار دی کہ اس کی مخلوق اس کے عظیم نام پر ذبح کی جائے پھر اگر انسان اس حکم سے سرتابی کر کے کسی غیر کا نام لے کر(مثلاً کسی پیر)یا کسی بت کے نام پر یا مورتی کے نام پر یا جن و پری کے نام پر یا کسی بزرگ کے نام پر کوئی جانور ذبح کرے تو بالاتفاق وہ حرام ہے۔(مختصر ابن کثیر:408/1)

سوال11:غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ کیوں حرام ہے؟

جواب:غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ اس لیے حرام ہے ﴿1﴾اس میں غیر اللہ کی تعظیم ہوتی ہے۔﴿2﴾غیر اللہ کی عبادت میں کفار سے مشابہت ہوتی ہے۔﴿3﴾ذبیحے سے اس کا قرب حاصل کیا جاتا ہے جس کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے۔﴿4﴾اہل جاہلیت ذبیحے پر لات،عزیٰ اور ہبل کا نال لیتے تھے جو ان کی عظمت کی دلیل ہے اور غیر اللہ کی تعظیم شرک ہے اور اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو ذبح کرتے وقت اپنا عظیم نام لینے کو واجب کیا ہے۔

سوال12:وَالْمُنْخَنِقَةُ ''اور گلا گھٹنے سے مرنے والا(جانور)'' کی وضاحت کریں؟

جواب:الْمُنْخَنِقَةُ سے مراد وہ جانور ہے جس کو رسی سے،ہاتھ سے کسی بھی طرح سے گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ہو یا مر گیا ہو وہ بھی حرام ہے۔

سوال13:وَالْمَوْقُوْذَةُ ''اور چوٹ لگنے سے مرنے والا(جانور)'' کی وضاحت کریں؟

جواب:الْمَوْقُوْذَةُ ایسے جانور کو کہا جاتا ہے جو کسی بھاری چیز مثلاً پتھر،لکڑی،لاٹھی وغیرہ کی چوٹ سے مر گیا ہو یا اس پر کوئی دیوار گر گئی ہو یا دب کر مر گیا ہو۔حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں ایسے تیر سے شکار کرتا ہوں جس میں پر نہیں ہوتے(تو کیا اس کا کھانا حلال ہے؟)آپ نے فرمایا جس جانور کو تیرا تیر خمی کر دے اس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کوکھالے اور جس جانور کو تیرے مذکورہ تیر کا چوڑائی والا حصہ قتل کردے تو وہ موقوذہ ہے اس کو مت کھانا۔(بخاری ومسلم)

سوال14:وَالْمُتَرَدِّيَةُ'' اور بلندی سے گر کر مرنے والا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:الْمُتَرَدِّيَةُ ایسا جانور ہے جو کسی بلند جگہ سے نیچے گر کر مر جائے مثلاً کسی دیوار سے، کسی پہاڑ سے، کسی چھت سے یا کنویں میں گر کر مر جائے۔ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ جانور جو پہاڑ کی چوٹی یا بلند مقام سے گر کر مر جائے یا کنویں میں گر کر مر جائے وہ حلال نہیں۔(مختصر ابن کثیر:408/1)

سوال15:وَالنَّطِيحَةُ'' اور سینگ لگنے سے مرنے والا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:النَّطِيحَةُ ایسے جانور کو کہتے ہیں جو دوسرے جانور کے سینگ مارنے سے مر جائے ،اگر چہ سینگ سے اس کے خون جاری ہو جائے خواہ ذبح کرنے کی جگہ ہی سے خون کیوں نہ جاری ہو ہر صورت حرام ہے۔(مختصر ابن کثیر:409/1)

سوال16:وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَاذَكَّيْتُمْ '' اور جسے درندے نے کھایا ہو مگر جسے تم نے ذبح کیا ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اگر درندے نے کسی جانور کو پھاڑ کھایا ہو اور جانور مر جائے تو وہ حلال نہیں۔جیسے بھیڑیے، چیتے ،شیر یا کسی شکاری پرندے نے پھاڑ کھایا ہو۔﴿2﴾ اگر سدھایا ہوا کتا کسی جانور کو کھالے اور وہ زخم سے مر جائے تو وہ بھی حرام ہے اگر چہ اس سے خون جاری ہوا ہو اور گلے سے بہا ہو تب بھی حلال نہیں۔(مختصر ابن کثیر:409/1)﴿3﴾ اِلَّا مَاذَكَّيْتُمْ'' مگر جسے تم نے ذبح کیا ہو'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر جانوروں کا پھاڑا ہوا جانور زندہ ہو اور تم اسے ذبح کرلو تو وہ حلال ہے۔﴿4﴾ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر جانور دم ہلادے یا پاؤں مارے یا دیدے پھرائے تو ذبح کر کے تم اسے کھا سکتے ہو۔(ابن ابی حاتم)﴿5﴾ رافع بن خدیج کا بیان ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کل ہمارا مقابلہ دشمن سے ہوگا اور جانور کو ذبح کرنے کے لیے ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں کیا ہم کھپاچ سے ذبح کر سکتے ہیں؟ فرمایا جو آلہ'' اپنی دھار سے کاٹ کر'' خون بہادے اور'' ذبح کے وقت'' اللہ کا نام لے لیا گیا ہو۔تم ایسا ذبیحہ کھا سکتے ہو مگر آلہ ذبح دانت اور ناخن نہیں ہونا چاہیے میں تم سے اس کی وجہ بیان کرتا ہوں دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔(بخاری ومسلم)﴿6﴾ کعب بن مالک کا بیان ہے ہماری بکریاں سلع میں چرتی تھیں ایک روز ہماری باندی نے ایک بکری کو مرتے دیکھ کر فوراً ایک پتھر توڑ کر اس کی دھار سے بکری کو ذبح کر دیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا فرمایا کھالو۔(بخاری)

سوال17:وَمَاذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ'' اور جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:بتوں کے نام کا ذبیحہ حرام ہے۔ایام جاہلیت میں کعبہ کے اردگرد بتوں کی مورتیاں رکھی ہوئی تھیں اور ابن جریج کے بقول تین سو ساٹھ بت تھے عہد جاہلیت میں لوگ ان کے سامنے اپنے جانور ذبح کیا کرتے تھے اور ان جانوروں کا خون بیت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اللہ پر چھڑک دیا کرتے تھے اور گوشت کاٹ کر بتوں کے سامنے رکھ دیتے تھے۔حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے منع فرمادیا اوران جانوروں کا گوشت جو بتوں کے سامنے ذبح کیے گئے ہوں حرام فرمادیا اگرچہ ذبح کرتے وقت ان پر اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا گیا ہو کیونکہ اس میں شرک پایا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام فرمادیا ہے۔(مختصر ابن کثیر:409/1)

سوال18:وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ''اور یہ بھی (حرام ہے) کہ تم تیروں کے ساتھ قسمت کا حال معلوم کرو یہ نافرمانی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾استقسام کے معنی ہیں کہ جو مقدر میں ہے اسے طلب کرنا۔﴿2﴾ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تیروں سے قسمت طلب کرنا۔(ابن جریر)﴿3﴾اللہ تعالیٰ نے تیروں کے ذریعے قسمت کا حال معلوم کرنے سے منع فرمایا۔﴿4﴾دور جاہلیت میں تین طرح کے تیر ہوتے تھے جس کو اس کام کے لیے استعمال کیا جاتا تھا جن میں سے ایک پر لکھا جاتا تھا کہ ''یہ کام کرو'' دوسرے پر لکھا ہوتا تھا یہ کام نہ کرو اور تیسرا خالی ہوتا تھا۔اگر ''کام کرو'' کا تیر نکل آتا تو وہ کام کر لیتے اگر منع کا تیر نکلتا تو رک جاتے اور سادہ تیر نکلتا تو پھر دوبارہ تیر نکالتے یہاں تک کہ لکھا ہوا تیر نکل آتا۔یہ کام،سفر،شادی یا کسی اہم موقع پر کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اس صورت میں حرام قرار دے دیا اور کسی کام میں تردد کی صورت میں استخارے کا حکم دیا جیسا کہ ترمذی کی حدیث 480 سے معلوم ہوتا ہے۔﴿5﴾ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ''یہ نافرمانی ہے''اللہ تعالیٰ نے قسمت کے تیر نکالنے کو فسق،گمراہی اور شرک قرار دیا ہے۔﴿6﴾یہ تمام محرمات فسق ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل کر شیطان کی اطاعت میں داخل ہونا ہے۔ (تفسیر سعدی:48/1)﴿7﴾ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عراف (غیب کی خبریں بتانے والے) کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔(مسلم)﴿8﴾سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے اور زنا کاری کی اجرت سے اور غیب کی خبریں بتانے والے کو جو کچھ بطور منہ میٹھا کرنے کے دیا جاتا ہے اس سے منع فرمایا۔(مسلم)

سوال19: اَلْيَوْمَ ''آج'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:اس سے مراد کوئی خاص دن یا تاریخ نہیں بلکہ وہ دور مراد ہے جس میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔

سوال20:اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ ''آج تمہارے دین سے وہ لوگ مایوس ہوگئے جنہوں نے کفر کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾''آج تمہارے دین سے وہ لوگ مایوس ہوگئے جنہوں نے کفر کیا''یعنی آج کافر مایوس ہو چکے ہیں کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر سکیں جیسا کہ فتح مکہ اور ثقیف اور ہوازن کے اسلام قبول کرنے سے پہلے انہیں امید تھی۔(ایسر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

التفاسیر:322)﴿2﴾اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی مدد کی تو مشرک بے آسرا ہوگئے حالانکہ وہ مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیرنے کی بڑی خواہش رکھتے تھے۔﴿3﴾ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جزیرۂ عرب میں شیطان اس بات سے ناامید ہوگیا ہے کہ نمازی اس کی پرستش کریں لیکن آپس کی عداوت پر ابھارتا رہے گا۔(مختصرابن کثیر:410/1)

سوال21:فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ'' چنانچہ تم اُن سے نہ ڈرو اور تم مجھ سے ڈرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے خوف کھانے سے روکا ہے کیونکہ مشرکین مسلمانوں کی مخالفت کرتے ہیں۔﴿2﴾فَلَا تَخْشَوْهُمْ'' چنانچہ تم اُن سے نہ ڈرو'' دین کے غلبے اور کافروں کے خوف کے زائل ہوجانے،ان کے مغلوب ومقہور ہوجانے اور اپنے غالب ہوجانے کے بعد ان سے نہ ڈرو۔(تفسیر قاسمی:46/6)﴿3﴾وَاخْشَوْنِ'' اور تم مجھ سے ڈرو'' خشیت میں خالص ہو جاؤ۔میں تمہاری مدد کروں گا اور تمہیں دنیا اور آخرت میں ان پر غالب کروں گا۔

سوال22:اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ'' آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اَلْيَوْمَ سے مراد عرفہ کا دن ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل کیا۔﴿2﴾یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگ ایک ایسی آیت کی تلاوت کرتے ہیں کہ اگر ہمارے یہاں وہ نازل ہوئی ہوتی تو ہم (جس دن وہ نازل ہوئی ہوتی) اس دن عید منایا کرتے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کہاں اور کب نازل ہوئی تھی اور جب عرفات کے دن نازل ہوئی تو نبی ﷺ کہاں تشریف رکھتے تھے۔اللہ کی قسم! ہم اس وقت میدان عرفات میں تھے۔سفیان ثوری نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا یا اور کوئی دوسرا دن۔(بخاری :4606)﴿3﴾اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ'' آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے''یعنی دین کے احکامات اور اس کے فرائض۔اس کے بعد اب کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔اسکے بعد حلال وحرام کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔(تفسیر قاسمی:46/6)﴿4﴾اللہ تعالیٰ نے شریعت کی تکمیل فرمادی ہے اس لیے دین کے احکامات میں کتاب وسنت کافی ہیں۔اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کتاب وسنت کے علم کے علاوہ دین کو سمجھنے کے لیے دیگر علوم کی ضرورت ہے تو وہ ظالم ہے۔کیونکہ سب سے بڑا ظلم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کو جاہل قرار دینا ہے۔

سوال23:وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ'' اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾'' اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی ہے''اسلام سب سے بڑی نعمت ہے۔اللہ تعالیٰ نے دین اور شریعت کی تکمیل سے نعمت اسلام کو مکمل کردیا ہے۔(تفسیر قاسمی:47/6)﴿2﴾جب دین مکمل ہوگیا تو نعمت عظمیٰ بھی مکمل ہوگئی۔(مختصرابن کثیر:41/1)

سوال24:وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا'' اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:''اورتمہارے لیے اسلام کوبطوردین پسند کیا ہے''یعنی میں نے اسلام کوتمہارے لیے دین کےطور پراورتمہیں اسلام کے لیے چن لیا ہے۔اب اپنے رب کی شکرگزاری کے لیے اس دین کوقائم کرواوراس ہستی کی حمد کروجس نے بہترین، عالی شان اور کامل ترین دین سے نوازکرتم پراحسان فرمایا ہے۔(تفسیرسعدی:649/1)﴿2﴾رب العزت کافرمان ہے:اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ یقیناً دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے۔(سورہ آل عمران:19)﴿3﴾سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ(قیامت کے دن اعمال آئیں گے)نمازآئے گی وہ کہے گی کہ اے رب!میں نماز ہوں۔ اللہ تعالیٰ کاارشادہوگا کہ توخیر پر ہے۔پھرصدقہ آئے گا وہ عرض کرے گا اے رب!میں صدقہ ہوں۔اللہ تعالیٰ کاارشادہوگا تو خیر پر ہے۔پھرروزے آئیں گے وہ کہیں گے کہ اے رب!ہم صیام ہیں۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ توخیر پر ہے پھرفرمایااعمال اسی طرح آتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کاارشادہوگا کہ تم خیر پر ہو پھراسلام آئے گا وہ عرض کرے گا اے رب!آپ سلام ہیں اور میں اسلام ہوں۔اللہ تعالیٰ کاارشادہوگا کہ توخیر پر ہے۔تیری ہی وجہ سے آج میں مواخذہ کروں گا(جس نے تجھے قبول نہ کیا تھاوہ خیر سے محروم ہوگااورعذاب میں جائے گا)اورتیری وجہ سے عطا کروں گا(آج جوانعامات ملنے ہیں تیری وجہ سے ملیں گے)اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا:اورجوکوئی شخص اسلام کےعلاوہ کسی دین کاطلب گار ہوگا تواس سے ہرگزقبول نہ کیاجائے گااوروہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔(رواہ احمد:445)

سوال25:فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ''چنانچہ جوشخص بھوک میں مجبورکیاجائے کہ گناہ کے لیے مائل ہونے والا نہ ہو''کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾فَمَنِ اضْطُرَّ''چنانچہ جوشخص مجبورکیاجائے''یعنی جسےضرورت کچھ حرام کھانے پرمجبورکردے جس کا تذکرہ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ میں کیاگیاہے۔﴿2﴾فِیْ مَخْمَصَةٍ''بھوک میں''یعنی وہ سخت بھوکا ہو۔﴿3﴾غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ''گناہ کے لیے مائل ہونے والا نہ ہو''یعنی گناہ اورنافرمانی کاارتکاب نہ کرنے والا ہووہ ان حرام چیزوں کواس وقت تک نہ کھائے جب تک وہ اضطراری حالت میں نہ ہواورضرورت سے بڑھ کرنہ کھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردارکواضطراری حالت میں مباح فرمایا ہے۔رب العزت کا فرمان ہے:فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پھرجوشخص مجبورکردیاجائے،اس حال میں کہ نہ وہ بغاوت کرنے والا ہو اورنہ وہ حدسے بڑھنے والا ہوتواس پرکوئی گناہ نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ بےحدبخشنے والا،نہایت رحم والا ہے۔(سورہ البقرہ:173)

سوال26:جوشخص بھوک کی مصیبت میں مبتلا ہوجائے کہ موت یاحرام میں سے کسی ایک کےاختیارکرنے کےسواکوئی راستہ کھلا نہ رہ جائے ایسی حالت میں اسلام کیا گنجائش دیتا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:حرام چیزوں سے فائدہ اُٹھا کر جان بچا سکتا ہے لیکن شرائط ہیں۔﴿1﴾نہ تو دل سے حرام چیزوں کا اپنانے والا ہو کہ وہ حرام کھانے پر خوشی محسوس کرے۔﴿2﴾اور نہ ناحق کھانے والا ہو کہ وہ زیادہ کھائے۔

سوال27:فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ''تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا،نہایت رحم والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے بھوک کی شدّت سے مجبور ہو کر حرام کھانے والے کو بشرطیکہ گناہ کی طرف میلان نہ ہو اپنے غفور یعنی بخشنے والے اور رحیم یعنی رحم کرنے والے کا شعور دلایا ہے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے اضطرار کی حالت میں حرام کھانے کو جائز قرار دیا ہے۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ رحیم ہے،اس نے دین میں کوئی نقص لاحق کیے بغیر رحم فرمایا ہے۔(تفسیر سعدی:649/1)

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ(4)

وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے؟ آپ کہہ دیں تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور شکاری جانوروں میں سے جو تم نے سدھا رکھے ہیں،جنہیں تم شکاری بنانے والے ہو،تم انہیں سکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھایا ہے چنانچہ جو وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اُس میں سے کھاؤ اور اُس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو،بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔(4)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ!اس امت میں سے کون سی قسم کے جانور ہمارے لیے حلال ہیں؟اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)(تفسیر ابن عباس:327/1)

سوال2:يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ''وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾مومنوں کا سوال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے کے لئے کیا حلال کیا ہے۔﴿2﴾اس آیت میں حلال چیزوں کا بیان ہے۔

سوال3:قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ '' آپ کہہ دیں تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں'' حلال کے لئے پاک کی قید کیوں لگائی ہے؟

جواب:﴿1﴾طیبات سے مراد ہر وہ چیز ہے جس میں کوئی فائدہ ہے اور بدن اور عقل میں نقصان پہنچے بغیر ان سے لذت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

حاصل ہوتی ہے۔طیبات میں وہ تمام غلہ جات اور پھل وغیرہ شامل ہیں جو بستیوں اور صحراؤں میں پیدا ہوتے ہیں۔اس میں وہ تمام حیوانات بھی پائے جاتے ہیں جو خشک زمین پر پائے جاتے ہیں سوائے ان حیوانات کے جن کو شارع نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔مثلاً درندے، ناپاک جانور اور ناپاک اشیاء مراد ہیں۔(تفسیر سعدی:650/1)﴿2﴾ حلال کے لیے پاک کی قید اس لیے لگائی ہے کہ غذا کھانے والے کے اخلاق پر غذا کا اثر پڑتا ہے۔چیر پھاڑ کر کھانے والے جانوروں کو کھایا جائے تو انسان میں بھی اسی طرح کے اخلاق پیدا ہو جاتے ہیں اس لیے ان کے کھانے سے منع فرمایا۔﴿3﴾ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایسے جانور کے کھانے سے منع فرمایا جو اپنے دانتوں سے چیر پھاڑ کر کھاتا ہے(جیسے شیر، بھیڑیا، چیتا، بلی، کتا وغیرہ)اور ہر ایسے پرندہ کے کھانے سے منع فرمایا جو پنجے والا ہو یعنی پنجے سے دوسرے جانور کو شکار کر کے کھاتا ہو۔(مسلم)

سوال4:وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ ''اور شکاری جانوروں میں سے جو تم نے سدھار رکھے ہیں، جنہیں تم شکاری بنانے والے ہو'' شکاری جانوروں سے کیا مراد ہے؟

جواب:''جوارح'' سے مراد وہ جانور ہیں جنہیں آدمی شکار کرنے کے لیے سدھا لیتا ہے، جیسے کتا، چیتا، چیل، باز اور شاہین وغیرہ۔(تیسیر الرحمٰن:327/1)

سوال5:شکار کے حلال ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

جواب:شکار کے حلال ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں:ایک تو یہ کہ سدھائے جانور کو چھوڑنے سے پہلے بسم اللہ کہہ لیا ہو، اور دوسری شرط یہ ہے کہ شکار کردہ جانور کا کوئی حصہ سدھائے ہوئے جانور نے نہ کھایا ہو۔(تیسیر الرحمٰن:328/1)

سوال6:تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ''تم انہیں سکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھایا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾''تم انہیں سکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھایا ہے'' اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر واضح کر دیا کہ جانوروں کو اگر تم سدھاتے ہو۔وہ تمہارے مطیع ہوتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے تمہارا کمال نہیں ہے۔﴿2﴾ اس آیت میں حیوانات کو تعلیم دینے اور انہیں مصلحت کے تحت مارنے کا جواز ملتا ہے۔کیونکہ تعلیم بسا اوقات اسکی محتاج ہوتی ہے۔(تفسیر قاسمی:73/6)

سوال7:فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ''چنانچہ جو وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اُس میں سے کھاؤ اور اُس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾''چنانچہ جو وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اُس میں سے کھاؤ اور اُس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرو'' یعنی جو جانور تمہارے لیے شکار کو روک کر رکھیں اسکو کھا لیا کرو لیکن اسکے لیے شکاری جانور کو شکار پر چھوڑتے وقت تکبیر پڑھنا شرط ہے۔﴿2﴾ اگر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

شکاری جانور کو چھوڑتے وقت عمداً تکبیر نہ پڑھی گئی ہو تو اسکا مارا ہوا شکار جائز نہیں۔﴿3﴾ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے تو اللہ کا نام لے پھر اگر وہ شکار کو پکڑ لے اور تو اسے زندہ پالے تو ذبح کر لینا اور اگر تو نے اسے اس حال میں پایا کہ وہ اسے قتل کر چکا ہے اور اس میں سے اس نے نہیں کھایا تو اس کو کھا لینا اور اگر کتے نے اس میں سے کھا لیا تو اس میں سے نہ کھانا کیوں کہ اس نے وہ اپنے لیے روک رکھا ہے (جس سے معلوم ہوا کہ وہ کتا مُعَلَّم نہیں) اور اگر تو اپنے کتے کے ساتھ کسی دوسرے کتے کو بھی پالے اور جس جانور پر حملہ کیا ہے، وہ مقتول ہو چکا ہے تو اس میں سے مت کھانا کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ دونوں کتوں میں سے کس نے قتل کیا۔(مسلم:146/2)﴿4﴾ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتوں کو چھوڑو اور ان پر اللہ کا نام لو تو ان کا کیا ہوا شکار کھا لو۔(مسلم کتاب الصید والذبائح)﴿5﴾ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنا تیر چھوڑو تو بسم اللہ کہہ لو۔(مسلم کتاب الصید)

سوال8: کیا شکار کے لیے کتا پالنا جائز ہے؟

جواب: شکار کے لیے کتا پالنا جائز ہے جیسا کہ بخاری کی حدیث 2322 سے پتہ چلتا ہے۔اس کے ساتھ عام کتا پالنا حرام ہے کتے کے شکار اور اس کو شکار کے لیے سکھانے کے جواز سے لازم آتا ہے کہ اس کا پالنا بھی جائز ہے۔(تفسیر سعدی:651/1)

سوال9: وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے اور اپنے قوانین کی پابندی کے لیے اپنے سریع الحساب ہونے کا شعور دلایا ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۖ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ(5)

آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے اور مومن پاک دامن عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاک دامن عورتیں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے، جب تم اُن کے مہر اُنہیں ادا کر دو، انہیں نکاح میں لانے والے ہو اعلانیہ بدکاری کرنے والے نہ ہو اور نہ چھپے دوست بنانے والے ہو اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کرے گا تو یقیناً اس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہی آخرت میں خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہے۔(5)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال1: اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ’’آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کردی گئی ہیں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:اس آیت میں بندوں کو کثرت سے شکر ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ان چیزوں کو مباح قرار دیا جس کے وہ بہت محتاج تھے اور طیبات سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔

سوال2:وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ’’اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:’’اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے‘‘﴿1﴾ یہاں طعام سے مراد یہودیوں کا ذبیحہ ہے۔کیونکہ غلہ اور پھل وغیرہ میں اہل کتاب کی خصوصیت نہیں۔ ﴿2﴾ مسلمانوں کے لیے یہودیوں اور عیسائیوں کے ذبیحے حلال ہیں، باقی کافروں کے ذبیحے حلال نہیں کیونکہ اہل کتاب نبیوں اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے منسلک ہیں اور سارے انبیاء غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کی حرمت پر متفق ہیں کیونکہ یہ شرک ہے۔﴿3﴾ اہل کتاب کا کھانا حلال وحرام کی پابندی کے ساتھ جائز ہے۔

سوال3:وَ طَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّہُمْ ’’اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:’’اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے‘‘مسلمانوں کا کھانا اہل کتاب کے لیے حلال ہے۔

سوال4:وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ ’’اور مومن پاک دامن عورتیں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق عفت مآب عورتیں مراد ہیں۔

سوال5:وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ ’’اور ان لوگوں میں سے پاک دامن عورتیں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:’’اور ان لوگوں میں سے پاک دامن عورتیں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے‘‘یہودیوں اور عیسائیوں کی پاکدامن عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔(ایسر التفاسیر:325)

سوال6:اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ ’’جب تم اُن کے مہر اُنہیں ادا کردو‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ جب تم ان کے مہر انہیں دے دو تو ان کے ساتھ تمہارا نکاح جائز ہوگا۔﴿2﴾ جس کا ارادہ ہو کہ وہ مہر ادا نہیں کرے گا تو وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں۔﴿3﴾ حق مہر کی عورت کی طرف اضافت دلالت کرتی ہے کہ عورت اپنے تمام حق مہر کی مالک ہوتی ہے اور اس میں کسی کا کوئی حصہ نہیں۔(تفسیر سعدی:653/1)

سوال7:اسلامی معاشرے میں اہل کتاب کے ساتھ برتاؤ کی صورت کیا ہے؟

جواب:﴿1﴾ اسلام اہل کتاب کو مذہبی آزادی دیتا ہے۔﴿2﴾ اسلام مذہبی آزادی سے نہ تو سوسائٹی کے اندر اہل کتاب کو الگ تھلگ کرتا ہے اور نہ کاٹ کر پھینکتا ہے۔﴿3﴾ اسلام اہل کتاب کو شرکت اور محبت کا احساس دلاتا ہے۔﴿4﴾ اسلام اہل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کتاب کواسلامی معاشرے میں ضم ہونے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔﴿5﴾اسلام اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کے لئے حلال قرار دیتا ہے اوراس بات کی چاہت دیتا ہے کہ اپنا کھانا اہل کتاب کو پیش کرسکیں تا کہ رواداری کی فضاوجود میں آئے۔ ﴿6﴾اسلام اہل کتاب میں سے پاکدامن عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کونکاح کی اجازت دیتا ہے۔﴿7﴾اسلام اس طرح سے عالمی معاشرہ قائم کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

سوال8:مُحْصِنِيْنَ ''نکاح میں لانے والے ہو''محصنین کسے کہتے ہیں؟

جواب:''نکاح میں لانے والے ہو''یعنی نکاح کرنے والے ہواور بیویوں کی عزت کی حفاظت کرکے ان کو پاک رکھو۔

سوال9:غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ''اعلانیہ بدکاری کرنے والے نہ ہو''مسافحین کسے کہتے ہیں؟

جواب:مسافحین بدکاری کرنے والے کو کہتے ہیں۔غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ زنا کرنے والے نہ ہو۔نکاح کی شرط ہے کہ مرد زنا کاری سے دامن بچانے والا ہو۔

سوال10:وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ''اور نہ چھپے دوست بنانے والے ہو''اس سے کیا مراد ہے؟

جواب:اَخْدَانٍ سے مراد ہے معشوقوں سے زنا کرنا۔زمانہ جاہلیت میں نکاح کرنے والوں کی دوقسمیں تھیں۔﴿1﴾ کسی بھی عورت کے ساتھ زنا کرنے والے کومسافحین کہا جاتا۔﴿2﴾صرف محبوبہ کے ساتھ زنا کرنے والے کواخدان کہتے ہیں۔ دونوں صورتیں حرام ہیں۔

سوال11:وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ''اور جوشخص ایمان کے ساتھ کفر کرے گا تو یقیناً اس کا عمل ضائع ہوگیا''سے کیا مراد ہے؟

جواب:کفر کی حالت میں وفات پانے والے کے سارے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں جیسا کہ فرمایاوَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اورتم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے پھر وہ مرجائے اس حال میں کہ وہ کافر ہوتو یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہوگئے اور یہی لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔(البقرہ:217)

سوال12:وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ''اور وہی آخرت میں خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہے''کی وضاحت کریں؟

جواب:ایسے لوگوں کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو قیامت کے روز اپنی جان،مال اور گھر والوں کے بارے میں سخت خسارے میں ہوں گے۔

رکوع نمبر6

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(6)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھولو اور اگر تم جنابت میں ہو تو غسل کرلو اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو، پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو، سو اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے مسح کرلو۔ اللہ تعالیٰ ارادہ نہیں رکھتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے لیکن وہ ارادہ رکھتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور تاکہ تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر کرو۔(6)

سوال1: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!'' اس سے مراد ہے کہ اے لوگو! اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرو۔

سوال2: اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ ''جب تم نماز کے لیے اٹھو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ ''جب تم نماز کے لیے اٹھو'' جب تم نماز کے لیے جانے لگو تو وضو کرلو یعنی جب تم نماز کی نیت سے اٹھو تو وضو کرلو اس میں نماز کے لیے نیت کرنے کا حکم ثابت ہوتا ہے ﴿2﴾ اس سے نماز قائم کرنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

سوال3: اسلام میں نماز کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: ﴿1﴾ نماز اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہے۔ ﴿2﴾ نماز اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ ﴿3﴾ نماز اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز ہے۔ ﴿4﴾ نماز اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہے۔ ﴿5﴾ نماز دل کی تازگی اور آنکھوں کا سرور ہے۔ ﴿6﴾ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے اور ملاقات کے انسان پر بے حد اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس لئے اسلام وہ ساری رکاوٹیں اور مشکلات دور کرتا ہے جو نماز کے راستے میں حائل ہوں۔ ﴿7﴾ اسلام نماز کی جگہ کھڑے ہونے کے لئے مناسب تیاری کا حکم دیتا ہے۔ ﴿8﴾ اسلام روحانی پاکیزگی کے لئے (جسمانی پاکیزگی) وضو کا حکم دیتا ہے۔ ﴿9﴾ اسلام پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کی اجازت دے کر رکاوٹ دور کرتا ہے۔ ﴿10﴾ اسلام مجبوریوں اور مشکلات میں بیٹھ کر، لیٹ کر، پہلو پر جیسے بھی ممکن

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہونماز کو ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔﴿11﴾اسلام خوف، بیماری اور سفر کی صورت میں صلوۃ خوف اور صلوۃ المریض کا حکم دیتا ہے۔﴿12﴾اسلامی نظام حیات مسلمانوں کی اخلاقی اور نفسیاتی تربیت کے لئے نماز کو اللہ تعالیٰ کا خوشگوار سایہ بنا دیتا ہے۔

سوال4: نماز کے لیے وضو کی کیا اہمیت ہے؟

جواب:﴿1﴾نماز کے لیے وضو کا حکم ہے اور وضو میں نیت واجب ہے۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔(مختصر ابن کثیر:415/1)﴿2﴾نماز کی صحت کے لیے طہارت شرط ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز کے لیے اٹھتے وقت طہارت کا حکم دیا ہے اور اصولی طور پر حکم (امر) وجوب کے لیے ہوتا ہے۔﴿3﴾طہارت نماز کا وقت داخل ہونے پر واجب نہیں ہوتی، بلکہ یہ تو صرف اس وقت واجب ہوتی ہے جب نماز پڑھنے کا ارادہ کیا جائے۔﴿4﴾ہر وہ نماز جس پر ''الصلوٰۃ'' کا اطلاق کیا جائے مثلاً فرض، نفل، فرض کفایہ اور نماز جنازہ وغیرہ ہر قسم کی نماز کے لیے طہارت فرض ہے حتیٰ کہ بہت سے اہل علم کے نزدیک مجرد سجدہ، مثلاً سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کے لیے بھی طہارت ضروری ہے۔

سوال5: فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ''تو اپنے چہروں کو دھولو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾''تو اپنے چہروں کو دھولو'' اس میں چہرے کے دھونے کا حکم ہے اور چہرے میں چہرے کا صرف سامنے کا حصہ شامل ہے یعنی سر کے بالوں کی حدود سے لے کر طول میں جبڑوں کے نیچے اور ٹھوڑی تک اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک نیز کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا چہرے کے دھونے میں شامل ہے اور یہ سنت ہے چہرے پر اگے ہوئے بال بھی چہرے میں داخل ہیں اگر زیادہ گھنے نہیں تو تمام جلد تک پانی پہنچانا ضروری ہے اگر داڑھی گھنی ہو تو اوپر سے دھونا کافی ہے۔ (تفسیر سعدی:655/1)﴿2﴾داڑھی کے بالوں میں خلال کرنا نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔(ترمذی:31)﴿3﴾وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت سے یہ حدیث آئی ہے کہ اسکا کوئی وضو نہیں جس نے وضو پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا ہو۔ (مختصر ابن کثیر :415/1) (ترمذی:3)﴿4﴾اس آیت میں وضو کے فرائض چار ہیں ۔(الف) چہرہ دھونا۔(ب) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا۔(ج) سر کا مسح کرنا۔(د) دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا۔(واضح البیسر :295)

﴿5﴾فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ''تو اپنے چہروں کو دھولو'' چہرہ دھونا پہلا فرض ہے تین بار دونوں ہاتھ دھونے، تین مرتبہ کلی کرنے، ناک میں پانی ڈالنے اور ناک جھاڑنے کے بعد جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بیان فرمایا۔(ایسر التفاسیر:326)

سوال6: فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ''تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو'' ہاتھ دھوتے وقت کیا ذہن میں رکھیں؟

جواب: جب وضو کے لئے ہاتھ دھوئیں تو یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اس وضو کی وجہ سے ہمارے ہاتھوں کے گناہ دھل رہے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہیں آئندہ ہاتھوں سے ایسے گناہ نہیں کرنے۔

سوال7: کلی کرتے وقت ذہن میں کیا رکھیں؟

جواب: وضو میں دوسرا عمل کلی ہے۔ زبان جھوٹ بولتی ہے، طعنہ دیتی ہے، غیبت کرتی ہے، مذاق اڑاتی ہے، جھوٹی قسمیں کھاتی ہے، جھوٹی گواہی دیتی ہے، غلط بات یا کام میں ہاں میں ہاں ملاتی ہے، فضول گپ شپ کرتی ہے، زبان گالی دیتی ہے، برے القاب رکھتی ہے اور زبان زخم لگاتی ہے۔ زبان کو کیسے پاک کریں؟ کلی سے زبان اور پورا اندر کا حصہ صاف ہو جاتا ہے۔ اس کلی سے منہ کی برائیاں دھل رہی ہیں۔

سوال8: ناک جھاڑتے ہوئے ذہن میں کیا رکھیں؟

جواب: ناک عزت کا نشان ہے ہر ایک کو اپنی ناک کی فکر رہتی ہے۔ اس ناک کی خاطر کتنے گناہ کیے جاتے ہیں، وضو میں ناک میں پانی ڈال کر، جھاڑ کر اور صاف کر کے ہم برے ماحول کے اثرات سے خود کو پاک کرتے ہیں۔ ناک جھاڑتے ہوئے یہ بات ذہن میں رکھنی ہے کہ آئندہ ناک کی خاطر کوئی گناہ نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے پچھلے گناہوں کی وجہ سے توبہ استغفار ضرور کرنی ہے۔

سوال9: چہرہ دھوتے وقت ذہن میں کیا رکھیں؟

جواب: انسان کا تشخص چہرے سے ہے۔ چہرہ نہ ہو تو پہچان ختم ہو جائے۔ چہرے کا بناؤ سنگھار اس امر پر دلیل ہے کہ انسان کو اپنا چہرہ انتہائی عزیز ہے۔ لیکن یہ چہرہ دل کا آئینہ ہے۔ ایک طرف تو چہرہ دل کے حالات کی عکاسی کرتا ہے اور دوسری طرف کتنی نگاہوں کا مرکز بنتا ہے۔ یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ اس دن کچھ چہرے چمک دار ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ چہرے کی سفیدی وضو کی وجہ سے اور سیاہی برے اعمال کی وجہ سے۔ (آل عمران:106) ﴿1﴾ چہرہ دھوتے وقت یہ ذہن میں رکھنا ہے کہ قیامت کے دن چہرے کو سیاہ ہونے سے بچانا ہے۔ ﴿2﴾ نظروں کی آلودگی سے چہرے کو پاک کرنا ہے۔ ﴿3﴾ قیامت کے دن چہرے کو پرنور بنانے کے لئے اچھی طرح دھونا ہے۔ ﴿4﴾ رب سے ملاقات کے لئے چہرے کو پاک کرنا ہے۔

سوال10: وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ''اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک'' کی وضاحت کریں؟

جواب: دوسرا فرض دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا ہے یہ واجب اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ کہنیوں کو پوری طرح دھویا نہ جائے۔

سوال11: بازو دھوتے وقت ذہن میں کیا رکھیں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: یہ بازوصرف مالک کی بڑائی کے لئے جھکیں اوراٹھیں گے میں ان بازوؤں سے صرف اپنے رب کی مرضی کے کام کروں گی۔

سوال12:وَامْسَحُوْابِرُءُوْسِكُمْ ''اوراپنے سروں کامسح کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾وضو کا تیسرا فرض ہے﴿2﴾سرپر مسح کرنے کاحکم ہے۔﴿3﴾پورے سر کا مسح کرنافرض ہے۔کیونکہ(با)تبعیض کے لیے نہیں،بلکہ الصاق کے لیے ہے اوریہ تمام ترسرکے مسح کوشامل ہے﴿4﴾سر کا مسح دونوں ہاتھوں سے کیاجائے یاایک ہاتھ سے،کسی کپڑے سے کیاجائے یالکڑی وغیرہ سے،جیسے بھی کیاجائے کفایت کرتاہے ۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسح کاعلی الاطلاق حکم دیاہے۔کسی وصف سے مقیدنہیں کیا۔پس یہ چیزمسح کے اطلاق پردلالت کرتی ہے۔﴿5﴾وضومیں سرپرمسح کرنافرض ہے۔اگرہاتھوں کے ساتھ سرپرمسح کرنے کی بجائے سرکودھولیاجائے تویہ کفایت نہیں کرے گا کیونکہ اس نے وہ کام نہیں کیاجس کااللہ تعالیٰ نے حکم دیاہے۔(تفسیرسعدی:656/1)

سوال13:وَامْسَحُوْابِرُءُوْسِكُمْ ''اوراپنے سروں کامسح کرو''سرکامسح کیسے کیاجائے گا؟

جواب:سرکےمسح کے لیے اپنے ہاتھ آگے سے پیچھے گدی تک لے جائیں گے پھروہاں سے آگے کولائیں گے جہاں سے شروع کیاتھا۔پھرکانوں کامسح کریں گے۔

سوال14:اگرسرپرپگڑی ہوتومسح کیسے کیاجائے گا؟

جواب:اگرسرپرپگڑی ہوتوسنت رسول کےمطابق اس پربھی موزوں کی طرح مسح کیاجائے گا۔

سوال15:سرکامسح کرتے وقت کیاذہن میں رکھیں؟

جواب:انسانی سوچ کامنبع ومرکزانسان کادماغ ہے۔شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتاہےاورذہن شیطان کی آماجگاہ بنارہتاہے۔وضوکے درمیان مسح سوچ کوپاک کرنے کےعمل کااظہارکرتاہے۔مسح کرتے ہوئے یہ بات ذہن میں رکھنی ہے کہ میں اپنے دماغ سےشیطان کی نجاست نکال رہی ہوں۔آئندہ اس نجاست کواندرنہیں آنے دینا۔

سوال16:کانوں کامسح کرتے وقت ذہن میں کیارکھیں؟

جواب:سماعت اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ بہت بڑی نعمت ہے۔لیکن کھلے کانوں کےاندرہرآوازجگہ بناسکتی ہے۔کان جھوٹ سنتے ہیں،غیبت سنتے ہیں،میوزک سنتے ہیں اورگپ شپ سنتے ہیں۔ایسے کان لےکررب سے ملاقات کیسے کریں؟مسح کرتے ہوئے یہ سوچناہے کہ اس کان سے جوبرائی کے کام کیے ہیں وہ سب دھل رہیں ہیں اورآئندہ برائی کے کام نہ کرنے کا عہد کرناہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال17:وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ''اوراپنے پاؤں کوٹخنوں تک'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾وضوکا چوتھا فرض ہے۔﴿2﴾وضومیں پاؤں کا مسح نہیں بلکہ غسل ہے۔﴿3﴾پاؤں دھونے حدیث سے ثابت ہیں۔عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ معظّمہ سے واپس ہوئے۔چلتے چلتے عصر کی نماز کا وقت ہوگیا راستہ میں ایک جگہ پانی ملا تو لوگ جلدی سے آگے بڑھ گئے ہم جب ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ان کی ایڑیاں ظاہر ہورہی ہیں جن کو پانی نہیں پہنچا نبی ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ ایڑھیوں کے لیے ہلاکت ہے جو دوزخ کی آگ کی صورت میں ظاہر ہوگی۔اچھی طرح پانی پہنچایا کرو۔(احمد وابن ماجہ)﴿5﴾اگر پاؤں میں موزے پہنے ہوں تو اس پر مسح درست ہے۔

سوال18:پاؤں دھوتے ہوئے ذہن میں کیا رکھیں؟

جواب:پاؤں نہ ہوں تو حرکت ممکن نہیں ہے۔رب کے عطا کردہ ہمارے یہ پاؤں اٹھتے ہیں تو ہماری اپنی مرضی کے ایسے کاموں کے لئے کہ جن سے رب ناراض ہوجائے۔وضوکرتے ہوئے ذہن میں یہ رکھنا ہے کہ پاؤں رب کی دی ہوئی نعمت ہیں۔ان کو ایسی سمت میں اٹھانا ہے جس سے رب کی رضا حاصل ہوجائے۔اوران پاؤں پر چل کہ جو گناہ کیے ہیں آئندہ ان پاؤں کو گناہوں کی راہ پر نہیں چلانا۔

سوال19:وضوکا مکمل طریقہ کیا ہے؟

جواب:﴿1﴾حمران،عثمان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ نے خبر دی کہ انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے (حمران) سے پانی کا برتن مانگا(اور لے کر پہلے)اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا،اور(پانی لے کر)کلی کی اور ناک صاف کی،پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور کہنیوں تک تین بار ہاتھ دھوئے۔پھر اپنے سر کا مسح کیا(پھر پانی لے کر)ٹخنوں تک تین مرتبہ اپنے دونوں پاؤں دھوئے پھر کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرح ایسا وضوکرے،پھر دو رکعت پڑھے جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے تو اس کے گذشتہ گناہ صاف کردیئے جاتے ہیں۔(بخاری:159)﴿2﴾وضو کے اعضا کو ترتیب سے دھونے کا حکم ہے۔(تفسیر سعدی)﴿3﴾ہر نماز کے وقت تجدید وضو کا حکم ہے تاکہ حکم کو پورا کیا جاسکے۔

سوال20:وضو کی فضیلت کیا ہے؟

جواب:نبی ﷺ نے فرمایا مومن جب وضوکرتا ہے اور چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے چہرے سے سارے گناہ ختم ہوجاتے ہیں جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اسکے ہاتھوں کے گناہ گرجاتے ہیں جن کو اس کے ہاتھوں نے پکڑا تھا۔اسی طرح جب وہ پاؤں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جن کی طرف وہ چل کر گیا تھا حتیٰ کے وہ گناہوں سے صاف ہو کر نکلتا ہے۔(مسلم:577)

سوال21: کیا وضو کے بغیر نماز قبول ہو جاتی ہے؟

جواب: پاکیزگی کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے سنا گیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص حدث کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ دوبارہ وضو نہ کرے۔(بخاری:135)

سوال22: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو دھولو'' حلال رزق اور پاکیزہ عورتوں کے احکامات کے بعد نماز اور اس کے لئے طہارت کے بیان میں کیا حکمت ہے؟

جواب:﴿1﴾ یہ تذکرہ محض اتفاقاً نہیں ہے۔حلال رزق اور پاکیزہ عورتوں کے احکامات کے بعد نماز اور اس کے لیے طہارت کے بیان میں بڑی حکمت ہے۔حلال رزق کے پاک ہونے اور پاک دامن عورتوں سے نکاح کے احکامات جو کہ معاشرتی زندگی سے متعلق ہیں کے بعد نماز جو کہ روحانی پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور اس کے لیے وضو کا ذکر کیا گیا جو کہ جسمانی طہارت کا ذریعہ ہے اس کے تذکرے سے انسان کی زندگی میں پاکیزگی اپنے کمال تک جا پہنچتی ہے۔﴿2﴾ اس سے یہ سمجھانا بھی مطلوب ہے کہ طہارت اور نماز کے احکامات بھی اسی طرح دین کا حصہ ہیں جیسے کھانے، شکار، نکاح، حلال وحرام اور جنگ و امن میں لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے کے احکامات۔﴿3﴾ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سب معاہدات ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔

سوال23: وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ''اور اگر تم جنابت میں ہو تو غسل کرلو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ جنبی کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس سے سوتے یا جاگتے منی خارج ہوئی ہو یا اس نے مجامعت کی ہو خواہ منی کا انزال نہ ہوا ہو۔جسے یاد آجائے کہ اسے احتلام ہوا ہے مگر کپڑوں پر منی کے نشانات موجود نہ ہوں تو اس پر غسل واجب نہیں کیونکہ جنابت متحقق نہیں ہوئی۔(تفسیر سعدی:657/1)﴿2﴾ فَاطَّهَّرُوْا تو غسل کرلو یعنی پورا بدن پانی سے دھوڈالو۔(ایسر التفاسیر: 235)﴿3﴾ جنابت کی حالت میں غسل کا حکم دیا گیا ہے۔غسل جنابت میں تمام بدن کا دھونا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے طہارت حاصل کرنے کو بدن کے کسی ایک حصے کے ساتھ مخصوص کرنے کی بجائے تمام بدن کی طرف مضاف کیا ہے۔جنابت کی حالت میں بالوں کو اندر اور باہر سے دھونے کا حکم ہے۔طہارت کے حصول کے وقت حدث اصغر سے بھی طہارت حاصل ہو جاتی ہے اس کے لیے اس کی نیت کر لینا کافی ہے۔پھر وہ تمام بدن پر پانی بہائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف پاکیزگی حاصل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کرنے کا ذکر کیا ہے اور وضو لوٹانے کا ذکر نہیں فرمایا۔(لیکن یہ بات اس وقت صحیح ہوگی جب سنت کے مطابق غسل جنابت کیا جائے اور وہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جائیں، پھر شرم گاہ کو بائیں ہاتھ سے دھو کر اس ہاتھ کو مٹی یا صابن وغیرہ سے دھویا جائے، پھر وضو کیا جائے اور سر پر مسح کرنے کے بجائے تین بار سر پر پانی ڈالا جائے، پھر سارے بدن پر پانی ڈال کر غسل کیا جائے، پھر آخر میں جگہ بدل کر پیر دھوئے۔اس طرح غسل جنابت کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔بشرطیکہ دوران غسل شرم گاہ کو ہاتھ نہ لگے۔)(تفسیر سعدی:657/1)﴿4﴾ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب غسل فرماتے تو آپ ﷺ پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر اسی طرح وضو کرتے جیسا نماز کے لیے آپ وضو کیا کرتے تھے پھر پانی میں اپنی انگلیاں داخل فرماتے اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے۔پھر اپنے ہاتھوں سے تین چلو سر پر ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہا لیتے۔(بخاری:248)

سوال24: جنابت کی وجہ سے کیا کچھ ممنوع ہو جاتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ قرآن پاک پڑھنا۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ہمیں جنابت کے علاوہ ہر حالت میں قرآن پڑھاتے تھے۔(ترمذی)﴿2﴾ مساجد میں داخل ہونا: قرآن پاک میں فرمایا ''وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ'' اور نہ جنبی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ) مگر راستے سے گزرتے ہوئے۔﴿3﴾ نماز پڑھنا: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم نماز کے قریب بھی نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشے میں ہو یہاں تک کہ تم جان لو جو کچھ تم کہتے ہو اور نہ ہی جنابت کی حالت میں مگر راستہ عبور کرنے والے ہو یہاں تک کہ تم غسل کر لو۔(النساء:43)﴿4﴾ قرآن کو ہاتھ لگانا۔لَّا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ جسے پاک کیے گئے فرشتوں کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا۔(الواقعہ:79)

سوال25: وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا ''اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس احسان کا ذکر ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے لیے تیمّم مشروع فرمایا۔تیمّم کے جواز کے اسباب میں سے ایک سبب ایسا مرض ہے جس میں پانی کے استعمال سے ضرر پہنچتا ہو، اس صورت میں تیمّم جائز ہے۔(تفسیر سعدی:657/1)﴿2﴾ ''یا سفر میں ہو'' سفر کی حالت میں جب پانی نہ ملے تو تیمّم کو جائز کر دیتا ہے۔﴿3﴾ ''یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو'' پیشاب اور پاخانہ کے راستوں میں سے کوئی چیز باہر نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(تفسیر سعدی:658/1)ایسے میں پانی نہ ملے تو تیمّم جائز ہے۔﴿4﴾''یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو'لذت اور شہوت سے عورت کے بدن کو چھونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے ایسے میں پانی نہ ملے تو تیمّم جائز ہے۔﴿5﴾فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً''پھر تم پانی نہ پاؤ''یعنی وضواور غسل کے لیے پانی نہ ملے۔تیمّم کی صحت پانی کے نہ ہونے کے ساتھ مشروط ہے۔پانی مل جائے تو خواہ انسان نماز کے اندر ہو تیمّم باطل ہو جاتا ہے۔﴿6﴾فَتَيَمَّمُوْا''تو تیمّم کرو''یعنی ارادہ کرو تیمّم میں نیت ضروری ہے۔﴿7﴾صَعِيْدًا طَيِّبًا ''پاک مٹی''(الف) نبی ﷺ نے فرمایا:پاک مٹی مسلمان کے لئے وضو کا کام کرتی ہے چاہے وہ دس سال پانی نہ پائے۔پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم مباح ہے۔(ابن حبان)(ب)نجس مٹی سے تیمّم نہیں ہوتا کیونکہ یہ پاک نہیں بلکہ ناپاک ہے۔

سوال26:فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ''سو اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے مسح کرلو''کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾''سو اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے مسح کرلو''تیمّم میں صرف چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنا کافی ہے۔﴿2﴾تیمّم میں ترتیب اسی طرح شرط ہے جیسے وضو میں شرط ہے۔﴿3﴾حدث اکبر اور حدث اصغر دونوں لاحق ہوں اور تیمّم کرتے وقت دونوں سے طہارت کی نیت کرلیں تو تیمّم ہو جائے گا۔﴿4﴾تیمّم میں مسح ہاتھ سے یا کسی اور چیز سے جائز ہے۔﴿5﴾بِوُجُوْهِكُمْ تمام چہرے کو شامل ہے اور تمام چہرے کا مسح واجب ہے البتہ اس سے منہ اور ناک کے اندر مٹی داخل کرنا اور بالوں کی جڑوں تک مسح کرنا مستثنیٰ ہے۔﴿6﴾ہاتھوں کا مسح صرف ہاتھ اور کلائی کے جوڑ تک ہے کیونکہ ہاتھ کا اطلاق صرف گٹے تک ہے۔اگر کہنیوں تک ہاتھوں پر مسح تیمّم کے لیے شرط ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس شرط سے مقید فرما دیتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں مقید فرمایا ہے۔(تفسیر سعدی:659/1)

سوال27:تیمّم کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ کو عمار رضی اللہ عنہ کا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ قول معلوم نہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے لیے بھیجا تھا۔سفر میں مجھے غسل کی ضرورت ہوگئی لیکن پانی نہیں ملا۔اس لئے میں مٹی میں جانور کی طرح لوٹ پوٹ ہو گیا۔پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا،تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لیے صرف اتنا اتنا کرنا کافی تھا اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر ایک مرتبہ مارا پھر ان کو جھاڑ کر بائیں ہاتھ سے داہنے کی پشت کو مل لیا یا بائیں ہاتھ کا داہنے ہاتھ سے مسح کیا پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے کا مسح کیا۔(صحیح بخاری:347)

سوال28:تیمّم کے فرائض کیا ہیں؟

جواب:﴿1﴾نیت۔﴿2﴾مٹی کا پاک ہونا۔﴿3﴾ایک بار دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارنا۔﴿4﴾چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کا مسح کرنا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال29: تیمّم کب ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: ﴿1﴾ وہ سارے کام جن سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ ﴿2﴾ پانی مل جانے پرخواہ نماز کے دوران ملے نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی ملے تو نماز کا دہرانا ضروری نہیں۔

سوال30: تیمّم سے کون سے کام مباح ہوجاتے ہیں؟

جواب: ﴿1﴾ نماز ﴿2﴾ طواف ﴿3﴾ قرآن کو ہاتھ لگانا ﴿4﴾ تلاوت قرآن ﴿5﴾ مسجد میں ٹھہرنا۔

سوال31: اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول ﷺ کے ساتھ سفر (غزوۂ بنی المطلق) میں تھے جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار کھو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش میں وہیں ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ ﷺ کے پاس ٹھہر گئے۔ لیکن وہاں کہیں قریب میں پانی نہ تھا لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ عائشہؓ نے کیا کام کیا؟ رسول ﷺ اور تمام لوگوں کو ٹھہرا دیا ہے اور پانی بھی کہیں قریب میں نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کے ساتھ ہے پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے رسول ﷺ اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ فرمانے لگے کہ تم نے رسول ﷺ اور تمام لوگوں کو روک لیا۔ حالانکہ قریب کہیں پانی بھی نہیں ہے اور نہ لوگوں کے پاس ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ والد ماجد مجھ پر بہت خفا ہوئے اور اللہ نے جو چاہا انہوں نے مجھے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے۔ رسول ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا اس وجہ سے میں حرکت بھی نہیں کر سکتی تھی۔ رسول ﷺ جب صبح اٹھے تو پانی کا پتہ تک نہ تھا پس اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت اتاری اور لوگوں نے تیمّم کیا اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا اے آلِ ابی بکر یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس کے نیچے سے ہار مل گیا۔ (بخاری:334)

سوال32: وضو، غسل اور تیمّم کے احکامات میں کیا حکمت ہے واضح کریں؟

جواب: ﴿1﴾ جسمانی اور روحانی صفائی کا حصول اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے ضروری ہے۔ اگرچہ پابندی میں بڑی آزمائش ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مشقت میں ڈالنے کے لئے عائد نہیں کی۔ انسانوں کو پاکیزہ بنانے کے لئے عائد کی ہے۔ وضو اور غسل سے روحانی اور جسمانی پاکیزگی ملتی ہے اور اگر پانی نہ ملے تو تیمّم سے پاکیزگی نصیب ہوگی۔ ﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے ناروا پابندیاں اور سخت قید کو ختم کیا ہے۔ یہودیوں کے یہاں طہارت کے معاملات میں سخت پابندیاں تھیں۔ تیمّم کا ان کے ہاں کوئی تصور نہیں تھا۔ کوئی شخص پانی نہ ملنے پر عبادت نہیں کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آسانی پیدا فرمائی ہے ''مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ'' میں یہی حکمت بیان فرمائی ہے۔ ﴿3﴾ اللہ تعالیٰ تیمّم کے ذریعے بطور انعام طہارت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

عطافرمارہے ہیں تاکہ مسلمان شکرکریں۔

سوال33:مَایُرِیۡدُاللّٰہُ لِیَجۡعَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّلٰکِنۡ یُّرِیۡدُ لِیُطَہِّرَکُمۡ'' اللہ تعالیٰ ارادہ نہیں رکھتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے لیکن وہ ارادہ رکھتا ہے کہ تمہیں پاک کرے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾'' اللہ تعالیٰ ارادہ نہیں رکھتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے'' اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو احکام ہمارے لیے مشروع فرمائے ہیں ان میں ہمارے لیے کوئی حرج، کوئی مشقت اور تنگی نہیں رکھی۔ یہ اس کی بندوں پر بے پایاں رحمت ہے تاکہ وہ ان کو پاک کرے اور ان پر اپنی نعمت کا اتمام کرے۔﴿2﴾ نماز کے لیے طہارت یا تیمّم کے حکم سے مقصود بندوں کو تکلیف اور تنگی میں ڈالنا نہیں بلکہ اللہ اپنے بندوں کو گناہوں سے پاک کرنا اور اپنی نعمت کو ان پر تمام کرنا چاہتا ہے۔(تیسیر الرحمٰن:332/1)﴿3﴾وَّلٰکِنۡ یُّرِیۡدُ لِیُطَہِّرَکُمۡ'' لیکن وہ ارادہ رکھتا ہے کہ تمہیں پاک کرے'' اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ ہمیں پاک کرے اس نے پانی اور مٹی سے ظاہری بدن کی طہارت اور خالص توبہ اور توحید کے ذریعے سے حاصل ہونے والی باطنی طہارت کی تکمیل کی ہے۔﴿4﴾ تیمّم کی طہارت میں اگرچہ وہ نظافت وطہارت نہیں ہوتی جس کا حس اور مشاہدہ کے ذریعے ادراک ہوسکتا ہے تاہم اس میں معنوی طہارت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے پیدا ہوتی ہے۔

سوال34:وَلِیُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ'' اور تاکہ تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اور تاکہ تم پر اپنی نعمت پوری کرے﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے طہارت کے ذریعے اسلام کی نعمت کی تکمیل کی ہے۔﴿2﴾ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ'' تاکہ تم شکر کرو'' اللہ تعالیٰ کے احکامات پر شکر گزاری اور ان سے محبت تب پروان چڑھتی ہے جب بندہ طہارت اور شریعت کے احکامات میں تدبر کرے اور اپنے علم اور معرفت میں اضافے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرے۔

وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَمِیۡثَاقَہُ الَّذِیۡ وَاثَقَکُمۡ بِہٖۤ ۙ اِذۡ قُلۡتُمۡ سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ(7)

اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو اور اس کے عہد کو بھی جو اس نے تم سے مضبوط باندھا تھا، جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور ہم نے مانا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے۔(7)

سوال1:وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ'' اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو'' اللہ تعالیٰ کی نعمت سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مراد دین اسلام اور رحمۃ للعالمین نبی ﷺ ہیں۔﴿2﴾ وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ'' اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو'' اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے انعامات کا دل اور زبان سے تذکرہ کیا جائے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تذکرے سے شکر اور محبت کا داعیہ پیدا ہوتا ہے اور مومن کا دل اللہ تعالیٰ کے احسانات کو پہچان کر اس کی محبت سے بھر جاتا ہے۔ ﴿3﴾ اللہ تعالیٰ کے دینی انعامات کے تذکرے سے نفس کی خود پسندی ختم ہوتی ہے۔ ﴿4﴾ نعمت اسلام کا تذکرہ دراصل اسلام کے احکامات کا تذکرہ ہے۔ اور نعمت رسول ﷺ کا تذکرہ دراصل سنتوں کا تذکرہ ہے۔ ﴿5﴾ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور سنت رسول کی حکمتوں کا تذکرہ مختلف مواقع پر، مجالس میں، خصوصی نشستوں میں، تعلیمی اداروں میں، کاروباری مقامات پر، دوستوں کی مجالس میں، گھروں میں اہل خاندان میں ہر جگہ ملتا ہے۔

سوال2: وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ''اور اس کے عہد کو بھی جو اس نے تم سے مضبوط باندھا تھا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ ''اور اس کے عہد کو بھی جو اس نے تم سے مضبوط باندھا تھا'' اللہ تعالیٰ کے عہد کو یاد کرو جو اس نے تم سے رسول ﷺ کی بیعت و پیروی پر آپ کی امداد و اعانت پر، آپ ﷺ کے دین کو ماننے اور اپنانے پر اور آپ کی طرف سے اس کی تبلیغ کرنے پر لیا۔ اسلام لاتے وقت اور رسول ﷺ سے بیعت کرتے وقت مسلمان کہتا تھا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم آپ کی بات مانیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ ہم آپ کی باتیں سن کر ان پر عمل کریں گے خواہ ہمیں اچھی معلوم ہوں یا بری، خواہ ہم پر دوسروں کو ترجیح ہی کیوں نہ دی جائے اور خلیفہ سے خلافت میں جھگڑا نہ کریں گے۔ (مختصر ابن کثیر: 418/1) ﴿2﴾ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عہد یہودیوں کو یاد دلایا گیا ہے کہ تم سے محمد ﷺ کی پیروی کا اور ان کے مقدس دین کی اطاعت کا عہد و پیمان لیا جا چکا ہے پھر ایمان کیوں نہیں لاتے۔ (مختصر ابن کثیر: 418/1)

سوال3: اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ''جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور ہم نے مانا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ اس سے مراد زبان سے کیا ہوا عہد نہیں بلکہ ایمان کے ساتھ اطاعت ہے یعنی ہم نے اللہ کا حکم سن لیا اور قبول کر لیا۔ یہ ظاہری اور باطنی تمام شرعی احکام کو شامل ہیں۔ ﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کے ذریعے جو دعوت دی اسے ہم نے قبول کر لیا۔ اب جن پر عمل پیرا ہونے کا حکم ہے ان پر عمل کریں گے اور جن سے روکا گیا ہے ان سے رکیں گے۔ ﴿3﴾ ایمان والے یہ عہد یاد رکھتے ہیں اور جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسے پورا کرنے کی حرص رکھتے ہیں۔

سوال4: وَاتَّقُوا اللّٰهَ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھو اور اپنے تمام حالات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

سوال5: اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے اپنے علیم ہونے کا شعور دلایا کہ جو خیالات تمہارے دل میں آتے ہیں،اللہ تعالیٰ ان سے واقف ہے اور جو راز تمہارے سینے میں ہیں اللہ تعالیٰ ان سے باخبر ہے۔﴿2﴾بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کا مفہوم عربی زبان میں ''دلوں کی مالکہ''جو دلوں میں چسپاں ہو۔کنایۃً مراد وہ خفیہ جذبات ہیں جو دلوں میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔پوشیدہ میلانات،دلوں کے خلجان،خفیہ راز،ایسے راز جو دلوں کے ساتھ چسپاں ہیں۔یہ خفیہ راز بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھلے ہیں اس لئے کہ وہ دلوں میں چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔(فی ظلال القرآن)﴿3﴾اللہ تعالیٰ نے اپنا خوف دلایا ہے کہ تمہارے دلوں سے جو بھی فعل سرزد ہوا جس سے کوئی اور واقف نہیں ہوسکتا یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔وہ ایمان ہو یا شک اللہ تعالیٰ اس سے واقف ہے اس کے لیے اخلاص،اس کو راضی کرنے کی فکر،اس کی محبت،اس سے امید،اس پر توکل،اس کا تقویٰ،اس کی آیات پر تفکر کو تو رکھو لیکن اس کی ناراضگی کے ہر کام سے بچ جاؤ جیسے خواہشات سے محبت اور وہ تمام افعال جیسے بدگمانی،حسد،کینہ اور نافرمانی کے خیالات سے دل کو پاک کرو۔

سوال6:اللہ تعالیٰ نے اپنے علیم بذات الصدور ہونے کا شعور کیوں دلایا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے علیم بذات الصدور ہونے کا شعور اس لیے دلایا ہے تاکہ لوگ دل سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ(8)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو!اللہ تعالیٰ کے لیے خوب قائم رہنے والے،انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنادے کہ تم عدل نہ کرو،عدل کرو یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ،جو بھی تم عمل کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔(8)

سوال1:يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!اللہ تعالیٰ کے لیے خوب قائم رہنے والے،انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!''اے لوگو!جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مان لیا اب اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو۔﴿2﴾كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ''اللہ تعالیٰ کے لیے خوب قائم رہنے والے، انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ''یعنی انصاف کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے گواہی دینے کے لیے کھڑے ہونے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

والے بن جاؤ۔تمہاری ظاہری اور باطنی حرکات قیام انصاف میں نشاط محسوس کریں اور یہ قیام عدل دنیاوی اغراض کی خاطر نہ ہو بلکہ صرف اللہ کی رضا کے لیے ہو(قسط)یعنی عدل تمہارا مقصد ہو تمہارے اقوال وافعال میں کسی قسم کی افراط وتفریط نہ ہو اور تم قریب اور بعید،دوست اور دشمن،سب کے ساتھ عدل وانصاف کرو۔(تفسیر سعدی:661/1)﴿3﴾لوگوں کے لیے اور شہرت کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے لیے حق پر قائم رہو اور ظلم سے نہیں بلکہ انصاف سے گواہ بنو۔(مختصر ابن کثیر:418/1)

﴿4﴾سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:میرے والد نے مجھے کوئی چیز ہبہ کی ان سے میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے کہا:میں اس وقت تک راضی نہیں جب تک اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہ بنالو آخر کار میرے والد آپ ﷺ کی گواہی کے لیے آپ ﷺ کے پاس گئے۔آپ ﷺ نے پوچھا:کیا تم نے اپنے ہر بچے کو اس جیسا ہبہ کیا ہے؟بولے نہیں۔فرمایا:اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں برابری کرو اور فرمایا:میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔آخر کار والد محترم نے گھر آ کر وہ موہوبہ چیز مجھ سے واپس لے لی۔(بخاری،مسلم)

سوال2:قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ ''اللہ تعالیٰ کے لیے خوب قائم رہنے والے'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾انصاف کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کے لئے کھڑے ہو جائیں۔﴿2﴾انصاف کے سوا ہر شے چھوڑ دیں۔

سوال3:شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ''انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ''انصاف کے قیام کے لیے کس کی ضرورت ہے؟

جواب:ایمان کا تقاضا ہے کہ انصاف کے قیام کے لئے جس سہارے کی ضرورت ہے وہ سہارا بن جاؤ۔

سوال4:دین میں ساری نیکیاں کہاں سے پھوٹتی ہیں؟

جواب:تقویٰ سے دین میں ساری نیکیاں پھوٹتی ہیں۔

سوال5:وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ''اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنادے کہ تم عدل نہ کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾کسی قوم سے کینہ بغض اور عداوت تمہیں عدل سے نہ روکنے پائے۔عدل کرو خواہ دوست ہو یا دشمن،اپنا ہو یا پرایا،ادنیٰ ہو یا اعلیٰ۔(مختصر ابن کثیر:419/1)﴿2﴾جن کے پاس عدل کا کوئی تصور نہیں ان جیسے کام نہ کرنا۔دوست ہو یا دشمن گواہی حق کی بنیاد پر دینا۔اگر کوئی حق بات کہے تو اسے قبول کرو۔

سوال6:اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ''عدل کرو یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾عدل تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔اگر عدل کی خواہش کرو گے تو یہ دلوں کے تقویٰ کے قریب ہے۔عدل مکمل ہوگا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تو تقویٰ بھی مکمل ہوگا۔﴿2﴾ تقویٰ ہی وہ کسوٹی ہے جس کی وجہ سے دشمن کے معاملے میں بھی انسان تعصب کا شکار نہیں ہوتا، عدل کرتا ہے اور عدل تقویٰ کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

سوال7: اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ''جو بھی تم عمل کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس سے پوری طرح باخبر ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ سے ڈرو یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز سے باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کا ڈر اسی یقین سے پیدا ہوتا ہے کہ جس سے میرا معاملہ ہے وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ سے ڈرو وہ چھوٹے بڑے اور اچھے برے تمام اعمال کی آخرت میں جزا دے گا۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ(9)

ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کی ہیں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اُن کے لیے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔(9)

سوال1: وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ''ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کی ہیں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾وَعَدَ اللّٰہُ ''اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے'' اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔﴿2﴾الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ''جو ایمان لائے'' اللہ تعالیٰ کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو ایمان لائے،جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا اور رسولوں کا اقرار کیا اور جو کچھ رسول ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس لے کر آئے۔﴿3﴾وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ''اور جنہوں نے نیکیاں کی ہیں'' جنہوں نے نیک عمل کیے یعنی جو واجبات اور مستحبات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

سوال2: لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ''اُن کے لیے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں گناہوں کی مغفرت کا اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔﴿2﴾مغفرت کی امید اور اجر عظیم کا وعدہ مومن کو اپنے طرز عمل پر اطمینان دیتا ہے۔

وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ(10)

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا، ایسے لوگ دوزخ والے ہیں۔(10)

سوال1: وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا جو کہ حق پر دلالت کرتی ہیں اور ان آیات سے کفر کیا حالانکہ ان آیات نے حق کو بیان کر دیا تھا۔

سوال2:اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ''ایسے لوگ دوزخ والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: کافروں کو دوزخ نصیب ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عدل ہے جس میں ظلم کا کوئی شائبہ نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ عادل ہے حکیم ہے بڑی قدرت والا ہے۔

سوال3: کفر کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والوں کی سزا جہنم کیوں ہے؟

جواب:﴿1﴾ کفر کرنے والے، انکار کرنے والے اپنے لیے جہنم کا راستہ کھول دیتے ہیں۔﴿2﴾ کفر کرنے والے جھٹلا کر اپنے راستے میں خود رکاوٹیں کھڑی کر دیتے ہیں ان کے لئے جہنم کے سوا کوئی راستہ نہیں رہ جاتا۔ وہ جہنم کے ساتھ لازم وملزوم رہیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ(11)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب کچھ لوگوں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ، پس لازم ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ پر توکل کریں(11)

سوال1:يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے اپنی عظیم نعمتوں کا ذکر کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔﴿2﴾نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ''اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو'' اس سے مراد دشمنوں کا قتل، ان کے شہروں کو فتح کرنا، ان کو غلام بنانا، ان سے مال غنیمت حاصل کرنا اور باغیوں کے شر سے بچانا ہے۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کا اعتراف کرنے کا مطالبہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے ہاتھوں کو روکا، ان کی سازشوں سے بچایا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کی مدد ہے۔ اس لیے مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس کی عبادت اور اس کا ذکر کرنا چاہیے۔

سوال2:اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ''جب کچھ لوگوں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ تمہاری طرف اپنے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہاتھ بڑھائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کوتم سے روک دیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اِذْهَمَّ قَوْمٌ جب کچھ لوگوں نے یعنی یہودیوں نے ارادہ کیا۔﴿2﴾ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ ''کہ وہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں''ان سب کے ہاتھ آگے بڑھے قریب تھا کہ پکڑ لیتے۔﴿3﴾ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کوتم سے روک دیا''ان کے ہاتھوں کوروک دیا آگے بڑھنے سے،تمہاری طرف آنے سے روک دیا۔یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کوذہنوں میں زندہ کیا ہے۔

سوال3: اِذْهَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ''جب کچھ لوگوں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کوتم سے روک دیا'' سے کس کی طرف اشارہ ہے؟

جواب:﴿1﴾ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک منزل میں اترے لوگ ادھراُدھرسایہ دار درختوں کی تلاش میں لگ گئے آپ ﷺ نے ہتھیار اتارکرایک درخت پرلٹکادیے۔ایک اعرابی نے آکرآپ ﷺ کی تلوار اپنے ہاتھ میں لے لی اوراسے کھینچ کرآپ ﷺ کے پاس کھڑا ہوگیااورکہنے لگا کہ اب بتا کہ مجھ سے تجھے کون بچاسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فوراً جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ،اس نے پھریہی سوال کیا آپ ﷺ نے پھروہی جواب دیا تیسری مرتبہ کے جواب کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے تلوارگر پڑی آپ ﷺ نے صحابہ کوآواز دی اورجب وہ آگئے توان سے ساراواقعہ کہہ سنایااعرابی اس وقت بھی موجود تھالیکن آپ ﷺ نے اس سے کوئی بدلہ نہ لیا۔(مصنف عبدالرزاق)﴿2﴾ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس سے مراد بنونضیر کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے چکی کا پاٹ قلعہ کے اوپر سے آپ ﷺ کے سر پرگرانا چاہتا تھا جبکہ آپ ﷺ عامری لوگوں کی دیت کے لینے کے لئے ان کے پاس گئے تھےتوان شریروں نے عمروبن مجاش بن کعب کواس بات پرآمادہ کیا تھا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کونیچے کھڑا کرکے باتوں میں مشغول کرلیں گے تواوپر سے یہ پھینک کرآپ ﷺ کا کام تمام کردینا لیکن راستے ہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کوان کی شرارت وخباثت سے آگاہ کردیا آپ ﷺ مع اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کہ وہیں سے پلٹ گئے،اسی کا ذکراس آیت میں ہے۔(مختصرابن کثیر:419/1)

سوال4:اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تربیت کیسے کی؟

جواب:﴿1﴾ اتنا بڑا حادثہ ہے لیکن تمہیں دشمنی کوختم کردینا چاہیے،غصہ ختم کردینا چاہیے تاکہ تمہارے دل مطمئن ہوں،تم ٹھنڈے دل سے سوچواوریقین رکھواللہ تعالیٰ نگران ہے۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے غصے سے اطمینان کی طرف لاکر،سنجیدگی کی طرف لاکر،نرمی کی طرف لاکرضبطِ نفس کی تربیت کی ہے۔﴿3﴾ اللہ تعالیٰ نے ضبطِ نفس کے ذریعے سے دلوں کورواداری کی طرف موڑا ہے۔﴿4﴾ اللہ تعالیٰ نے اس رواداری کے ذریعے عدل وانصاف قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔﴿5﴾ اللہ تعالیٰ نے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آگے تسلی دلائی ہے کہ تمہاری طرف بڑھنے والے ہاتھوں کو میں روک رہا ہوں۔﴿6﴾یوں مومن اطمینان سے اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر کاربند ہوجاتا ہے۔

سوال5:وَاتَّقُوااللّٰہَ ''اوراللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے اپنا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اس سے ثواب کی امید پر اطاعت کے کام کرواتا ہے۔اس کے عذابوں کے خوف اورنواہی سے اجتناب کرواتا ہے۔﴿2﴾رب العزت کا فرمان ہے:وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًااور جواللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے،وہ اُس کے لیے نکلنے کا راستہ بنادیتا ہے۔(الطلاق:2)﴿3﴾وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًااور جوشخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا،وہ اُس کے کام میں اس کے لیے آسانی پیدا کردے گا۔(الطلاق:4)

سوال6:وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ''پس لازم ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ پر توکل کریں'' وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾مومنوں کو اپنے دینی اور دنیاوی معاملات میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔جولوگ اپنی تدبیروں،اپنی قوت اوراپنے وسائل پر بھروسہ کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر توکل نہیں کرسکتے۔﴿2﴾ہر کسی کا توکل اس کے ایمان کے مطابق ہوتا ہے اور یہ دل کی عبادات میں سے ہے جن پر سب کا اتفاق ہے۔﴿3﴾رب العزت کا فرمان ہے:وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اور جواللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہی اُس کو کافی ہے۔(الطلاق:3)

رکوع نمبر7

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْھُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ(12)

اور بلاشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ کو سردار مقرر کیا اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں بلاشبہ تمہارے ساتھ ہوں،اگر تم نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کو قوت دی اور اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دیا تو میں ضرور بہ ضرور تمہارے گناہ تم سے دور کردوں گا اور تمہیں ضرور بہ ضرور جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔چنانچہ اس کے بعد بھی تم میں سے جس نے کفر کیا تو یقیناً وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔(12)

سوال1:وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ''اور بلاشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا'' کی وضاحت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے مضبوط عہد لیا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اخلاص اور اس کی اطاعت کو لازم پکڑنے کا۔(تفسیر ماوردی:19/2)﴿2﴾اسرائیلیوں سے بیعت کے ذریعے یہ عہد لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور کتاب مقدس کی باتیں سنیں انہیں مانیں اور ان کی ہدایت پر عمل کریں۔(مختصر ابن کثیر:420/1)

سوال2:وَبَعَثْنَامِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا''اور ہم نے ان میں سے بارہ کو سردار مقرر کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں پر بارہ سردار مقرر کیے تھے۔

سوال3:بنی اسرائیل کے بارہ سرداروں کے کیا فرائض تھے؟

جواب:﴿1﴾بنی اسرائیل کے معاملات کی دیکھ بھال کرنا۔﴿2﴾جن باتوں کا بنی اسرائیل کو حکم دیا جاتا تھا ان پر عمل کرنے کے لیے ترغیب دلاتے تھے۔

سوال4:بنی اسرائیل کے بارہ سرداروں کا انتخاب کیسے اور کس دور میں عمل میں آیا؟

جواب:سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب موسیٰ علیہ السلام جبابرہ سے جنگ کی مہم پر تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا تھا کہ قبیلہ کا ایک ایک نمائندہ چن لیں چنانچہ انہوں نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں سے ایک ایک نمائندہ چن لیا۔(مختصر ابن کثیر:420/1)

سوال5:اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے جو عہد لیا تھا اس کی شرائط کیا تھیں؟

جواب:﴿1﴾اقامت صلوٰۃ﴿2﴾ادائیگی زکوٰۃ﴿3﴾آئندہ آنے والے رسولوں پر ایمان﴿4﴾آئندہ آنے والے رسولوں کی تائید۔﴿5﴾اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر دینی اجتماعی مقاصد کے لئے خرچ(انفاق)۔

سوال6:وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ''اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں بلاشبہ تمہارے ساتھ ہوں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں یعنی میری حفاظت،مدد اور میری نگرانی تمہارے ساتھ ہے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ ذمہ داری کے بوجھ کے لحاظ سے ہوتی ہے۔﴿3﴾یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر ان پانچ شرائط کو پورا کروگے تو میں(اللہ تعالیٰ)آپ کے ساتھ ہوں،آپ کا حامی ہوں،آپ کا ضامن ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کا ساتھی ہو تو کسی مخالفت کی کوئی حقیقت نہ ہوگی نہ مخالفت کا کوئی اثر ہوگا۔

سوال7:لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ''اگر تم نے نماز قائم کی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یہ ان امور میں سے پہلا امر ہے جن پر عہد لیا گیا تھا۔﴿2﴾میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز کو اس کے ظاہری

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اور باطنی لوازم کے ساتھ قائم کرو گے اور پھر اس پر دوام اختیار کرو گے۔(تفسیر سعدی:664/1)

سوال8:وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ ''اور زکوٰۃ ادا کی''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز اور زکوٰۃ کے پابند رہے یہ دوسرا امر ہے جس کا عہد لیا گیا تھا۔

سوال9:وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ ''اور میرے رسولوں پر ایمان لائے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:یعنی میرے تمام انبیاء کی رسالت کی تصدیق کرو گے اور ان میں سب سے افضل محمد ﷺ ہیں۔یہ تیسرا امر ہے جس پر عہد لیا گیا تھا۔

سوال10:وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ ''اور ان کو قوت دی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اگر تم انبیاء کی تعظیم اور ان کی اطاعت اور ان کا احترام کرو گے جو تم پر واجب ہے۔یہ چوتھا امر ہے جس پر عہد لیا گیا تھا۔(تفسیر سعدی:664/1)

سوال11:وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا ''اور اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یعنی قرض حسنہ واجب زکوۃ سے زیادہ اور عام صدقہ ہے جو کہ ایمان اور اعمال صالح کے ساتھ،تزکیہ نفس کے لیے ہے۔ (ایسر التفاسیر:330)﴿2﴾یعنی صدقہ دو گے اور بھلائی کرو گے جس کا مصدر صدق واخلاص اور کسب حلال ہو۔ (تفسیر سعدی:665/1)یہ پانچواں امر ہے جس پر عہد لیا گیا تھا۔

سوال12:اللہ تعالیٰ جس قوم کا ساتھ دیتا ہے اس سے کیا وعدے کرتا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ جس قوم کا ساتھ دیتا ہے اس سے وعدہ کرتا ہے کہ ﴿1﴾میں تمہاری برائیاں دور کر دوں گا۔﴿2﴾تمہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جس کے نیچے چشمے بہتے ہوں گے۔

سوال13:اللہ تعالیٰ کی حمایت کے انسان کو کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾انسان ہدایت کے راستے پر رہتا ہے۔﴿2﴾انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی وجہ سے کبھی راستہ نہیں بھولتا۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ جس کا ساتھی ہو وہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔﴿4﴾جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو نہ وہ نامراد ہوگا نہ پریشان۔ ﴿5﴾اللہ تعالیٰ کی حمایت کی وجہ سے انسان مطمئن ہو جاتا ہے۔﴿6﴾اللہ تعالیٰ جس کا ساتھ دے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

سوال14:لَاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ''تو میں ضرور بہ ضرور تمہارے گناہ تم سے دور کر دوں گا اور تمہیں ضرور بہ ضرور جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے محبوب اعمال،نعمتوں کے حصول،گناہوں کی تکفیر اور اس پر مترتب ہونے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

والی سزا کودور کرکے ناپسندیدہ امور کے دور ہٹنے کو یکجا بیان فرمایا ہے۔(تفسیر سعدی:665/1)﴿2﴾لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ تمہارے نفوس سے برائیوں کے آثار کودور کروں گا یہاں تک کہ وہ پاک صاف ہوجائیں۔﴿3﴾سیئات سے مراد لغزشیں اور کوتاہیاں ہیں۔اگر دین کی بنیادی باتوں کا اہتمام کیا جائے تو چھوٹی موٹی غلطیاں اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں۔﴿4﴾وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ ''اور تمہیں ضرور بہ ضرور داخل کروں گا''اس تطہیر کے بعد میں تمہیں داخل کروں گا۔﴿5﴾جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا ''جنتوں میں جن کے نیچے سے بہتی ہیں''یعنی اس کے درختوں اور اس کے محلات کے نیچے سے۔﴿6﴾الْاَنْهٰرُ ''نہریں'' یہ عہد کو پورا کرنے کی جزا ہے۔(ایسر التفاسیر:330)

سوال15:فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ ''چنانچہ اس کے بعد بھی تم میں سے جس نے کفر کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:جو اس میثاق کے بعد کفر کا رویہ اختیار کرتا ہے تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک جاتا ہے۔

سوال16:فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ''تو یقیناً وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾جو عہد شکنی کرتا ہے اور جان بوجھ کر سیدھے راستے کو چھوڑتا ہے تو وہ گمراہی کا مستحق ہوگیا۔﴿2﴾سَوَآءَ السَّبِيْلِ سے مراد وہ راستہ ہے جو متوازن،معتدل اور افراط وتفریط سے پاک ہو کیونکہ یہ راہ اس علیم وحکیم ہستی کی بتائی ہوئی ہے جو تمام حقائق سے باخبر اور واقف ہے اور سب انسان اس کی نظروں میں یکساں ہیں یہ کسی انسان کی بتائی ہوئی راہ نہیں،جس پر اس کے اپنے جذبات،وطن اور قوم کی محبت یا دوسرے معاشی اور معاشرتی عوامل اثر انداز ہوجاتے ہیں۔(تیسیر القرآن:514)

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ(13)

چنانچہ ان کے اپنا معاہدہ توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کردیا کہ وہ کلام کو اس کی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور جو نصیحت انہیں کی گئی تھی اس کے ایک حصے کو وہ بھلا بیٹھے ہیں ان میں سے تھوڑے لوگوں کے سوا،اور آپ ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی خیانت سے آگاہ ہوتے رہیں گے،چنانچہ آپ ان کو معاف کردیں اور ان سے درگزر کریں یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(13)

سوال1:فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ ''ان کے اپنا معاہدہ توڑنے کی وجہ سے''عہد شکنی دینی بگاڑ میں کیسے بدل جاتی ہے؟

جواب:﴿1﴾خودساختہ تشریحات سے دین کا تصور بدل دیا جاتا ہے(نماز،روزہ کرلو جنت میں چلے جاؤ گے)۔﴿2﴾عبادت کے نام پر غیر متعلقہ بحثیں شروع ہوجاتی ہیں(شب برات کے نوافل،شب معراج)۔﴿3﴾نجات کے ایسے راستے تلاش کر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لیے جاتے ہیں جو بندوں کے حقوق ادا کئے بغیر انسان کو منزل تک پہنچا دیں۔

سوال2: لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ہم نے ان پر لعنت کی اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ لَعَنّٰهُمْ ''ہم نے ان پر لعنت کی'' اسی وجہ سے انہیں نہ شوق ترغیب دے سکتا ہے نہ خوف ان کو بے قرار کر سکتا ہے۔﴿2﴾ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً'' اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا'' انسان کے لیے سب سے بڑی سزا یہی ہے کہ اس کے دل پر ہر آیت بھی برا اثر ڈالے۔

سوال3: یہود کی عہد شکنی کی سزا کیا تھی؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور پھینک دیے گئے۔﴿2﴾ ان کے دل سخت کر دیئے گئے۔

سوال4: لعنت کے کیا دنیوی نتائج سامنے آئے؟

جواب:﴿1﴾ لعنت کی وجہ سے ان کے دل سخت کر دیئے گئے۔﴿2﴾ دل کی سختی کی وجہ سے دل اثر قبول کرنے سے محروم ہو گئے۔﴿3﴾ لعنت کی وجہ سے انبیاء کی نصیحت ان کے لیے بے کار ہو گئی۔

سوال5: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنے کے کسی پر کیا اثرات پڑتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾ اس کے اندر سے اللہ تعالیٰ کی خشیت ختم ہو جاتی ہے جو دل کی زندگی کی ضمانت ہے۔﴿2﴾ دل پتھر ہو کر توبہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں۔

سوال6: قساوت قلبی (دل کی سختی) کے کیا اثرات انسان پر مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: جن کے دل سخت ہو جاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو اپنی خواہشات کے مطابق بنانے کے لئے الفاظ اور کلمات کی تعریف کرتے ہیں۔﴿1﴾ کتاب میں اضافہ کر دیتے ہیں۔﴿2﴾ کتاب کی آیات کا مفہوم بدل دیتے ہیں۔﴿3﴾ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھلا دیتے ہیں۔﴿4﴾ معاشرے سے اسلامی شریعت کو موقوف کر دیتے ہیں۔﴿5﴾ اپنی زندگی میں شریعت پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

سوال7: يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ'' وہ کلام کو اس کی جگہ سے بدل دیتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ وہ کلام الٰہی کو بدل دیتے ہیں، اس کے معنی کو بدل دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مراد نہیں۔ انہوں نے اللہ کی مراد کے خلاف اس کے کلام کی تفسیر کی۔﴿2﴾ کلام میں تحریف دو طرح کی ہوتی ہے: ایک الفاظ میں کمی یا زیادتی کر کے تحریف کی جاتی ہے دوسرے معانی بدل کر کچھ سے کچھ بنا دیئے جاتے ہیں۔ (تفسیر منیر:475/3)

سوال8: تحریف کا سبب کیا ہوتا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:تحریف کا سبب عقل وفہم میں کجی ہوتی ہے۔

سوال9:وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ''اور جونصیحت انہیں کی گئی تھی اس کے ایک حصے کووہ بھلا بیٹھے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:انہیں تورات اوران تعلیمات کے ذریعے سے نصیحت کی گئی جوموسیٰ علیہ السلام پرنازل کی گئی تھیں،مگرانہوں نے ان کوفراموش کردیا، یہ اس بات کوبھی شامل ہے کہ انہوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام کے علم کوفراموش کردیا، بنابریں علم ان سے ضائع ہوگیااوراللہ تعالیٰ نے ان کو یہ سزادی کہ بہت سا علم ناپید ہوگیا۔یہ آیت کریمہ نسیان عمل کوبھی شامل ہے جوترک عمل کا نتیجہ ہے،پس جس چیز کاانہیں حکم دیا گیا تھااس پرعمل کرنے کی ان کوتوفیق نہ ہوئی۔اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ انہوں نے بعض ان امورکاانکارکیاجن کا ذکران کی کتابوں میں ہے، یاان کے زمانے میں واقع ہوئے، یہ بھی ان باتوں میں سے ہے جن کوانہوں نے فراموش کیا۔جس امرکی انہیں یاددہانی کروائی گئی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کوحظ،حصہ اورنصیبہ کے نام سے اس لیے موسوم کیا ہے کیونکہ یہ سب سے بڑا حظ ہے اس کے علاوہ دیگرتمام حظوظ دنیاوی حظوظ ہیں۔رب العزت نے فرمایا:فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ پس وہ اپنی قوم کے سامنے اپنی زینت میں نکلا۔جولوگ دنیا کی زندگی کاارادہ رکھتے تھےانہوں نے کہا:''اے کاش ہمارے لیے بھی اسی جیساسب کچھ ہوتا جوقارون کودیا گیابلاشبہ وہ تویقیناً بڑی قسمت والا ہے۔''(القصص:79)وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ اوراس کی توفیق نہیں دی جاتی مگران لوگوں کو جوصبر کریں اوراس کی توفیق نہیں دی جاتی مگراس کو جو بڑے نصیب والا ہے۔(حم السجدہ:35)(تفسیر سعدی:1/665,666)

سوال10:اللہ تعالیٰ کی کتاب کوبھول جانا کیسے ممکن ہوتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ تحریف سے ﴿2﴾ کتمان(چھپانے سے)

سوال11:وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ ''اورآپ ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی خیانت سے آگاہ ہوتے رہیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:یہود دائمی خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ اوراس کے بندوں کے ساتھ خیانت کرتے ہیں اور بندوں کے ساتھ سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ انہوں نے حق کوچھپایااورانہیں کفر پر باقی رکھا۔

سوال12:خیانت کاری سے کیامراد ہے؟

جواب:﴿1﴾ نیت میں فتور ﴿2﴾ مکارانہ باتیں ﴿3﴾ نظروں کی خیانت ﴿4﴾ ہرطرح کی خیانت

سوال13:اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ''ان میں سے تھوڑے لوگوں کے سوا''اس سے کیامراد ہے؟

جواب:اس سے مراد یہود کا وہ گروہ ہے جوعہد شکنی اورخیانت کاری سے بچا رہا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال14:فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ'' چنانچہ آپ ان کو معاف کر دیں اور ان سے درگزر کریں'' عفو سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾ عفو سے مراد دل سے معاف کرنا نہیں بلکہ درگزر کرنا ہے۔﴿2﴾ فَاعْفُ عَنْهُمْ: انہیں قتل کے لیے نہ پکڑو۔ (ایسرالتفاسیر)﴿3﴾ ان کی طرف سے جو تکلیف پہنچتی ہے معاف کر سکتے ہو تو معاف کرو۔﴿4﴾ وَاصْفَحْ: ان کے مکروہ کاموں پر نفرت سے نہ پکڑو، ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو۔﴿5﴾ صفح سے مراد نظر انداز کرنا، مہلت دینا۔

سوال15: معاف کرنے اور درگزر کرنے کا حکم کس دور کے لیے تھا؟

جواب: معافی اور درگزر کا حکم اس دور کے لیے تھا جب لڑنے کی اجازت نہیں تھی۔

سوال16: کیا عفو و درگزر کا حکم منسوخ ہو چکا ہے؟

جواب: عفو و درگزر کا حکم منسوخ نہیں ہوا۔ حالات کے مطابق اس پر عمل ہو سکتا ہے۔

سوال17: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ'' یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: احسان کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔﴿1﴾ احسان کی دو قسمیں ہیں ایک خالق کے حق میں اور دوسرے مخلوق کے لیے۔﴿2﴾ خالق کے لیے نبی ﷺ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اسے دیکھتے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھتا ہے۔ مخلوق کے حق میں احسان یہ ہے کہ انہیں دینی اور دنیاوی فائدہ پہنچایا جائے۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ(14)

اور ہم نے ان لوگوں سے بھی پختہ عہد لیا تھا جنہوں نے کہا کہ ہم عیسائی ہیں، پھر جو نصیحت اُنہیں کی گئی تھی اس کا ایک حصہ وہ بھول گئے تو ہم نے قیامت کے دن تک ان کے درمیان بغض و عداوت بھڑکا دی ہے۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ اُنہیں خبر دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔(14)

سوال1: وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ'' اور ہم نے ان لوگوں سے بھی پختہ عہد لیا تھا جنہوں نے کہا کہ ہم عیسائی ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ'' اور ہم نے ان لوگوں سے'' یعنی عیسائیوں سے بھی ہم نے اسی طرح عہد لیا جیسے ہم نے یہود سے لیا۔﴿2﴾ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى'' جنہوں نے کہا کہ ہم عیسائی ہیں'' یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار ہیں۔﴿3﴾ نَصٰرٰٓى: یعنی انہوں نے عیسائیت میں بدعت اختیار کی وہ نہ عیسائی ہیں نہ عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار۔'' نصاریٰ'' یعنی مددگار ہونے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کا دعویٰ کرتے تھے لیکن عملاً انھوں نے فرقہ ورانہ جنگوں میں خون بہایا، سربراہی کے حصول کے لیے اور سیاسی مقاصد کے لیے خون بہایا، انہوں نے اختلافات کو گہرا کیا، عقیدۂ توحید چھوڑا اور گمراہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے آئینہ دکھایا کہ کیا مددگاری یہی ہوتی ہے؟ کیا معاہدہ خونریزی یا اختلافات کے لیے تھا یا انسانوں کو جوڑنے کے لیے تھا۔ ﴿4﴾ اَخَذْنَا مِیْثَاقَهُمْ ''ہم نے ان لوگوں سے بھی پختہ عہد لیا تھا'' ہم نے ان سے محمد ﷺ کی پیروی پر اور ان کی مدد پر عہد لیا تھا۔

سوال2: فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ''پھر جو نصیحت اُنہیں کی گئی تھی اس کا ایک حصہ وہ بھول گئے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''پھر جو نصیحت اُنہیں کی گئی تھی اس کا ایک حصہ وہ بھول گئے'' اللہ تعالیٰ نے انہیں آخری نبی محمد ﷺ کی پیروی کرنے اور ان کی مدد کرنے کی نصیحت کی تھی جسے وہ بھول گئے۔ وہ علمی طور پر بھی اسے بھول گئے اور عملی طور پر بھی بھول گئے۔ ﴿2﴾ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: انہوں نے وہ حصہ چھوڑ دیا جس کا ان کی کتاب میں انہیں حکم دیا گیا تھا یعنی محمد ﷺ کی اتباع اور ان پر ایمان لانے کے بارے میں۔ (تفسیر الوسیط: 167/1)

سوال3: فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ''تو ہم نے قیامت کے دن تک ان کے درمیان بغض وعداوت بھڑکا دی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ عیسائیوں نے بھی یہودیوں کی طرح عہد توڑ ڈالا اور انجیل پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے ان میں بغض ڈال دیا۔ ﴿2﴾ قیامت تک ان کے فرقے ایک دوسرے کو کافر کہتے رہیں گے۔ ہر فرقہ ایک دوسرے کو برا کہتا رہے گا اور اپنے عبادت خانے میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ ﴿3﴾ یہ حقیقت ہے جو ساری دنیا کے سامنے ہے۔ ان کا شر، فساد، کینہ، بغض، ایک دوسرے کی مخالفت اور عداوت قیامت تک جاری رہے گی۔ ﴿4﴾ عیسائیوں کے درمیان بغض وعداوت اور فرقہ بندی اللہ تعالیٰ کی خصوصی تدبیر ہے۔

سوال4: عیسائیوں کی عہد شکنی اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بھلا دینے کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: بغض، عداوت، اختلافات، تفرقے بازی، خونریزی اور جنگیں۔

سوال5: وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ''اور عنقریب اللہ تعالیٰ اُنہیں خبر دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ انہیں خبر دے گا یعنی ان کے کیے کی انہیں سزا دے گا۔ یہ سخت وعید ہے کہ انہوں نے جو اللہ تعالیٰ کی بیوی اور اولاد بنا کر رب العالمین کی طرف جھوٹی نسبت کی جب کہ وہ واحد ہے، بے نیاز ہے، نہ اس کے ماں باپ ہیں نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ وہ اس کی سزا ضرور پائیں گے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (15)

اے اہلِ کتاب! یقیناً ہمارا رسول تمہارے پاس آیا ہے، جو کتابِ الٰہی میں سے بہت سی چیزیں تمہارے سامنے کھول کر بیان کرتا ہے اس میں سے جنہیں تم چھپاتے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کر جاتا ہے، یقیناً تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔(15)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہود کے پاس رجم کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے آئے اوران سے پوچھا کہ تم میں سے سب سے بڑا عالم کون ہے؟ سب نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا، آپ ﷺ نے اس کو اس ذات کی قسم دے کر (زنا کی سزا کے حوالے سے) پوچھا جس نے تورات کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا اور کوہ طور کو ان پر اٹھایا اوران سے تمام عہد لیے، تو وہ کہنے لگا جب زنا ہم میں زیادہ ہوتا ہے تو سو کوڑے مارتے ہیں اور سر مونڈ دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے رجم کا فیصلہ کیا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے اہلِ کتاب! یقیناً ہمارا رسول تمہارے پاس آیا ہے۔الخ (لباب النقول)

سوال2:يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا ''اے اہلِ کتاب! یقیناً ہمارا رسول تمہارے پاس آیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ: اے یہود و نصاریٰ۔ ﴿2﴾قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا: ہمارے رسول، خاتم الانبیاء محمد ﷺ دین حق لے کر آ گئے ہیں۔

سوال3:يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ ''جو کتابِ الٰہی میں سے بہت سی چیزیں تمہارے سامنے کھول کر بیان کرتا ہے اس میں سے جنہیں تم چھپاتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾يُبَيِّنُ لَكُمْ ''تمہارے سامنے کھول کر بیان کرتا ہے'' یعنی نبی ﷺ آپ کے سامنے وہ چیزیں بیان کرتے ہیں مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ جو آپ اپنی کتاب میں سے لوگوں سے چھپاتے ہیں۔ جب کہ علم حاصل کرنے والوں کے لیے ان کے سوا علم حاصل کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے حقائق کھول کر بیان کر رہے تھے کہ آپ ﷺ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی کھلی دلیل ہے۔﴿2﴾مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ ''اس کتابِ الٰہی میں سے جنہیں تم چھپاتے تھے'' ان کی کتابوں میں یعنی تورات اور انجیل میں محمد ﷺ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کی صفات اور بشارتیں موجود تھیں جسے وہ چھپاتے تھے۔آیت رجم،قصہ اصحاب السبت جن کو بندروں اور سوروں کی شکل دے دی گئی تھی۔

سوال4:وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ''اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کر جاتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یعنی نبی ﷺ بہت سی باتوں سے درگزر بھی کر جاتے ہیں جن کا بیان کرنا حکمت کے خلاف تھا۔آپ ﷺ ان باتوں کو بیان نہیں کرتے تھے۔﴿2﴾ آپ ﷺ جو بیان کرتے تھے وہ نبی ﷺ کی نبوت پر دلیل تھی اور آپ کی صداقت پر گواہی تھی۔(تفسیر واضح المیسر :250)

سوال5:قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ''یقیناً تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشنی اور واضح کتاب آئی ہے'' قرآن نور ہے،روشنی ہے وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اس نور سے مراد قرآن حکیم ہے جس سے جہالت کی تاریکیوں اور گمراہی کے اندھیروں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے۔(تفسیر سعدی:668/1)﴿2﴾ قرآن مجید نور ہے جو شک اور شرک کے اندھیروں کو زائل کرتا ہے۔﴿3﴾ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ: ''روشن کتاب'' مخلوق اپنے دین اور دنیا میں جن امور کی محتاج ہے اس کتاب نے ان کو واضح کر دیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کے اسما وصفات اور افعال کا علم،احکام شرعی اور احکام جزائی کا علم۔پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ کون ہے جو اس قرآن سے رہنمائی حاصل کرتا ہے اور کون سا سبب ہے جو بندہ اس رہنمائی کے حصول کے لیے اختیار کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:668/1)﴿4﴾ مبین سے مراد قرآن حکیم ہے جو رسول کریم ﷺ پر اتارا گیا۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی اور تفصیل سے مسائل بیان کرنے والی کتاب ہے(مختصر ابن کثیر:422/1)

سوال6:قرآن حکیم کے نور سے مومن کی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

﴿1﴾ قرآن حکیم کی روشنی کو مسلمان اپنے دل،اپنے نقطہ نظر،اپنی اقدار،اپنی پوری زندگی اور اپنے معاشرے کے افراد میں اچھی طرح محسوس کرتا ہے۔﴿2﴾ قرآن کی روشنی سے مومن کی شخصیت روشن ہوتی ہے۔﴿3﴾ وہ شک سے یقین کی طرف آجاتا ہے۔﴿4﴾اس کا راستہ،واضح،سیدھا اور روشن ہو جاتا ہے۔﴿5﴾اس کا مقصد متعین ہو جاتا ہے۔﴿6﴾اس کا نفس اس راستے پر مطمئن ہو جاتا ہے۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ(16)

اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس کو سلامتی کے راستے کی ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضا کے پیچھے چلا،اور وہ اپنے حکم سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اُنہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور انہیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔(16)

سوال1: یَّهۡدِیۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ ''اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس کو سلامتی کے راستے کی ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضا کے پیچھے چلا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ یَّهۡدِیۡ بِهِ اللّٰهُ ''اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دیتا ہے'' اس کتاب یعنی قرآن مجید کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔ ﴿2﴾ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ ''جو اس کی رضا کے پیچھے چلا'' اللہ تعالیٰ ان لوگوں ہدایت عطا کرتا ہے جو اس کی رضا کے لیے سلامتی کے راستے تلاش کرتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں یعنی جو قرآن وسنت کا علم حاصل کر کے ان کی پیروی کرتے ہیں۔ ﴿3﴾ سُبُلَ السَّلٰمِ سلامتی کے راستے جو عذاب سے بچا کر سلامتی کے گھر تک پہنچا دیتے ہیں۔ ﴿4﴾ سلامتی کے راستے سے مراد سعادت اور کمال کے راستے ہیں۔(ایسر التفاسیر:333) سُبُلَ السَّلٰمِ پوری سلامتی، مادی وروحانی، ہر حیثیت سے مکمل جنت ہی میں جا کر نصیب ہوسکتی ہے، اس کے راستے یعنی جنت میں جانے کے طریقے صحیح عقائد اور صحیح اعمال ہیں۔ (تفسیر سعدی:669/1) ﴿5﴾ سلامتی کے راستوں سے مراد حق کا علم اور اس پر عمل کرنا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور محمد ﷺ کی سنت کا علم ہے جس کا ذریعہ حدیث نبوی ﷺ ہے۔

سوال2: اسلام سلامتی کا راستہ ہے، وضاحت کریں؟

جواب: اسلام ایک فرد کے لئے جو طریقہ زندگی دیتا ہے وہ سلامتی کا راستہ ہے۔ اس میں ضمیر کی، عقل کی، گھر، خاندان، معاشرے اور پوری انسانیت کی سلامتی ہے حقیقتاً اسلام کے ساتھ ہی زندگی کی سلامتی ہے۔ اسلام ہی انسانیت کے لئے سلامتی کا ضامن ہے۔

سوال3: اللہ تعالیٰ دین کی طرف کس کی رہنمائی کرتے ہیں؟

جواب: جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی یعنی اسلام میں ہی سلامتی کے راستے ہیں۔

سوال4: وَیُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ ''اور وہ اپنے حکم سے اُنہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ انہیں اندھیروں سے یعنی کفر، شرک، شک، بدعات، جہالت، معصیت، غفلت، خواہش پرستی اور گناہوں کے اندھیروں سے نکالتا ہے۔ اِلَی النُّوۡرِ روشنی کی طرف یعنی صحیح ایمان اور صحیح عبادت کی طرف۔ ﴿2﴾ ایمان، سنت، اطاعت، علم اور ذکر الٰہی کی روشنی۔ یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی مشیت سے راہ ہدایت ہیں۔(تفسیر سعدی:669/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال5: وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ''انہیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ ایسے راستے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے جو دین کے صحیح مقاصد تک پہنچا دیتا ہے اور دنیا و آخرت کی بھلائیوں تک پہنچاتا ہے۔(تفسیر منیر:484/3)﴿2﴾اس کے ساتھ وہ گمراہ نہیں ہوتے اور نہ کبھی بد بخت ہوتے ہیں وہ دین حق اسلام ہے جس کے بغیر کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا جسے اس دین کی ہدایت نہیں ملتی اس کے لیے اسے چھوڑنے پر کوئی سعادت اور کمال نہیں۔(ایسر التفاسیر:333)﴿3﴾سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو اس آگ سے دور ہٹاتا رہے۔میں بھی تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ پکڑ کر تمہیں جہنم کی آگ سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے چھوٹے جاتے (اور نارِ جہنم میں گرتے جاتے) ہو۔(صحیح مسلم:5958)

سوال6:اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا معاملہ کرتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے لیے کام کرنے والوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ انہیں سلامتی کے راستے دکھاتا ہے۔

سوال7:اہل کتاب نے اپنے دین میں کس قسم کی غلطیاں کیں؟

جواب:دو قسم کی غلطیاں کیں﴿1﴾کچھ تعلیمات کو تاویل اور تحریف سے دین سے خارج کر دیا۔مثلاً کتاب میں تبدیلی کر کے انہوں نے یہ گھڑ لیا کہ اب انہیں نجات کے لیے کسی اور پیغمبر کی ماننے کی ضرورت نہیں۔﴿2﴾دین کے نام پر اپنے اوپر ایسی پابندیاں لگائیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نہیں ڈالی تھیں مثلاً قربانی کی ادائیگی کے جزوی مسائل جو انبیاء نے نہیں بتائے تھے ان کے علماء نے خود سے گھڑ لیے تھا۔

سوال8:مسلمان اپنے دین میں کون سی بنیادی غلطیاں کر رہے ہیں؟

جواب:﴿1﴾آخرت کی نجات کے لیے قرآن وسنت سے راہ نمائی لینا اپنی نجات کے لیے ضروری خیال نہیں کرتا۔یہی وجہ ہے کہ عوام الناس قرآن وسنت کا علم حاصل نہیں کرتے۔﴿2﴾دین کے نام پر خود ساختہ پابندیاں مثلاً جمعرات کے کھانے، مرگ کے موقع پر سوئم چہلم کے کھانے،جمعراتیں،ساس سسر کی وفات پر سسرال والوں کے سوٹ،بیٹی کے لیے خصوصی رقم لے جانا،کونڈے،شب برات کے حلوے بانٹنا اور عید میلاد النبی ﷺ وغیرہ۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یَشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (17)

بلاشبہ یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ یقیناً مسیح ابنِ مریم ہی اللہ تعالیٰ ہے، آپ کہہ دو پھر کون اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہے اگر وہ مسیح ابنِ مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو بھی زمین میں ہیں سب کو ہلاک کر دے، آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔(17)

سوال1: لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ ’’بلاشبہ یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ یقیناً مسیح ابنِ مریم ہی اللہ تعالیٰ ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے کفر کی خبر دی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی مسیح ابن مریم علیہ السلام کو الٰہ بنالیا حالانکہ وہ اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے۔اس کائنات کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے، وہی ہر چیز کا مالک ہے، وہی قادر ہے، وہی تصرف رکھتا ہے، ہر چیز پر وہی غالب ہے۔﴿2﴾ عیسائیوں سے پہلے یہ بات کسی نے نہیں کہی۔

سوال2: نصاریٰ کو الوہیت مسیح علیہ السلام کا شبہ کیوں ہوا؟

جواب: نصاریٰ کے شبہ کا سبب یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام بغیر والد کے پیدا ہوئے۔حالانکہ سیدہ حوا علیہا السلام کو بغیر ماں کے اور سیدنا آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا گیا اس لحاظ سے تو وہ الوہیت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔کیا انہوں نے سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدہ حوا علیہا السلام کی الوہیت کا بھی دعویٰ کیا ہے؟ یہ دلیل ہے کہ الوہیت مسیح کا دعویٰ بے دلیل ہے اور محض خواہش نفس کی بنیاد پر ہے۔

سوال3: عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدہ مریم علیہا السلام کو خدا کیسے بنالیا؟

جواب: ﴿1﴾ عیسائیوں کے اندر اچانک الوہیت مسیح کا عقیدہ پیدا نہیں ہوا، آہستہ آہستہ عیسائیوں کی مذہبی مجالس نے ان کو دین میں داخل کیا۔﴿2﴾ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے بعد بھی کچھ عرصہ ان کے شاگردوں اور پیروکاروں میں عقیدہ توحید رائج رہا۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حالات کے بارے میں جو اناجیل لکھی گئیں ان میں سے ایک اہم انجیل برناباس ہے جو یہ بتاتی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔﴿3﴾ اس کے بعد ان کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے تھے مگر مخلوق نہ تھے۔﴿4﴾ ان اختلافات کو ختم کرنے کے لئے 325ء میں نیقیا کے مقام پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں 48 ہزار مذہبی لیڈر شامل ہوئے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس مجلس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کو تسلیم کرلیا گیا۔﴿5﴾اس کے بعد روح القدس کے بارے میں اختلافات شروع ہوئے کہ وہ بھی اِلٰہ تھے۔قسطنطنیہ کی پہلی مجلس 381ء میں منعقد ہوئی تا کہ اختلافات کو ختم کردے اس مجلس میں اسکندریہ اسقف کے مقابلہ پر تھا اور یہ ثابت کیا کہ روح القدس الٰہ کے سوا کچھ نہیں۔اس مجلس میں باپ، بیٹے اور روح القدس کی تثلیث قائم ہوگئی۔﴿6﴾اس کے بعد ان کے درمیان یہ اختلافات ہوئے پھر افسوس! شہر میں 413ء میں ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں سیدنا مریم علیہا السلام کو اِلٰہ کی والدہ کا درجہ دیا گیا موجودہ مسیحیت کا بانی پال ہے۔اس غلط عقیدے کی وجہ سے فسادات ہوئے، عداوتیں ہوئیں اور فرقے وجود میں آئے جو ابھی تک موجود ہیں۔

سوال4:اہل کتاب کو قرآن حکیم صحیح عقیدے کی تلقین کیسے کرتا ہے؟

جواب:﴿1﴾وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں اللہ مسیح ابن مریم علیہ السلام ہیں۔﴿2﴾وہ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تینوں کا ایک ہے۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ کی قوت ہے وہ مسیح ابن مریم اور اس کی ماں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ اسے اس کے ارادے سے باز رکھ سکے؟﴿4﴾اللہ تعالیٰ کی مشیت بے قید ہے کوئی اس کے حکم کو رد نہیں کرسکتا۔﴿5﴾اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔﴿6﴾اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے۔﴿7﴾الوہیت اور حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

سوال5:قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا'' آپ کہہ دو پھر کون اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہے اگر وہ مسیح ابنِ مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو بھی زمین میں ہیں سب کو ہلاک کردے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور ان کی والدہ کی الوہیت کو باطل قرار دینے کے لیے پہلی دلیل یہ دی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام اور ان کی والدہ کو ہلاک کرنا چاہے تو وہ اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانے اور چھڑانے کے لیے کچھ نہیں کرسکتے۔

سوال6: وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا'' آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا مالک ہے، بادشاہ ہے۔وہ جیسے چاہتا ہے ان میں تصرف کرتا ہے۔کیا مملوک اور مالک دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ کیا محتاج بندہ اِلٰہ ہوسکتا ہے؟ یہ الوہیتِ مسیح کے باطل ہونے کی دوسری دلیل ہے۔

سوال7:اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی مکمل ملکیت کا شعور کیوں دلایا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے اپنی ملکیت کا شعور اس لئے دلایا ہے تا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے باطل عقیدے کو رد کیا جاسکے۔

سوال8:کیا تمام عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے قائل ہیں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: پہلے تو صرف فرقہ یعقوبیہ کا یہ عقیدہ تھا۔اب تقریباً تمام عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے کسی نہ کسی اعتبار سے قائل ہو چکے ہیں۔

سوال9:اللہ تعالیٰ نے الوہیت مسیح کے رد کے لیے اپنی کون سی صفات بیان کی ہیں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے الوہیت مسیح کے رد کے لئے اپنی صفت ملکیت،اپنی تخلیق اور اپنی قدرت کا شعور دلایا ہے۔

سوال10:یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ’’وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ خالق ہے جو چاہے پیدا کرسکتا ہے چاہے تو ماں باپ کے ذریعے چاہے تو بن ماں کے یا بن باپ کے۔ کیا خالق اور مخلوق دونوں الوہیت میں برابر ہوسکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا خالق ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا مخلوق ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ ان دونوں کی الوہیت کا دعوٰی باطل ہے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کسی چیز کو ایجاد کرنے پر بھی اور اسے ختم کرنے پر بھی اس کے سامنے مخلوق کو دم مارنے کی مجال نہیں۔عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ بھی اللہ تعالیٰ کے تصرف اور اختیار میں ہیں پھر وہ الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں۔﴿3﴾بندگی صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی جو پیدائش اور موت پر قادر ہے جو پیدائش اور موت پر قادر نہیں وہ بندگی کروانے کا حق نہیں رکھتا۔

وَ قَالَتِ الۡیَہُوۡدُ وَ النَّصٰرٰی نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰہِ وَ اَحِبَّآؤُہٗ ؕ قُلۡ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمۡ بِذُنُوۡبِکُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ مِّمَّنۡ خَلَقَ ؕ یَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا ۫ وَ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ(18)

اور یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں،آپ کہہ دیں پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ بلکہ تم بھی انسان ہو ان میں سے جو اس نے پیدا کیے،وہ (اللہ) جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور ان کے درمیان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے(18)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعمان بن قصی،بحر بن عمر اور شاس بن عدی آئے،سب نے آپ سے گفتگو کی اور آپ نے ان سے گفتگو کی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور اس کے عذاب سے ڈرایا۔تو وہ کہنے لگے ہم نہیں ڈرتے اور نصاریٰ کی طرح کرنے لگے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم!ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

محبوب ہیں،تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی یہود اور نصاریٰ دعوے کرتے ہیں الخ۔(تفسیر ابن عباس:336/1)

سوال2:وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ'' اور یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یہودیوں کی لغت میں بیٹے سے مراد محبوب ہے وہ اس سے حقیقی بیٹا ہونا مراد نہیں لیتے۔(تفسیر سعدی:670/1)

﴿2﴾ یہودی اللہ تعالیٰ کے انعامات اور نصرت کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ ہم اس کے محبوب ہیں۔﴿3﴾ اللہ تعالیٰ اسی کو محبوب بناتا ہے جو اس کی مرضی پوری کرتا ہے۔

سوال3:بنی اسرائیل اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا محبوب کیسے سمجھتے تھے؟

جواب:بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی خاص نعمتوں کی وجہ سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا محبوب سمجھتے تھے مثلاً مخالفین کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت،زمین پر اقتدار،مغفرت اور جنت کا وعدہ وغیرہ۔

سوال4:کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کب ہوتی ہیں؟

جواب:اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس قوم پر ہوتی ہیں جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتی ہے اس کے اعمال کا بدلہ ان نعمتوں کی صورت میں ملتا ہے۔

سوال5:اللہ تعالیٰ کا محبوب ہونے کی غلط فہمی کیسے پیدا ہوتی ہے؟

جواب:جو نعمتیں عمل کی وجہ سے ملتی ہیں بعد میں آنے والے نسلی تعلق کی وجہ سے اپنے آپ کو ان کا مستحق سمجھ لیتے ہیں۔

سوال6:اللہ تعالیٰ نے اس غلط فہمی سے کیسے نکالا ہے؟

جواب:﴿1﴾ اگر اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو تو وہ تمہیں تمہارے گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے؟﴿2﴾ حقیقت میں تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے اور انسان اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں۔﴿3﴾ وہ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے۔﴿4﴾ مالک اور غلام میں فرق ہے وہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔﴿5﴾ تمام لوگ مالک کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

سوال7:قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ'' آپ کہہ دیں پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے تو وہ تمہیں عذاب نہ دیتا۔حسن نے کہا:نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو کبھی عذاب نہیں دیتا لیکن اسے دنیا میں ہی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے(الدر المنثور:476/2)﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کو ان کے گناہوں پر عذاب دیا۔ان میں سے کچھ کی صورتیں مسخ کر دیں،کچھ کو بندر اور سور بنا دیا اصحاب السبت اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اصحاب المائدہ میں سے۔(تفسیر الوسیط:170/1)﴿3﴾ کہیں باپ اپنے بیٹے کو،اور کوئی محبّ اپنے حبیب کو عذاب دیتا ہے؟ (تیسیر الرحمٰن:336/1)

سوال8:عذاب اور مغفرت کا فیصلہ کیسے ہوگا؟

جواب:عذاب اور مغفرت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق ہوگا کہ اہل ایمان کے لئے مغفرت اور اہل کفر اور فاسقوں کے لیے عذاب ہے۔

سوال9:بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ'' بلکہ تم بھی انسان ہو ان میں سے جو اس نے پیدا کیے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:یعنی تم بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک ہو جس پر اس کے احکامات نافذ ہوتے ہیں۔پھر تمہیں دوسروں پر فوقیت کیسے ہوسکتی ہے۔

سوال10:یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ'' وہ (اللہ) جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' وہ (اللہ) جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے''﴿1﴾ یعنی جب وہ مغفرت یا عذاب کے اسباب لے کر اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان اسباب کے مطابق ان کو بخش دیتا ہے یا عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔(تفسیر سعدی:671/1)﴿2﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے ڈال دیا اس کا نسب اس کو آگے نہیں بڑھا سکے گا۔(مسلم:6853) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار لگائی۔فرمایا:اے جماعتِ قریش!اپنی اپنی جانوں کو(نیک اعمال کے بدلے)مول لے لو(بچالو)میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔اے بنی عبد مناف!میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔اے عباس ابنِ مطلب!میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔اے صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی!میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا!تم چاہے میرا مال مانگ لو لیکن میں تمہیں اللہ تعالیٰ (کی گرفت) سے (بچانے کا) کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔''(صحیح بخاری:2753,4771)

سوال11:وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا'' آسمانوں کی اور زمین کی اور ان کے درمیان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کی ہے۔وہ مالک ہے اور سب اس کے مملوک ہیں اور یہودی بھی ان میں ہی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

شامل ہیں پھران کی کیا فضیلت ہے جس کی وجہ سے وہ انہیں ان کے گناہوں کی سزا نہیں دے گا۔

سوال12:وَاِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ''اوراسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اسی کی طرف سب نے لوٹ کر جانا ہے جہاں وہ انصاف سے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا کیونکہ وہ عادل ہے، ظلم نہیں کرتا۔

یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ قَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمۡ عَلٰی فَتۡرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا جَآءَنَا مِنۡۢ بَشِیۡرٍ وَّ لَا نَذِیۡرٍ ۟ فَقَدۡ جَآءَکُمۡ بَشِیۡرٌ وَّ نَذِیۡرٌ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (19)

اے اہلِ کتاب! یقیناً رسولوں کے ایک وقفے کے بعد تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے جو تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس نہ کوئی خوش خبری دینے والا آیا اور نہ کوئی ڈرانے والا، تو یقیناً تمہارے پاس خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔(19)

سوال1:یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ قَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمۡ ''اے اہلِ کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے جو تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے '' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو اہل کتاب کے نام سے پکارا ہے یہ ان کے لیے اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب سے نوازا۔اسی وجہ سے انہیں دعوت دی ہے کہ وہ نبی ﷺ پر ایمان لے آئیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بھیج کر احسان کیا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور ایمان لے آؤ۔

سوال2:فَتۡرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ ''رسولوں کے ایک وقفے کے بعد'' سے مراد کون سا وقفہ ہے؟

جواب:﴿1﴾ فترہ سے مراد وہ زمانہ ہے جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور نبی ﷺ کے درمیان تھا یعنی تقریباً 570 یا 600 سال کا فاصلہ۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے طویل عرصے تک رسول مبعوث نہیں کیا جب کہ ان کی شدید ضرورت تھی۔اسی بنا پر دعوت دی گئی ہے کہ ایمان لے آؤ۔

سوال3:اللہ تعالیٰ نے رسول کو کیوں بھیجا؟

جواب:رسول کو یاد دہانی کے لیے بھیجا گیا ہے تا کہ تم یہ حجت نہ پیش کر سکو کہ ہمیں کوئی بشارت، کوئی ڈراوا نہیں پہنچا ہم نے بھول کے بے راہ روی اختیار کی۔

سوال4:اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا جَآءَنَا مِنۡۢ بَشِیۡرٍ وَّ لَا نَذِیۡرٍ ''کہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس نہ کوئی خوش خبری دینے والا آیا اور نہ کوئی ڈرانے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

والا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر حجت پوری کردی ہے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس کوئی خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں بھیجا۔

سوال5:فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ'' تو یقیناً تمہارے پاس خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے نبی کی آمد پر واضح کیا ہے کہ اب بشیر ونذیر آ گیا ہے جو تمہیں دنیا وآخرت کے ثواب کی خوش خبری دیتا ہے ایسے اعمال سے آگاہ کرتا ہے جن سے ثواب ملے،ان اعمال کو انجام دینے والوں کی صفات بیان کرتا ہے،دنیا وآخرت کے عذاب سے اور ان اعمال سے ڈراتا ہے جو برے اعمال کا باعث بنیں اور ان اعمال کا ارتکاب کرنے والوں کی صفات سے واقف کرواتا ہے۔

سوال6:وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی وجہ سے ہر ایک چیز نے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔کوئی اس کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔اس نے اپنی قدرت سے رسول بھیجے،کتابیں بھیجیں جو رسول کی اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ثواب دیتا ہے اور جو رسول کی نافرمانی کرتا ہے اسے عذاب دیتا ہے۔

سوال7:اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے قدیر ہونے کا مطلب کیا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اس لئے اس نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیج دیا اب اگر تم نے ان کی ہدایت کو قبول نہ کیا تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے۔

سوال8:اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت'' قدیر'' کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر وحی بھیجنے سے اپنے قدیر ہونے کا شعور دلایا ہے۔

رکوع نمبر8

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ(20)

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم!اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب اُس نے تم میں سے انبیاء بنائے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اورتمہیں بادشاہ بنایااوراس نے تمہیں وہ کچھ دیاجو جہانوں میں کسی کونہیں دیاتھا۔(20)

سوال1:وَاِذْقَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْانِعْمَۃَاللّٰہِ عَلَیْکُمْ ''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہااے میری قوم!اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس واپس جانے کے لیے موسیٰ علیہ السلام پر جہادفرض کیاتو موسیٰ علیہ السلام نے انہیں نصیحت کی تاکہ وہ جہاد پر قائم رہیں۔﴿2﴾اذْکُرُوْانِعْمَۃَاللّٰہِ عَلَیْکُمْ اللہ تعالیٰ کے انعامات کواپنی زبان اوراپنے دل سے یادکرو۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ کے ذکر کابڑافائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہوجاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس کی عبادت میں خوشی نصیب ہوتی ہے۔

سوال2:اس رکوع میں بنی اسرائیل کی تاریخ کا تذکرہ کیاگیااس میں کیاحکمت ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ اپنے پیغام کولوگوں تک پہنچانے کے لئے کسی گروہ کاانتخاب کرلیتاہے،قدیم دورمیں یہ اعزازبنی اسرائیل کوحاصل تھااسی لئے ان کی تاریخ کا تذکرہ کیاگیا۔اس تذکرے میں حکمت کے کئی پہلوہیں۔حکمت کا پہلاپہلو:بنی اسرائیل کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ وہ ہمیشہ حق کے دشمن رہے اوراللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ وہ پوری اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کے دشمن رہیں گے لہذاان کی تاریخ کوکھول کرمسلمانوں کے سامنے رکھ دیاتاکہ مسلمانوں کے خلاف جو طریقے،جوذرائع یہ اختیارکریں مسلمان ان سے آگاہ ہوکر،ان اثرات سے بچ سکیں۔حکمت کادوسراپہلو:ایک حکمت یہ بھی تھی کہ بنی اسرائیل کے دینی تجربات سے امت مسلمہ کوواقف کروایاجائے تاکہ مسلمان جان لیں کہ دین پر چلتے ہوئے ٹھوکر کہاں لگتی ہے؟اس کانتیجہ کیانکلتاہے؟بعدمیں آنے والوں پراس کے اثرات کیامرتب ہوتے ہیں؟شیطان کہاں سے حملہ کرتا ہے؟دین میں تبدیلی کہاں سے شروع ہوتی ہے؟بے خوفی اورسنگ دلی کے رویئے کیسے پیداہوتے ہیں؟مقصدیہ ہے کہ بنی اسرائیل کے تجربات سے مسلمان سبق لیں۔حکمت کا تیسراپہلو:اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قومیں جب طویل مذہبی زندگی گزارلیتی ہیں توسنگ دل ہوجاتی ہیں اورآنے والی نسلیں ہدایت کے راستے سے ہٹ جاتی ہیں اورمسلمانوں کی تاریخ قیامت تک طویل چلنی ہے۔اندیشہ یہ تھا کہ ایسے حالات آئیں گے جس میں امت گمراہ ہوجائے گی لہٰذاآنے والے وقتوں میں مسلمان مصلحین کو یہ معلوم ہوجائے کہ جب لوگ ہدایت کے راستے سے دورنکل جائیں،غافل اورسنگ دل ہوجائیں توانہیں حق کی دعوت کیسے دی جائے؟اورخودکومایوسی سے کیسے نکالاجائے؟

سوال3:اِذْجَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا ''جب اُس نے تم میں سے انبیاء بنائے اورتمہیں بادشاہ بنایا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اِذْجَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ ''جب اُس نے تم میں سے انبیاء بنائے''ان انبیاء میں سے موسیٰ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام وغیرہ ہیں جو تمہیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت کی طرف بلاتے ہیں اور ہلاکت سے ڈراتے ہیں۔ تمہیں ہمیشہ کی سعادت کی طرف بلاتے ہیں اور تمہیں ایسی باتیں سکھاتے ہیں جن کو تم نہیں جانتے تھے۔﴿2﴾ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ''اور تمہیں بادشاہ بنایا'' تم اپنے معاملات کے خود مالک تھے۔اللہ تعالیٰ نے تمہیں دشمن کی غلامی سے نجات دلائی اور تم اپنے معاملات کے خود مالک بن گئے اور تمہارے لیے اپنے دین پر قائم رہنا ممکن ہو گیا۔(تفسیر سعدی:673/1)

سوال4: وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ''اور اس نے تمہیں وہ کچھ دیا جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا تھا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اور تمہیں دینی اور دنیاوی نعمتیں عطا کیں۔﴿2﴾ اور اس نے تمہیں وہ کچھ دیا جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا تھا اس سے اشارہ کیا گیا ہے ان معجزات کی طرف جو بنی اسرائیل کو عطا کئے گئے تھے جیسے من وسلویٰ کا نازل کرنا، بادلوں کا سایہ اور فرعون سے نجات کے لئے دریا سے راستہ بنانا۔اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کی وجہ سے یہ قوم اپنے دور میں بڑی فضیلت کے مقام پر تھی۔﴿3﴾ اب یہ فضیلت اُمت مسلمہ کو حاصل ہے۔رب العزت نے فرمایا: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے،تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو ضرور ان کے لیے بہتر ہوتا،ان میں سے کچھ مومن ہیں اور ان کے اکثر نافرمان ہیں۔(آل عمران:110) تم بہترین اُمت ہو جسے نسل انسانی کے لئے بنایا گیا ہے اور اُس کا مقصد وجود بھی واضح کر دیا گیا کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔اسی کام کے ساتھ خیر اُمت یعنی بہترین امت ہونے کا اعزاز برقرار رکھا جا سکتا ہے۔

سوال5: بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمت سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے ان میں انبیاء بھیجے۔سیدنا یعقوب علیہ السلام کے آباء واجداد میں سیدنا اسحاق علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور اولادیں، سیدنا ہود علیہ السلام، سیدنا شعیب علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک جلیل القدر انبیاء آئے۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے ان میں بادشاہ بھیجے مثلاً سیدنا یوسف علیہ السلام اس دور کی تہذیب یافتہ دنیا کے سب سے بڑے بادشاہ تھے۔مصر میں ان کو بڑا اقتدار نصیب ہوا پھر سیدنا داؤد علیہ السلام اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کا تعلق بھی بنی اسرائیل سے تھا۔﴿3﴾ اللہ تعالیٰ نے ان میں کتابیں بھیجیں۔ تورات، زبور، انجیل (تینوں کتابیں) اور متعدد صحیفے ان ہی میں آئے۔

سوال6: نبوت اور بادشاہت (فرمانروائی) اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔دونوں میں کیا فرق ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾ نبوت خصوصی مرتبہ ہے اس میں دوسرے شریک نہیں ہوسکتے اسی لئے فرمایا اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْۢبِیَآءَ تم میں نبی پیدا کئے۔﴿2﴾ بادشاہت اجتماعی عہدہ ہے جس میں بادشاہ کے ساتھ اس کی قوم بھی شامل ہوتی ہے۔اسی لئے فرمایا: وَّجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا تمہیں بادشاہ بنایا۔

سوال7: وَّاٰتٰىکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ''اوراس نے تمہیں وہ کچھ دیا جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا تھا'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد بنی اسرائیل کا منصب امامت پر فائز ہونا تھا۔امت مسلمہ سے پہلے بنی اسرائیل اس ذمہ داری پر مامور تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو ساری دنیا تک پہنچائیں گے۔شہادت حق کا فریضہ فقط بنی اسرائیل کی ذمہ داری تھی اس آیت میں اسی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔

یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ(21)

اے میری قوم!اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور اپنی پیٹھوں پر نہ پھر جاؤ ورنہ تم خسارہ اٹھانے والے ہو کر پلٹو گے۔(21)

سوال1: یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ ''اے میری قوم!اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد کنعان اور فلسطین کا علاقہ ہے۔

سوال2: اس علاقے کو مقدس کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: یہ وہ علاقہ ہے جہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا اسحاق علیہ السلام اور سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت کا آغاز کیا تھا، چونکہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی، اللہ تعالیٰ کی توحید کی پہلی پکار اس سرزمین سے اٹھی تھی اسی لئے اسے مقدس سرزمین کہا گیا۔

سوال3: الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ ''جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے سرزمین فلسطین لکھ دی ہے کہ اسے جا کر فتح کر لیں اور دشمنوں پر فتح حاصل کر لیں۔

سوال4: اللہ تعالیٰ نے ارض مقدس بنی اسرائیل کے نام لکھنے سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾ ارض مقدس لکھنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا فتح اور اپنی طرف سے نصرت یعنی مدد کا وعدہ ہے۔﴿2﴾ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے جہاد کرنے کی صورت میں کر رکھا تھا۔

سوال5: ارض مقدس کو فتح کرنے کا حکم کس دور کا ہے؟

جواب: یہ حکم اس دور کا ہے جب بنی اسرائیل مصر سے نکلنے کے بعد ساری منزلیں طے کرتے ہوئے دشتِ فاران میں پہنچے۔یہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بیابان جزیرہ نمائے سینا میں عرب کی شمالی اور فلسطین کی جنوبی سرحد سے متصل ہے۔

سوال6:وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ'' اور اپنی پیٹھوں پر نہ پھر جاؤ'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:اس سے مراد ہے کہ جہاد سے منہ مت پھیرو۔

سوال7:فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ'' ورنہ تم خسارہ اٹھانے والے ہوکر پلٹو گے'' اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کیا سمجھایا وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یعنی اپنے دشمن پر فتح نہ پانے کی وجہ سے تم خسارے میں رہو گے اور آخرت میں نافرمانی کی وجہ سے ثواب سے محروم ہوکر خسارے میں رہو گے۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے ایک پستیوں میں گری ہوئی شکست خوردہ ذہنیت رکھنے والی قوم کو ابھارا ہے۔بزدلی اور کم حوصلگی کے برے انجام سے آگاہ کیا ہے کہ اگر پیچھے قدم ہٹایا تو نامراد ہوکر رہ جاؤ گے۔پیچھے مصر کی غلامی ہے اور آگے قدم نہ بڑھایا تو صحرا میں مرکر فنا ہو جاؤ گے۔

سوال8:بنی اسرائیل نے جہاد کرنے سے انکار کیوں کیا؟

جواب:﴿1﴾بنی اسرائیل عمالقہ کی بہادری سے مرعوب ہوکر ہمت ہار بیٹھے تھے۔﴿2﴾بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی مدد کے وعدے پر یقین نہ کیا۔اس لئے جہاد کرنے سے انکار کر دیا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ(22)

انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ! بلاشبہ اس میں ایک جابر قوم ہے اور بلاشبہ ہم اس میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائیں چنانچہ اگر وہ خود وہاں سے نکل جائیں تو یقیناً ہم داخل ہونے والے ہیں۔(22)

سوال1:قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ'' انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ! بلاشبہ اس میں ایک جابر قوم ہے'' جبار قوم سے کیا مراد ہے؟

جواب:اس سے مراد عمالقہ ہیں۔جبار کے معنی قدآور،زورآور،تگڑے اور طاقت ور کے ہیں عربی میں جبار کھجور کے ان درختوں کو بھی کہتے ہیں جو بہت اونچے ہوں(تدبر)

سوال2:اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ'' بلاشبہ اس میں ایک جابر قوم ہے'' یہودیوں نے'' جبار قوم'' کی موجودگی پر واویلا کیوں کیا؟

جواب:﴿1﴾موسیٰ علیہ السلام نے بارہ سردارانِ بنی اسرائیل کو فلسطین کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا انہوں نے ملک کے باشندوں کے بارے میں جب یہ بتایا کہ وہ زورآور ہیں تو زرخیز اور شاداب علاقے کے بارے میں ان کے حوصلے ٹوٹ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

گئے اور وہ واپس مصر جانے کی سوچنے لگے۔﴿2﴾ بنی اسرائیل اس بات کو بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ملک فلسطین کی میراث دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔﴿3﴾ یہودی ایسی سستی اور آرام دہ فتح چاہتے تھے جس کے لئے انہیں کوئی کوشش نہ کرنی پڑے۔

سوال3:وَاِنَّالَنۡ نَّدۡخُلَهَاحَتّٰى يَخۡرُجُوۡامِنۡهَا'' اور بلاشبہ ہم اس میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ان کا یہ قول ان کی بزدلی اور قلت یقین پر دلالت کرتا ہے ورنہ اگر وہ عقل مند ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ وہ بھی سب کے سب آدم کی اولاد ہیں اور طاقتور وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی اعانت سے نواز دے، کیونکہ اللہ کی اعانت وتوفیق کے بغیر کسی کے پاس کوئی قوت واختیار نہیں، نیز انہیں یہ بھی معلوم ہوتا کہ ان کو ضرور فتح ونصرت سے نوازا جائے گا، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے ساتھ فتح ونصرت کا خاص وعدہ کر رکھا ہے۔(تفسیر سعدی:674/1)﴿2﴾ان کی اس ذہنی شکست کی وجہ یہ تھی کہ ان کے دس نقیبوں نے عمالقہ کے بارے میں اپنے قبائل کو ڈرایا تھا۔(تیسیر الرحمٰن:338/1)

سوال4:فَاِنۡ يَّخۡرُجُوۡامِنۡهَافَاِنَّادٰخِلُوۡنَ'' چنانچہ اگر وہ خود وہاں سے نکل جائیں تو یقیناً ہم داخل ہونے والے ہیں'' جبار قوم سے متاثر ہوکر یہود کا جواب کیا تھا؟

جواب:﴿1﴾ ہم اس شہر میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ وہاں سے نہ نکل جائیں۔﴿2﴾ پھر اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں داخل ہوں گے۔

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمَا ادۡخُلُوۡا عَلَيۡهِمُ الۡبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلۡتُمُوۡهُ فَاِنَّكُمۡ غٰلِبُوۡنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ(23)

ان لوگوں میں سے دو آدمیوں نے کہا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تھا ان پر دروازے سے داخل ہو جاؤ پھر جب تم اس سے داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تم ہی غالب ہونے والے ہو اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرو، اگر تم مومن ہو۔(23)

سوال1:قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ'' ان لوگوں میں سے دو آدمیوں نے کہا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' ان لوگوں میں سے دو آدمیوں نے کہا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے'' یعنی جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے انہوں نے اپنی قوم کا دل بڑھاتے ہوئے ان کو دشمن کے خلاف جنگ کرنے اور ان کے علاقوں میں اترنے پر آمادہ کرنے کے لیے کہا۔(تفسیر سعدی:674/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2: وہ دولوگ کون تھے جنہوں نے بنی اسرائیل کی ہمت بندھانے کی کوشش کی؟

جواب: تورات کے مطابق تفتیشی مہم کے دوارکان یوشع اور کالب تھے۔(جامع البیان:190/6)

سوال3: اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمَا ''جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تھا'' یہاں پر اللہ تعالیٰ کی نعمت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ﴿1﴾ اسلام یا یقین اور اصلاح۔(تفسیر قرطبی:69/3) ﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے انہیں سچا ایمان عطا کیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خوف عطا کیا تھا۔انہیں صبر اور یقین کی نعمت عطا کی تھی اور کلمہ حق کہنے کی جرأت عطا کی تھی۔

سوال4: اللہ تعالیٰ پر بھروسے اور خداخوفی کی قدر و قیمت کیا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ پر بھروسے اور خداخوفی کی وجہ سے جرأت پیدا ہوتی ہے۔انسانی دنیا کے جباروں کی جباری متاثر نہیں کرتی۔خطروں کے مقابلے میں شجاعت پیدا ہوتی ہے۔

سوال5: بنی اسرائیل کے دومومنوں نے اپنے ساتھیوں کی ہمت بندھائی۔اُن کے اندر یہ ہمت کہاں سے آئی تھی؟

جواب: دونوں مومنوں کو ایمان اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کے وعدے پر یقین کی وجہ سے خود ہمت ملی تھی۔اسی وجہ سے انہوں نے دوسروں کی ہمت بندھائی۔

سوال6: سیدنا یوشع اور کالب کے مثالی کردار سے کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے والوں کے لئے ان دومثالی کرداروں سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب سب سوجائیں تو جاگنے والے کیسے جاگتے ہیں اور جب سب مرجاتے ہیں تو زندہ رہنے والے کیسے زندہ رہتے ہیں؟

سوال7: اُدْخُلُوْا عَلَیْہِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْہُ فَاِنَّکُمْ غٰلِبُوْنَ ''ان پر دروازے سے داخل ہوجاؤ پھر جب تم اس سے داخل ہوجاؤ گے تو یقیناً تم ہی غالب ہونے والے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں نے کہا کہ جب تم پختہ ارادہ کرلوگے اور شہر کے دروازے میں داخل ہوجاؤ گے تو وہ شکست کھاجائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں غلبہ اور فتح نصیب کرے گا۔

سوال8: دلوں کی دنیا اور جنگ کے میدان کا اصول کیا ہے؟

جواب: ﴿1﴾ اقدام کرو۔﴿2﴾ گھس جاؤ جب کسی قوم کے گھر کے اندر دشمن پہنچ جائے تو اس کے حوصلے ٹوٹ جاتے ہیں اور حملہ آور کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں۔﴿3﴾ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جو کہ سب سے بڑا اصول اور سب سے بڑی تیاری ہے۔

سوال9: دین کی نمائندہ قوم سے اللہ تعالیٰ کا کیا مطالبہ ہے؟

جواب: دین کے نمائندوں سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ ہے کہ دنیا میں باعزت ہوں، دنیا میں برتری حاصل کریں تاکہ اس بات کا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

عملی مظاہرہ ہو سکے کہ آخرت میں بھی سرفرازی صرف اہل حق کو ہوگی اور باقی لوگ جیسے دنیا میں مغلوب ہوں گے اہل حق سے آخرت میں بھی مغلوب ہو جائیں گے۔

سوال10: کیا دنیا میں کامیابی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے؟

جواب:﴿1﴾ دنیا کے امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے انسان کو امتحان دینا پڑتا ہے۔﴿2﴾ انسان کو عملی طور پر ثابت کرنا پڑتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنے والا، صبر کرنے والا اور اس کی مرضی پر قائم رہنے والا ہے۔

سوال11: وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ''اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرو اگر تم مومن ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرو اگر تم مومن ہو''﴿1﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔﴿2﴾ یہ آیت توکل کے وجوب پر دلیل ہے۔﴿3﴾ توکل کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہو جاتا ہے۔ارشاد رب العزت ہے: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہی اُس کو کافی ہے۔(الطلاق:3)﴿4﴾ توکل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے معاملے میں آسانی ہوتی ہے اور ایسے موقع پر فتح نصیب ہوتی ہے۔

سوال12: توکل سے کیا مراد ہے؟

جواب: توکل وکالت سے ماخوذ ہے۔کہا یہ جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں کو اپنا وکیل بنایا یعنی اپنا کام اس کے سپرد کیا، اس پر اعتماد کیا۔توکل کے معنی بھروسے کے ہیں۔توکل نام ہے کسی کام کو پورے ارادے، عزم، تدبیر اور کوشش کے ساتھ انجام دینے کا اور یہ یقین رکھنے کا کہ اگر اس کام میں بھلائی ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں ضرور کامیاب کر دے گا۔توکل خدا اعتمادی کا نام ہے۔

سوال13: ایمان اور توکل کے درمیان کیا تعلق ہے؟

جواب:﴿1﴾ رب پر ایمان کا لازمی تقاضا رب پر اعتماد اور توکل ہے۔اسی وجہ سے دونوں مومنوں نے یہ کہا تھا کہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہئے۔﴿2﴾ توکل بندۂ مومن کے ایمان کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے۔(تفسیر سعدی:674/1)

سوال14: توکل کیسے پیدا ہوتا ہے؟

جواب: توکل کے کئی درجات ہیں۔پہلے درجے کا توکل، یعنی اس کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔﴿1﴾ یقین۔i۔اس پر یقین کہ جس ذات پر بھروسہ کر رہا ہوں اس کے سوا کوئی خالق نہیں۔ii۔اس پر یقین کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کے اعتبار سے کامل ہے۔اس کے علم سے بڑھ کر کسی کا علم نہیں۔iii۔اس پر یقین کہ وہ قدرت رکھنے والا ہے۔اس کی قدرت سے زیادہ کسی کی قدرت نہیں۔iv۔اس پر یقین کہ وہ رحمت کرنے والا ہے۔اس سے زیادہ کوئی رحمت کرنے والا نہیں۔اس یقین سے دل اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا اور کسی دوسری ہستی کی طرف توجہ نہ کرے۔﴿2﴾ دوسرے درجے کا توکل یہ ہے کہ انسان اس ہستی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کوتوجہ کا مرکز بنالے جس پر اعتماد ہے جیسے بچہ اپنی ماں کے سوا کسی کونہیں جانتا اسی کے پاس شکایت لے کر جاتا ہے وہ کسی پر اعتماد نہیں کرتا۔اس کے دل میں کسی کے لئے گنجائش نہیں ہوتی۔اس درجے میں انسان سب سے منہ موڑ کر صرف اسی کی طرف رجوع کرتا ہے۔﴿3﴾اپنی رائے،اپنی ہستی کومٹا کر اللہ تعالیٰ پر ایسا اعتماد جیسے میت نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ انسان زندہ ہوتے ہوئے خودکو،اپنے مسائل کو جانتا ہے وہ روتا ہے اللہ تعالیٰ کا دامن تھام لیتا ہے اور میت خودکونہیں جانتی۔یہ مقام انتہائی مشکل سے نصیب ہوتا ہے اور اگر ہو بھی جائے تو انسان اس حالت پر قائم نہیں رہتا۔

سوال15:توکل انسان کو کیا دیتا ہے؟

جواب:اعتماد،یقین،تسکین،اطمینان،بےخوفی اور اُمید۔

سوال16:اللہ تعالیٰ پر توکل نہ کر کے انسان کیا کھو دیتا ہے؟

جواب:اپنا چین،اطمینان،سکون،امید اور صحت۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ(24)

انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ!بے شک ہم اس وقت تک ہرگز اس میں کبھی بھی داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ اس میں رہیں گے سوتم اور تمہارا رب دونوں جا کر لڑو،یقیناً ہم تو یہاں بیٹھنے والے ہیں۔(24)

سوال1:قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ''انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ!بے شک ہم اس وقت تک ہرگز اس میں کبھی بھی داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ اس میں رہیں گے سوتم اور تمہارا رب دونوں جا کر لڑو،یقیناً ہم تو یہاں بیٹھنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم تو اس شہر میں کبھی بھی داخل نہیں ہوں گے۔اس کٹھن صورت حال میں ان کا قول کتنا تکلیف دہ تھا اس بات کی ضرورت تھی کہ وہ اپنے نبی کی مدد کرتے ان کے اس قول سے ان کے اور امت محمدیہ کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے۔﴿2﴾سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر کے موقع پر مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا تھا یارسول اللہ!ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ'' آپ خود اور آپ کے خدا چلے جائیں اور آپ دونوں لڑ بھڑ لیں۔ہم تو یہاں سے ٹلنے کے نہیں۔'' آپ چلئے'ہم آپ کے ساتھ جان دینے کو حاضر ہیں۔رسول اللہ ﷺ کو ان کی اس بات سے خوشی ہوئی۔(صحیح بخاری:4609)﴿3﴾بدر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ!اگر آپ ہمیں سمندر میں بھی کود جانے کا مشورہ دیں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں اگر آپ ہمیں لے کر زمین کے آخری سرے تک بھی پہنچ جائیں تو ہم میں سے کوئی بھی پیچھے نہیں رہے گا اور ہم وہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بات نہیں کہیں گے جو قوم موسیٰ نے ان سے کہی تھی فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ''سو تم اور تمہارا رب دونوں جا کر لڑو، یقیناً ہم تو یہاں بیٹھنے والے ہیں'' ہم بھی آپ کے ساتھ مل کر دشمنوں کے خلاف جنگ کریں گے ہم آپ کے آگے سے ،آپ کے پیچھے سے ،آپ کے دائے اور بائیں سے آپ ﷺ کے دفاع میں جنگ کریں گے۔(سیرت ابن ہشام:227/2)

سوال2: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے پر بنی اسرائیل کی صورتِ حال کیا تھی؟

جواب:﴿1﴾ بنی اسرائیل پر زوال آچکا تھا۔﴿2﴾ ان کی اکثریت اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہیں کرتی تھی۔﴿3﴾ وہ صبر کا ثبوت دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔﴿4﴾ ان کا ایک طبقہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سامنے گستاخی کرنے لگا۔﴿5﴾ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ دنیا کی طاقت ور قوموں کا خوف سمایا ہوا تھا۔

سوال3: جب اللہ تعالیٰ کا نمائندہ گروہ قربانیاں نہ دے تو وہ درحقیقت کیا چاہتا ہے؟

جواب: جب اللہ تعالیٰ کا نمائندہ گروہ اللہ تعالیٰ کے کام کے لئے قربانیاں نہ دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود زمین پر تشریف لے آئیں اپنے دین کا کام خود انجام دیں جیسے بنی اسرائیل نے زبان سے کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ زبان سے نہ کہیں لیکن عملی رویہ یعنی اللہ تعالیٰ کے کاموں سے پیچھے ہٹنے کا رویہ یہی ظاہر کرتا ہے۔

سوال4: بزدل اپنے فرائض کی طرف کیسے بڑھتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ بزدل فرائض ادا کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے لیکن بزدلی دکھا کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔﴿2﴾ وہ فرض چھوڑ دیتا ہے۔﴿3﴾ وہ مقصد کو ہی برا کہنا شروع کر دیتا ہے۔﴿4﴾ وہ اس دعوت کو برا بھلا کہتا ہے جو اس سے اس بات کا مطالبہ کرتی ہے جو وہ کرنا نہیں چاہتا۔(فی ظلال القرآن)

سوال5: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طویل جدوجہد کا کیا انجام ہوا؟

جواب: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے طویل سفر کیا۔ان کی قوم نے قدم قدم پر نافرمانی کی،احکامات سے منہ موڑا، بزدلی،من مانی اور ہٹ دھرمی دکھائی۔ارض مقدس کی فتح سے الٹے پھرے۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا۔

سوال6: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے جہاد کرنے سے انکار کیا۔محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے آپ ﷺ کا کیسے ساتھ دیا۔کوئی مثال دیں؟

جواب: سیدنا قتادہ نے نبی ﷺ سے کہا تھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ ﷺ کو اس طرح نہیں کہیں گے جس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

طرح قوم موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ہم تو آپ ﷺ کے آگے سے، آپ ﷺ کے پیچھے سے، آپ ﷺ کے دائیں سے اور آپ ﷺ کے بائیں سے لڑیں گے۔ (بخاری، کتاب المغازی)

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (25)

اُس نے کہا: ''اے میرے رب! یقیناً میں اپنی ذات اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر اختیار نہیں رکھتا، سو تُو ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان علیحدگی کر دے۔ (25)

سوال1: قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ ''اُس نے کہا: ''اے میرے رب! یقیناً میں اپنی ذات اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر اختیار نہیں رکھتا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دعا میں سیدنا ہارون علیہ السلام کو اپنے ساتھ کیوں ملایا؟

جواب: سیدنا ہارون علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ وزیر تھے۔ انہوں نے ہر موڑ پر اپنی وفاداری کا ثبوت دیا اس وجہ سے ان پر اعتماد تھا اور اپنے ساتھ سیدنا ہارون علیہ السلام کے لئے بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ۔

سوال2: ''فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ'' سو تُو ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان علیحدگی کر دے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھ لیا کہ ان کے بھائی کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں تو ان کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ مطالبہ کریں کہ مجھے اجازت دیجئے اس قوم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاؤں یعنی قیادت اور اصلاح کے کام سے مجھے الگ کر دیا جائے۔ ﴿2﴾ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے درمیان رابطہ دعوت حق کی بنیاد پر تھا کہ انہوں نے ایک جگہ مل کر کوشش کی تھی۔ لیکن انہوں نے عہد کو توڑ ڈالا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے درمیان کوئی تعلق نہ رہا اس لئے انہوں نے مکمل علیحدگی کی درخواست دے دی اتنے انعامات، طویل کوششوں کے باوجود جن کے اندر بے یقینی ہے ان پتھروں کو میں کیا جونک لگاؤں گا۔ آپ فیصلہ فرما دیں۔

سوال3: اللہ تعالیٰ کے راستے میں قوم، نسب، نسل اور مشترکہ تاریخ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے راستے میں زمینی تعلقات کا کوئی کام نہیں اصل چیز مقصد ہے جس کے حصول کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔

سوال4: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مطالبے میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟

جواب: ﴿1﴾ سبق یہ ہے کہ جب نظریات کا تعلق ٹوٹ جائے تو تمام تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں۔ ﴿2﴾ جب عقیدے جدا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہوجائیں تو راستے جدا ہوجاتے ہیں۔سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے جوش ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے کہ فتح مکہ سے قبل جب ان کے باپ (ابوسفیان) کفر کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے اور ان کے گھر گئے تو آپ ﷺ کے بچھونے پر بیٹھنا چاہتے تھے،سیدنا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھ کر بچھونا الٹ دیا،ابوسفیان سخت برہم ہوئے کہ بچھونا اس قدر عزیز ہے۔بولیں یہ آپ ﷺ کا فرش ہے اور آپ مشرک ہیں اور اس بنا پر ناپاک ہیں،ابوسفیان نے کہا تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی۔(سیر الصحابہ)

سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی تھے،وہ غزوہ بدر واحد میں کفار کی طرف سے لڑنے آئے تھے۔اس نے جب مبارزت کیلئے پکارا تو اس کا مقابلہ کرنے کے لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے مقابل کھڑے ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:(مَتِّعْنَا بِنَفْسِکَ) ''ہمیں اپنے ذریعے فائدہ پہنچاؤ'' (مستدرک حاکم:539/3) غزوۂ بدر میں سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ شجاعت وجان بازی کے ساتھ اس جنگ میں سرگرم پیکار ہوئے،ان کے والد عبداللہ بھی اس وقت تک زندہ تھے اور کفار کی طرف سے لڑنے آئے تھے،انہوں نے تاک تاک کر خود اپنے لخت جگر کو نشانہ بنانا چاہا۔سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر تک طرح دیتے رہے لیکن جب دیکھا کہ وہ باز نہیں آتے تو بالآخر جوشِ توحید نسبی تعلق پر غالب آگیا اور ایک ہی ہاتھ میں ان کا کام تمام کر دیا۔

درحقیقت یہ والہانہ جوش اور مذہبی وارفتگی کی نہایت سچی مثال تھی جس میں ماں،باپ،بھائی،بہن غرض تمام رشتہ دار بالکل ایک اجنبی دشمن کی طرح نظر آتے ہیں،چنانچہ قرآن پاک نے اس انقطاع الی اللہ کی ان الفاظ میں داد دی:لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ آپ ان لوگوں کو نہیں پائیں گے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اُن لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی،اگرچہ وہ اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کا خاندان ہو یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اُن کو اپنی جناب سے ایک رُوح کے ساتھ قوت دی ہے۔(المجادلہ:22)

سوال5:سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے کس چیز کا اظہار ہورہا ہے؟

جواب:﴿1﴾ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے اُن کی بے بسی کا اظہار ہورہا ہے۔﴿2﴾ اس دُعا سے اپنی قوم سے برأت کا اظہار بھی ہورہا ہے۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (26)

اللہ تعالیٰ نے کہا:پھر وہ زمین ان پر چالیس سال تک حرام کی گئی ہے،یہ لوگ زمین میں بھٹکتے رہیں گے،چنانچہ آپ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نافرمان قوم پرغم نہ کریں۔(26)

سوال1:قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ''اللہ تعالیٰ نے کہا: پھر وہ زمین ان پر چالیس سال تک حرام کی گئی یہ لوگ زمین میں بھٹکتے رہیں گے'' اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم سے کیسے الگ کیا؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے ان بدبختوں کو چالیس سال (1400۔1440ق م) تک فاران اور شرق اردن کے درمیان صحراؤں کے حوالے کر دیا جب کہ وہ مقدس سرزمین کی دہلیز پر ہے اللہ تعالیٰ نے وہ سرزمین چالیس سال تک ان کے لئے حرام کر دی۔وہ زمین میں مارے مارے پھرتے رہے لیکن کسی طرف جانے کی کوئی راہ نہیں پاتے تھے۔

سوال2: کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قوم سے کیے گئے انعام کے وعدے کو بھی ٹال دیا جاتا ہے؟

جواب:اس آیت سے یہ دلیل ملتی ہے کہ گناہوں کی سزا میں بڑی نعمت کو بھی ٹال دیا جاتا ہے۔

سوال3:بنی اسرائیل کے بیت المقدس میں داخلے کے لیے چالیس سال تک کی پابندی عائد کر دی تھی اس مدت کے مقرر کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب:﴿1﴾اس مدت کے مقرر کرنے میں شائد یہ حکمت ہو کہ 40 سالوں کے دوران صبر وثبات سے کام نہ لینے والے اکثر افراد مر چکے جو بلند ارادوں سے، عالی ہمتی سے محروم تھے۔﴿2﴾ شائد اس میں یہ بھی حکمت ہو کہ نئی نسل کی عقل اور شعور کی تربیت ہو جو دشمنوں پر غالب ہونے، آزادی حاصل کرنے اور ذلت سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

سوال4:بنی اسرائیل کے بچوں میں حکمرانی کی صفات کیسے پیدا ہوئیں؟

جواب:﴿1﴾ لمبی مدت تک صحرائی زندگی کی مشقتوں کو برداشت کیا۔﴿2﴾ بچوں کے باپ جن پُرخطر حالات کو بچوں کے حق میں موت سمجھتے تھے ان پُرخطر حالات میں داخل ہونے میں ان کی زندگی کا راز چھپا ہوا تھا۔بنی اسرائیل کے بچوں کی عقل وشعور کی تربیت ہوئی تو ان کے ارادے بلند ہوئے، ان میں عالی ہمتی پیدا ہوئی۔وہ غلامی سے آزاد ہونے اور سعادت کے لیے کوشش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

سوال5:انسان کے اندر بہترین صفات کب پیدا ہوتی ہیں؟

جواب:جب اس کو حالات کا مقابلہ کر کے زندہ رہنا پڑے جب چیلنجز قبول کرنے پڑتے ہیں۔جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو بلندی تک پہنچانا چاہے۔

سوال6:عافیت کی زندگی کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ قوم مردہ قوم بن جاتی ہے۔﴿2﴾ اپنی عافیت کے لیے ذلت گوارا کر لیتی ہے۔﴿3﴾ اپنی عافیت کے لیے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مغلوب ہونا گوارا کرلیتی ہے۔﴿4﴾اپنی عافیت کے لیے غلام ہونا گوارا کرلیتی ہے۔﴿5﴾عافیت پراطمینان کے نتیجے میں نہ ارادے بلند ہوتے ہیں،نہ عالی ہمتی رہتی ہے،نہ جہاد ہوتا ہے،نہ دنیامیں سعادت نصیب ہوتی ہے،نہ آخرت میں جنت۔

سوال7:کون سے اوصاف ہیں جوکسی قوم کوزندہ قوم بناتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾مقصد کے لیے جینا۔﴿2﴾مقصد کے لیے جان دینے کی تمنارکھنا۔﴿3﴾ارادوں کی بلندی﴿4﴾عالی ہمتی۔ ﴿5﴾جفاکشی۔﴿6﴾سادگی۔﴿7﴾یک سوئی۔﴿8﴾حقیقت پسندی

سوال8:کسی قوم کوغیرمعمولی حالات میں کیوں ڈالا جاتا ہے؟

جواب:کسی قوم کوغیرمعمولی حالات میں اس لیے ڈالا جاتا ہے تاکہ وہ دوبارہ زندہ قوم بن جائے۔

سوال9:یہودی اپنے آپ کوعمل اوراطاعت کی ذمہ داریوں سے کیوں بری خیال کرتے تھے؟

جواب:یہودی اپنے آپ کواللہ تعالیٰ کامحبوب اورچہیتا سمجھتے تھے۔جنت کواپنی میراث سمجھتے تھے۔یہ واضح کیا گیا کہ اگرگمان کی کچھ حقیقت ہےتوسیدنا موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نے فلسطین کی سرزمین کوفتح کرنے کے باوجودحرام کردیا۔اللہ تعالیٰ نے انہیں فلسطین نہیں پہنچایا۔

سوال10:بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آنے والے اس واقعے میں ہمارے لئے کیاسبق ہے؟

جواب:دنیا کی جنت(آسائشیں)اگرمحنت سے ملتی ہیں تو آخرت کی جنت مفت نہیں ملے گی۔جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ یاتم نے گمان کررکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہوجاؤ گے حالانکہ ابھی تم پراُن لوگوں جیسے حالات نہیں آئے جوتم سے پہلے گزرچکے۔(البقرہ:214)

سوال11:بنی اسرائیل ارض مقدس کی دہلیز پرپہنچ گئے لیکن فتح اورحکمرانی نصیب نہ ہوئی،وجوہات بتائیں؟

جواب:﴿1﴾بنی اسرائیل ارض مقدس کی دہلیز پرپہنچ کربھی فتح وکامرانی حاصل نہ کرسکے کیونکہ ان کواپنا مقصد بھول گیا تھا۔ ﴿2﴾وہ دنیا کی حرص میں مبتلا ہوئے۔﴿3﴾ان کاعزم کمزورہوگیا۔﴿4﴾ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں۔﴿5﴾ان کی فطرت خراب ہوگئی۔ذلت،ظلم اورغلامی نے ان کی فطرت بدل ڈالی تھی۔ان کے ضمیرخراب کردیئے تھے جوحکمرانی کے لئے نامناسب ہے۔

سوال12:حکمرانی کے لئے کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟

جواب:﴿1﴾مقصد پرجمے رہنا۔﴿2﴾اولوالعزمی۔﴿3﴾عالی ہمتی۔﴿4﴾دوراندیشی۔﴿5﴾فیصلے کرنے اوران پرجمنے کی صلاحیت۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال13:فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ’’ چنانچہ آپ نافرمان قوم پرغم نہ کریں‘‘سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو فاسق قوم پرغم کھانے سے کیوں روکا گیا؟

جواب:﴿1﴾ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے لیے بے حدنرم دل تھے۔اسی وجہ سے جب بنی اسرائیل کوسزاملتی تووہ بے حدغم زدہ ہوجاتے تھےاس شفقت کی وجہ سے وہ اپنی قوم کےحق میں دعائیں کرتے تھے۔اس لیےاللہ تعالیٰ نے نافرمان لوگوں کے حال پرترس کھانے سے روکا ہے۔﴿2﴾ فاسق قوم بات ماننے کے لئے تیارنہیں تھی اورسیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرض ادا کردیا تھا۔غم فطری امرتھامگراللہ تعالیٰ نےتسلی دی کہ آپ نے اپنا کام کردیا ہے۔﴿3﴾ان کی نافرمانی سزا کا تقاضا کرتی تھی اس لیے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوفاسقوں پرترس کھانے سے روکا ہے۔

سوال14:نافرمانوں کی حالت پرترس کیوں آتا ہے؟

جواب:انسانی تعلق کی وجہ سےانسان اپنے آپ کوان کی جگہ پررکھ کردیکھتا ہے پھرترس کھاتا ہے۔

سوال15:نافرمانوں پرترس کھانے سےانسان کے معاملات پرکیافرق پڑتا ہے۔

جواب:﴿1﴾ نافرمانوں پرترس کھانے کی وجہ سےانسان نافرمانیاں برداشت کرلیتا ہے۔﴿2﴾ کچھ حالات میں نافرمانیاں کرنے کی اجازت دے دیتا ہے۔﴿3﴾ آہستہ آہستہ نافرمانیوں کوبُرامحسوس نہیں کرتا۔

سوال16:نافرمانوں پرترس نہ کھانے سےمومن پرکیااثرپڑتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ نافرمانوں پرترس نہ کھانے کی وجہ سے مومن نافرمانیاں ہوتی نہیں دیکھ سکتاوہ نافرمانیوں سے روکتا ہے۔﴿2﴾ مومن نافرمانیاں کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔﴿3﴾ مومن نافرمانیوں سےنفرت کرتا ہے۔

سوال17:آج کی امت مسلمہ کے لئے اس میں کیاسبق ہے؟

جواب:امت مسلمہ کے لئے بنی اسرائیل کےحالات میں سبق ہے کہ اگراپنی حالت نہ بدلی تومستقل غلامی کی وجہ سےفطرت بھی خراب ہوجائے گی اورضمیر بھی بدل جائے گا۔پھرذلت میں چین ملے گااورکبھی عروج نصیب نہیں ہوگا۔دردر کی ٹھوکریں مقدربن جائیں گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان واقعات سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔(آمین)

رکوع نمبر9

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ(27)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اورانہیں آدم کے دو بیٹوں کا برحق واقعہ پڑھ کرسُناؤ، جب اُن دونوں نے قربانی پیش کی تو اُن دونوں میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی۔اُس (دوسرے) نے کہا:''میں ضرور بہ ضرور تجھے قتل کردوں گا''اُس نے جواب دیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تو صرف متقیوں ہی سے قبول کرتا ہے۔(27)

سوال1:وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ''اورانہیں آدم کے دو بیٹوں کا برحق واقعہ پڑھ کرسُناؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ ''اورانہیں پڑھ کرسُناؤ''ان کے سامنے قصہ بیان کرو۔﴿2﴾ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ''آدم کے دو بیٹوں کا برحق واقعہ'' آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے درمیان ہونے والے جھگڑے کے بارے میں حق بات بتادیں۔﴿3﴾ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں سے مراد ہابیل اور قابیل ان کے صلبی بیٹے ہیں جن میں سے ایک کی قربانی کے قبول ہونے کی وجہ سے دوسرے نے اسے قتل کرڈالا۔﴿4﴾ بِالْحَقِّ: ٹھیک ٹھیک، صحیح واقعات سنادیجئے۔اس میں تاریخی واقعات کے بیان میں اہم اصول کی تلقین کی گئی کہ احتیاط لازم ہے۔(معارف القرآن)﴿5﴾ واقعات کو بیان کرنے کا حق اس طرح سے ادا ہوسکتا ہے کہ اس سے نصیحت حاصل ہو۔

سوال2:اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا ''جب اُن دونوں نے قربانی پیش کی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:ان دونوں میں سے ہرایک نے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے قربانی پیش کی۔

سوال3:یہ نذر یا قربانی کس لئے پیش کی گئی تھی؟

جواب:حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:سیدنا آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا قصہ بے کم وکاست سنادو،ان دونوں کا نام ہابیل اور قابیل تھا۔مروی ہے کہ چونکہ اس وقت دنیا کی ابتدائی حالت تھی اس لئے یوں ہوتا تھا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے ہاں ایک حمل سے لڑکی لڑکا دو ہوتے تھے۔پھر دوسرے حمل میں بھی اس طرح ہوتا اس طرح اس حمل کا لڑکا اور دوسرے حمل کی لڑکی ان دونوں کا نکاح کرادیا جاتا تھا،ہابیل کی بہن تو خوبصورت نہ تھی اور قابیل کی بہن خوبصورت تھی تو قابیل نے چاہا کہ اپنی ہی بہن سے اپنا نکاح کرے۔سیدنا آدم علیہ السلام نے اس سے منع کیا آخر یہ فیصلہ ہوا کہ تم دونوں اللہ تعالیٰ کے نام پر کچھ نکالو جس کی خیرات قبول ہوجائے اس کا نکاح اس کے ساتھ کردیا جائے گا۔ہابیل کی خیرات قبول ہوگئی پھر حسد کی وجہ سے دونوں میں یہ واقعات پیش آئے۔(مختصر ابن کثیر:429/1)

سوال4:اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کیوں کی جاتی ہے؟

جواب:قربان عربی لغت کے اعتبار سے اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کو کسی کے قرب کا ذریعہ بنایا جائے۔اصطلاح شرع میں اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال5:فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَاوَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ''تو اُن دونوں میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی'' کی وضاحت کریں؟

جواب: آسمان سے نازل ہونے والی آگ نے جب ایک کی قربانی کو کھالیا تو پتہ چلا کہ اس بھائی کی قربانی قبول ہوگئی اور جس کی قربانی کو آگ نے نہیں کھایا اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔

سوال6:قربانی کا قبول کیا جانا یا نہ کیا جانا کیسا معاملہ ہے؟

جواب: یہ ایسا معاملہ ہے جس کا تعلق غیبی قوت سے ہے اور اس کی کیفیت بھی غیبی ہے۔

سوال7:قربانی قبول نہ ہونے کا سبب کیا ہوتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ دل میں خدا کا خوف نہ ہونا۔﴿2﴾ نیت کا خالص نہ ہونا۔﴿3﴾ قربانی کا اللہ تعالیٰ کی خاطر نہ ہونا۔

سوال8:قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ''اس (دوسرے) نے کہا: ''میں ضرور بہ ضرور تجھے قتل کردوں گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ قَالَ: اس بیٹے نے کہا جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی۔﴿2﴾ لَاَقْتُلَنَّكَ قابیل نے ہابیل کو دھمکی دی کہ میں تجھے قتل کردوں گا۔﴿3﴾ ''میں ضرور بہ ضرور تجھے قتل کردوں گا'' قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی تو اس نے قصور اپنے بھائی میں تلاش کیا جس کی قربانی قبول ہوئی۔﴿4﴾ قابیل نے کہا کہ تیرے لیے والد نے دعا کی اور تیری قربانی کی قبولیت کے لیے نماز پڑھ کر خاص طور سے دعا فرمائی جس کی برکت سے تیری قربانی قبول ہوگئی۔اس سوچ کی وجہ سے اسے اپنے بھائی سے حسد ہوگیا۔حسد اور بغض کی وجہ سے بس اسے یہی سجھائی دیا کہ بھائی کو قتل کرڈالے یہ اسی کا اظہار ہے۔

سوال9:انسان کے اندر حسد کب پیدا ہوتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ جب انسان کو اپنی غلطیاں نظر نہیں آتیں۔﴿2﴾ جب وہ اپنی ناکامیوں کے اسباب دوسروں میں تلاش کرتا ہے۔﴿3﴾ پھر انسان غصے میں انتقام لینا چاہتا ہے اور انسان کے دل کو حسد کی آگ لگ جاتی ہے۔

سوال10:حسد کا جذبہ ٹھنڈا کیوں نہیں ہوتا؟

جواب:﴿1﴾ انسان اپنے ذہن میں عذر گھڑ لیتا ہے جو اس کے جرم کو جائز ثابت کرسکیں۔﴿2﴾ انسان خود ساختہ وجوہات میں تسکین تلاش کرلیتا ہے۔﴿3﴾ انسان اپنے ضمیر کی آواز کو دبالیتا ہے۔

سوال11:قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ''اُس نے جواب دیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تو صرف متقیوں ہی سے قبول کرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ ہابیل نے کہا اللہ تعالیٰ متقیوں کی نذریں ہی قبول کرتا ہے۔﴿2﴾ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر، اس کو راضی کرنے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے لیے عمل کرے اللہ تعالیٰ تو اسی سے قبول کرتے ہیں۔﴿3﴾ اس نے نرمی سے کہا کہ میرا کون سا جرم ہے جو تجھ پر میرے قتل کو واجب کرتا ہے سوائے اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ (تفسیر سعدی:677/1)﴿4﴾ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر مجھے یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک وقت کی نماز قبول کر لی ہے تو مجھے اس سے اتنی خوشی حاصل ہو جو دنیا ومافیھا کے ملنے سے بھی نہ ہو۔ یہ فرما کر انہوں نے یہی آیت پڑھی۔ (ابن ابی حاتم)

سوال12: کس کی قربانی قبول کی جاتی ہے؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ متقی اور پرہیزگار کا عمل قبول فرماتے ہیں جس میں تقویٰ نہیں اس کا عمل قبول نہیں ہوگا۔

سوال13: اللہ تعالیٰ متقیوں کے اعمال ہی قبول کرتا ہے اس سلسلے میں متقین کے اقوال تحریر کریں؟

جواب:﴿1﴾ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ میرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا تو یہ وہ نعمت ہے کہ ساری زمین سونا بن کر اپنے قبضے میں آجائے تو بھی اسکے مقابلے میں کچھ نہیں۔﴿2﴾ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو خط میں یہ نصائح لکھیں کہ ''میں تجھے تقویٰ کی تاکید کرتا ہوں جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور اہل تقویٰ کے سوا کسی پر رحم نہیں کیا جاتا اور اس کے بغیر کسی چیز پر ثواب نہیں ملتا، اس بات کا وعظ کہنے والے تو بہت ہیں مگر عمل کرنے والے بہت کم ہیں۔'' (معارف القرآن)﴿3﴾ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تقویٰ کے ساتھ کوئی چھوٹا سا عمل بھی چھوٹا نہیں ہے اور جو عمل مقبول ہو جائے اسے چھوٹا کیسے کہا جا سکتا ہے۔ (ابن کثیر)﴿4﴾ رب العزت کا ارشاد ہے: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ اللہ تعالیٰ کو نہ کبھی اُن کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی ان کا خون، بلکہ اللہ تعالیٰ کو صرف تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ (الحج:37)

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (28)

یقیناً اگر تو نے میری جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ تو مجھے قتل کر دے تو میں اپنا ہاتھ تیری جانب بڑھانے والا نہیں کہ میں تجھے قتل کر دوں، یقیناً میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ (28)

سوال1: لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ''یقیناً اگر تو نے میری جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ تو مجھے قتل کر دے تو میں اپنا ہاتھ تیری جانب بڑھانے والا نہیں کہ میں تجھے قتل کر دوں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یہ آیت امن، تقویٰ اور صلح کے نمونے کو پیش کرتی ہے۔﴿2﴾ یہ نمونہ ایسے وقت میں پیش کیا جا رہا ہے جب کہ انسان اور اس کا ضمیر تک غصے میں آجاتا ہے اگرچہ وہ بہت ٹھنڈے مزاج کا ہو۔﴿3﴾ ''یقیناً اگر تو نے میری جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ تو مجھے قتل کر دے تو میں اپنا ہاتھ تیری جانب بڑھانے والا نہیں'' کے الفاظ دشمنی کو دوستی میں بدلنے کے لئے کافی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تھے۔﴿4﴾ یہ آیت واضح کرتی ہے کہ قتل کے جواب میں جوابی قتل کی تیاری سے اللہ تعالیٰ کا خوف ہی انسان کو روک سکتا ہے۔﴿5﴾ نبی ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان تلواریں لے کر (لڑنے کے لئے) ایک دوسرے کے سامنے آتے ہیں (پھر جنگ کرتے ہیں) تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوتے ہیں۔صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ یہ تو قاتل ہے مقتول کا کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی بھی شدید خواہش تھی کہ اپنے ساتھی کو قتل کردے۔(بخاری7083)

سوال2:ایک مومن کے لیے ہابیل قابیل کے واقعے میں کیا سبق ہے؟

جواب:اپنے بھائی کے دل میں پائے جانے والے شر پسندی کے جوش کو ٹھنڈا کرے،دشمنی کو دوستی میں بدلے،حسد کو ٹھنڈا کرے،شر کا جوش کم کرے،ہیجان زدہ اعصاب کو ٹھنڈا کر کے دوسرے شخص کو بھائی چارے کی محبت میں لے آئے،آخرت کے برے انجام سے ڈرائے اور اس کے دل میں تقویٰ کا احساس پیدا کرے۔(فی ظلال القرآن)

سوال3:اپنی جان کا تحفظ انسان کا بنیادی حق ہے پھر ہابیل نے اپنا بچاؤ کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟

جواب:﴿1﴾ ہابیل اور قابیل کا معاملہ کھلے ہوئے دینی دشمن کا میدانِ جنگ میں معاملہ نہیں ہے،بھائی اور بھائی کا معاملہ ہے ایسی صورت میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔﴿2﴾ ہابیل نے پہل کرنے کی نفی کی ہے،بچاؤ کی نفی نہیں کی۔

سوال4:کیا اپنی جان یا مال کی مدافعت کرنا اللہ تعالیٰ کے خوف سے منافی بات ہے؟

جواب:اپنی جان یا مال کا تحفظ کرنا اللہ تعالیٰ کے خوف سے منافی بات نہیں ہے نبی ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر ایک شخص مجھ سے میرا مال چھیننا چاہتا ہے تو میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کروں آپ ﷺ نے فرمایا اس کو خدا کا خوف دلاؤ سوال کرنے والے نے کہا اگر وہ اللہ تعالیٰ کا خوف نہ مانے،آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گردوپیش کے مسلمانوں سے اس کے مقابلے کے لئے مدد چاہو،سوال کرنے والے نے کہا اگر میرے گردوپیش ایسے لوگ نہ ہوں،آپ ﷺ نے فرمایا پھر حکومت سے مدد چاہو،سوال کرنے والے نے نے کہا اگر وہ بھی دور ہوں،آپ ﷺ نے فرمایا اپنے مال کی حفاظت کے لئے لڑو حتیٰ کہ اپنے مال کو بچالو یا شہید ہوجاؤ۔

سوال5:اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ''یقیناً میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ ہابیل نے قابیل سے کہا کہ میرا یہ رویہ میری بزدلی یا میرے عجز کی وجہ سے نہیں یہ تو صرف اس وجہ سے ہے کہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں اور اللہ رب العالمین سے ڈرنے والا گناہ کا اقدام نہیں کرسکتا،خاص طور پر کبیرہ گناہ کا۔﴿2﴾ اس آیت میں اس شخص کے لیے سخت تخویف ہے جو قتل کا ارادہ کرتا ہے اور تیرے لیے مناسب یہی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اور اس سے ڈرے۔(تفسیر سعدی:677/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ تَبُوۡٓاَ بِاِثۡمِیۡ وَ اِثۡمِكَ فَتَكُوۡنَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ(29)

یقیناً میں ارادہ رکھتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ لے کر تم لوٹو، پھر تم آگ والوں میں سے ہو جاؤ اور ظالموں کی یہی جزا ہے۔(29)

سوال1: اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ تَبُوۡٓاَ بِاِثۡمِیۡ وَ اِثۡمِكَ "یقیناً میں ارادہ رکھتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ لے کر تم لوٹو" کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ ہابیل نے یہ واضح کیا کہ میں آپ سے جنگ نہیں کرنا چاہتا باوجود یہ کہ آپ نے ایک غلط کام کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔﴿2﴾ مجاہد، سدی، ابن جریر سے روایت ہے کہ ہابیل نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تو نے پہلے جو گناہ کیے ہیں ان کے ساتھ میرے قتل کا گناہ بھی تیرے سر ہو۔﴿3﴾ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مقتول کے سارے گناہ قاتل کے نامہء اعمال میں منتقل ہو جاتے ہیں۔﴿4﴾ قیامت کے دن ایسا ہو سکتا ہے کہ قاتل کی ساری نیکیاں دے کر بھی مقتول کا حق ادا نہ ہو۔(ابن کثیر)

سوال2: میرے اور اپنے گناہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: میرے گناہ کا مطلب وہ قتل ہے جو اس وقت ہوتا اگر ہابیل آگے بڑھ کر قتل کر دیتا۔ اور اپنے گناہ سے مراد وہ قتل ہے جو قابیل نے بعد میں کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔(بخاری، مسلم، کتاب الفتن)

سوال3: قتل کے جواب میں قتل نہ کرنے کی اور قاتل کو قتل سے روکنے کے لئے ہابیل نے کیسے دلائل دیئے؟

جواب:﴿1﴾ ہابیل نے کہا میرا ذہن قتل کی طرف نہیں جاتا، میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔﴿2﴾ جب معاملے کا دارومدار دو امور پر ہے ایک یہ کہ میں قاتل بنوں دوسرا یہ کہ تو مجھے قتل کرے تو میں اس بات کو ترجیح دوں گا کہ تو مجھے قتل کرے تاکہ تو دونوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھا کر واپس لوٹے۔(تفسیر سعدی:677/1)﴿3﴾ جرم سے روکنے کے لئے ہابیل نے قتل کے بھیانک نتائج پیش کئے تاکہ بھائی گناہ سے متنفر ہو جائے اور گناہ سے نکلنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا خوف دل کے اندر رکھے۔ ہابیل نے خوف کی بھیانک تصویر پیش کی تاکہ ظالم بھائی ظلم سے باز آجائے۔

سوال4: قابیل کا نقصان کیا تھا؟

جواب:﴿1﴾ اپنے بھائی کا قتل کر کے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا۔﴿2﴾ ہر خون ناحق کا بوجھ قابیل پر پڑتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو قتل بھی ظلم کے ساتھ ہوتا ہے اس کے خون ناحق کا بوجھ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر ہوتا ہے کیونکہ یہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا کام کیا۔(مسلم)

سوال5: فَتَكُوۡنَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ "پھر تم آگ والوں میں سے ہو جاؤ اور ظالموں کی یہی جزا ہے" کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾ ہابیل نے قابیل کواللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف دلایااور یہ بھی بڑے ظلم کی وجہ سے ہے جوعین عدل پر مبنی سزا ہے۔﴿2﴾ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ قتل کاارتکاب کبیرہ گناہ ہے اور یہ جہنم میں داخل ہونے کا موجب ہے ۔ (تفسیرسعدی:678/1)

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ(30)

چنانچہ اُس کے نفس نے اُس کے لیے اس کے بھائی کے قتل کو پسندیدہ بنادیا تو اُس نے اسے قتل کرڈالا، چنانچہ وہ خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہوگیا۔(30)

سوال1: فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ ’’ چنانچہ اُس کے نفس نے اُس کے لیے اس کے بھائی کے قتل کو پسندیدہ بنادیا‘‘ کیا نصیحت کی تمام کوششوں کے باوجود انسان جرم پر آمادہ ہوجاتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ ’’ چنانچہ اُس کے نفس نے اُس کے لیے اس کے بھائی کے قتل کو پسندیدہ بنادیا‘‘ اس کے نفس نے اس کے لیے قتل کے معاملے کو مزین کردیا۔﴿2﴾ یہ حال ہر بدی ومعصیت کا ہے، ابتداء میں ہر فطرت سلیم اس سے رکتی ہے، ہچکچاتی ہے، لیکن رفتہ رفتہ نفس اس کی جانب مائل اور اس پر گرویدہ ہوتا جاتا ہے، اور اس کی طرف سے جھجک مٹتی جاتی ہے، یہاں تک کہ انسان اسے بے دھڑک کرگزرتا ہے۔(تفسیر ماجدی:895/1)﴿3﴾ نفس کے اندر کے حسد نے قابیل کو ہولناک جرم پر آمادہ کرلیا۔

سوال2: فَقَتَلَهٗ ’’ تو اُس نے اسے قتل کرڈالا‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: ہابیل کی قربانی قبول ہونے پر قابیل کو سخت ملال تھا اس نے کہا میرے والد نے تیرے لیے دعا کی اور تیری قربانی قبول ہوگئی اب میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا ایک دن ہابیل کو بکریوں میں گھرے ہوئے گھر آنے سے دیر ہوگئی تو باپ نے کہا: بھائی کو ڈھونڈ کر لاؤ اس پر قابیل نے سوچا اچھا موقع ہے چنانچہ قابیل بھائی کو ڈھونڈنے نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں ہابیل سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ قابیل نے کہا تیری قربانی قبول ہوگئی اور میری نہیں ہوئی میں تجھے قتل کیے بغیر نہیں رہوں گا۔ ہابیل نے کہا: میں نے اپنا پاکیزہ اور محبوب ترین مال پیش کیا تھا اور تو نے ردی مال۔ حق تعالیٰ پاکیزہ مال کو قبول کرتا ہے اور پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے۔ ہابیل کے اس جواب سے قابیل چراغ پا ہوگیا اور لوہا اٹھا کر ہابیل کے دے مارا۔ ہابیل نے کہا: بدنصیب قابیل! تو اللہ تعالیٰ کو بھول گیا کہ وہ تیرے کرتوتوں کی سزا دے گا آخر کار اس نے ہابیل کو مار کر میدان میں لاکر ڈال دیا۔(مختصر ابن کثیر:430/1)

سوال3: فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ’’ چنانچہ وہ خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہوگیا‘‘ کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔ قابیل نے ہابیل کوقتل کیااوروہ دنیااورآخرت میں خسارہ پانے والوں میں شامل ہوگیا۔اس نے اپنے نفس کا نقصان کیااوراسے ہلاکت میں ڈال دیا۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ اوراس کی مخلوق کی نگاہ میں وہ مبغوض ہوگیا۔﴿3﴾ اپنے بھائی کا قتل کرکے قابیل کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوااوراس نے ہرقاتل کے لیے یہ سنت جاری کردی۔﴿4﴾ قیامت تک ہونے والے قتل کے گناہوں کا سزاوار ہوا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی بری سنت رائج کی تواس پراس برائی کے گناہ کا بوجھ اوران لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی پڑے گا جوقیامت تک اس بری سنت پرعمل کریں گے ۔(مسلم:1017)﴿4﴾ دنیا میں جوبھی قتل کرتا ہےتواس کے خون کے گناہ کا کچھ حصہ آدم کے پہلے بیٹے کے حصے میں بھی جاتا ہے کیونکہ وہ پہلاشخص ہے جس نے قتل کے جرم کی ابتدا کی تھی۔(ترمذی:2673)﴿5﴾ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی انسان ظلم سے قتل کیا جاتا ہےتو آدم کے سب سے پہلے بیٹے قابیل کے نامہ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے کیوں کہ قتل ناحق کی بناء سب سے پہلے اس نے قائم کی تھی۔(صحیح بخاری:3335)

سوال4:اس مقام پراس قصہ کولانے کا مقصد کیا ہے؟

جواب: یہ قصہ انسان کے دل ودماغ کوان احکامات کوقبول کرنے کے لئے آمادہ کردیتا ہے جوسخت سزاؤں سے متعلق ہیں۔

سوال5: ہابیل اورقابیل کا قصہ ظلم اورنیک نفسی کے نمونے پیش کرتا ہے،واضح کریں؟

جواب:﴿1﴾اس قصے میں ایک بھائی دوسرے بھائی کوقتل کرکے صریح ظلم کرتا ہےاوراس قتل کے لئے کوئی وجہ جوازنہیں ہے۔ ﴿2﴾اس قصے میں مقتول کی پاک نیتی اورصلح جوئی کا پتہ چلتا ہے جس نے اپنے بھائی کے قتل کے ارادوں کے باوجوداس کے قتل کی تدابیر نہ کیں بلکہ اپنے بھائی کے حسد کی آگ کوٹھنڈا کرنے کی کوششیں کیں۔﴿3﴾اس قصے کی وجہ سے انسان کا ضمیر جوش میں آتا ہےاوروہ یہ محسوس کرتا ہے کہ ایسے صریح ظلم کے خلاف قانونِ قصاص ضروری ہے۔(فی ظلال القرآن)

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ(31)

پھراللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جوزمین کریدتا تھا تا کہ وہ اُسے دکھائے کہ کیسے وہ اپنے بھائی کی لاش چھپائے؟ اُس نے کہا:''ہائے میری بربادی ! کیامیں اس سے عاجز ہوگیا کہ اس کوے کی مانندہو جاؤں تو میں اپنے بھائی کی لاش کو چھپادوں؟'' چنانچہ وہ شرمندہ ہونے والوں میں سے ہوگیا۔(31)

سوال1:فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ'' پھراللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جوزمین کریدتا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تھا تا کہ وہ اسے دکھائے کہ کیسے وہ اپنے بھائی کی لاش چھپائے''اللہ تعالیٰ نے لاش چھپانے کے لئے کوے کو کیوں بھیجا؟

جواب:﴿1﴾ قابیل نے اپنے بھائی کی لاش یوں ہی چھوڑ دی تھی چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔﴿2﴾ یَّبۡحَثُ فِی الۡاَرۡضِ کوے کی یہ عادت ہے کہ جب کھانے کی کسی چیز کو کھانا نہیں چاہتا تو زمین کھود کر چھپا دیتا ہے۔﴿3﴾ کَیۡفَ یُوَارِیۡ سَوۡءَۃَ اَخِیۡہِ'' کیسے وہ اپنے بھائی کی لاش چھپائے'' کوے کی وجہ سے بھائی کی لاش کو چھپانے کا طریقہ سمجھ آ گیا۔﴿4﴾ میت کا بدن بھی ستر ہوتا ہے۔﴿5﴾ کوے کو دیکھ کر قابیل کو ندامت ہوئی۔

سوال2: کوے کے واقعے سے کیا سبق ملتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور ضمیر کی آواز کی پرواہ نہیں کرتے وہ کوے سے الہام حاصل کرتے ہیں۔ضمیر کی آواز اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہنا چاہیے۔﴿2﴾ جرم کرنے کے بعد اعتراف اور ندامت کی ضرورت ہوتی ہے۔جرم چھپانے کی تدبیر کرنا شیطانی کام ہے۔

سوال3: اللہ تعالیٰ کی طرف سے میت کو دفن کرنے کا طریقہ بتایا گیا اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب:﴿1﴾ لاش کو ختم کرنے کے اور بھی طریقے تھے مثلاً آگ میں جلا دیا جائے یا سمندر میں پھینک دیا جائے لیکن اللہ تعالی کی طرف سے زمین میں دفن کرنے کا طریقہ بتایا گیا۔انسان کا اکرام اسی میں ہے کہ موت کے بعد اسے دفن کر دیا جائے اور انبیاء کرام کا یہی طریقہ ہے۔(تفسیر انوار البیان:106/2)﴿2﴾ اسلام چونکہ دین فطرت اور خالص حق ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس کی ہر بات عدل کے ترازو میں تل کر نکلے۔اصول سے لے کر فروع تک ہر چیز میں ایک قدرتی نکھار ہو اور کوئی حصہ مذہب ایسا نہ ہو جسے انسانی دماغ کا کرشمہ و اختراع کہا جا سکے۔مُردوں کے متعلق قدیم (زمانے) سے مختلف زاویہ ہائے نگاہ رہے ہیں۔قدیم مصری لاشوں کو مخفی کر کے خواب گاہوں میں بحفاظت تام رکھتے تھے۔ہندوؤں کا خیال ہے کہ لاش کو گھی وغیرہ میں ڈال کر جلایا جائے۔اسلام اس باب میں بالکل سادہ اور فطری طریق اختیار کرتا ہے یعنی تدفین،کوے کا قصہ اس لیے بیان کیا ہے،تا کہ ابن آدم کا ذہن فوراً تدفین کی طرف منتقل ہو سکے،چنانچہ یہی ہوا۔(تفسیر سراج البیان:267/1)

سوال4: قَالَ یٰوَیۡلَتٰۤی اَعَجَزۡتُ اَنۡ اَکُوۡنَ مِثۡلَ ہٰذَا الۡغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوۡءَۃَ اَخِیۡ'' اُس نے کہا:'' ہائے میری بربادی کیا میں اس سے عاجز ہو گیا کہ اس کوے کی مانند ہو جاؤں تو میں اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دوں؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب: قابیل نے جب بھائی کو قتل کر کے لاش کھلے آسمان تلے ڈال دی تو اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے ایک نے دوسرے کو قتل کیا پھر چونچ سے گڑھا کھود کر اس میں کوے کو ڈال کر اس کے اوپر مٹی ڈال دی۔قابیل نے جب یہ منظر دیکھا تو شرمندہ ہو کر کہنے لگا: ہائے میری بدبختی میں اس کوے سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش نہ دفن کر سکا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال5: فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ’’چنانچہ وہ شرمندہ ہونے والوں میں سے ہوگیا‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اپنے بھائی کے قتل کے بعدکووں کی تدبیر کی وجہ سے قابیل نادم ہوا۔تمام گناہوں کا انجام ندامت اورخسارہ ہے۔﴿2﴾یہ پشیمانی اورندامت عذاب پرعذاب تھا۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ(32)

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پرلکھ دیا کہ یقیناً جس شخص نے کسی جان کوبغیرکسی جان کے (بدلے)قتل کیایا زمین میں فساد کے بغیرقتل کیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کوقتل کردیااورجس نے کسی ایک جان کوزندہ کیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کوزندہ کیااور بلاشبہ یقیناً اُن کے پاس ہمارے رسول واضح دلائل لائے تھے،پھر بے شک اس کے بعد بھی ان میں سے اکثر لوگ زمین میں یقیناً حد سے بڑھنے والے ہیں۔(32)

سوال1: مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ’’اسی وجہ سے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے قتل کے معاملے کی وجہ سے جس میں ایک بھائی نے دوسرے سے بھائی کوقتل کردیا،اللہ تعالیٰ نے قتل کا انجام لکھ دیا کہ دنیاوآخرت میں سخت خسارے والا ہے۔

سوال2: مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ’’یقیناً جس شخص نے کسی جان کوبغیرکسی جان کے (بدلے)قتل کیایا زمین میں فساد کے بغیرقتل کیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کوقتل کردیا‘‘قتل ناحق کے بعد انسانی جان کی قدروقیمت کوکیسے واضح کیا گیا؟

جواب: جوشخص کسی کوناحق قتل کردے تواس نے گویا سارے انسانوں کوقتل کردیا کیونکہ اس کے پاس کوئی داعیہ نہیں جو اسے تبیین پرآمادہ کرتااورقتل ناحق کے اقدام سے روکتا۔پس جب اس نے اس جان کوقتل کرنے کی جسارت کی جوقتل ہونے کی مستحق نہ تھی،تب معلوم ہوا کہ اس مقتول ناحق اوردیگر مقتولین کے درمیان کوئی فرق نہیں۔یہ تو نفس امارہ کے داعیے کے مطابق ہے۔پس اس کا اس نفس کوقتل کرنے کی جسارت کرنا تمام نفوس انسانی کوقتل کرنے کے مترادف ہے۔اس طرح جس نے کسی نفس انسانی کوزندگی بخشی یعنی نفس امارہ کے داعیے کے باوجود کسی نفس کوباقی رکھااوراسے قتل نہ کیا،اللہ تعالیٰ کے خوف نے اسے قتل ناحق سے روک دیا تواس نے گویا تمام انسانوں کوزندگی بخش دی۔کیونکہ اس کے ہمراہ جوخوف الٰہی ہے،وہ اسے ایسے نفس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے قتل سے روکتا ہے جو قتل کا مستحق نہیں۔(تفسیر سعدی:679/1)﴿2﴾ کسی کو ناحق قتل کرنا اللہ کی نگاہ میں جرم عظیم ہے،اور اس کی وجہ سے شر وفساد کا جو خطرناک دروازہ کھل جاتا ہے ،اس کا بند کرنا مشکل ترین کام ہوتا ہے۔اور جو عفو ودرگزر یا کسی اور طریقہ سے کسی کی زندگی کی بقا کا سبب بنے گا،تو وہ گویا تمام لوگوں کی زندگی کا سبب بنے گا۔(تیسیر الرحمٰن:341/1)

سوال3:اللہ تعالیٰ نے کس وجہ سے بنی اسرائیل کے لئے ناحق قتل کو سارے انسانوں کے قتل کی طرح لکھ دیا؟

جواب:قتل ناحق سارے انسانوں کے برابر اس لئے ہے کہ ہر نفس دوسرے نفس کے برابر ہے زندگی کا حق ہر انسان کو حاصل ہے ایک انسان سے زندگی کا حق چھیننا تمام انسانوں سے زندگی کا حق چھیننا ہے۔

سوال4:اللہ تعالیٰ نے قتل کو گناہ کبیرہ اور جرم عظیم کیوں قرار دیا؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے قتل نفس کو گناہِ کبیرہ اور جرم عظیم قرار دیا ہے اس کی چار وجوہات ہیں۔﴿1﴾ انسانیت کے اندر مجرموں کی موجودگی کی وجہ سے ناحق قتل کو سارے انسانوں کے قتل کی طرح لکھ دیا۔﴿2﴾ شر اور ظلم سے بھاگنے والوں کے خلاف قاتلوں کے ارتکاب جرم کی وجہ سے۔﴿3﴾ بعض لوگ جو فطری طور پر شر پسند ہوتے ہیں ان پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔﴿4﴾ جن پر نصیحت اثر نہیں کرتی ان کے لئے امن کی بات چیت مفید نہیں ہوتی۔

سوال5: كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ''ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا'' کیا یہ اصول صرف بنی اسرائیل کے لئے تھا؟

جواب: یہ اصول صرف بنی اسرائیل کے لئے نہیں تھا، ہمیشہ کے لئے ہے۔سلیمان بن ربعی کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری سے پوچھا یہ آیت ہمارے لئے بھی ہے جس طرح بنی اسرائیل کے لئے تھی۔انہوں نے فرمایا:ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بنی اسرائیل کے خون ہمارے خونوں سے زیادہ قابل احترام نہیں۔(ابن کثیر)

سوال6:اس آیت کریمہ کے مطابق قتل کن امور کی بناء پر جائز ہے؟

جواب: یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ دو امور کی بنا پر قتل جائز ہے:﴿1﴾ اگر کسی نے جان بوجھ کر ناحق قتل کیا ہو،اگر قاتل مکلّف اور بدلہ لئے جانے کے قابل ہو،وہ مقتول کا باپ نہ ہو،تو اسے (قصاص میں) قتل کرنا جائز ہے۔﴿2﴾ وہ لوگ جو لوگوں کے دین، جان اور اموال کو ہلاک کر کے زمین میں فساد برپا کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں،مثلاً مرتدین ، اہل کفر، محاربین اور بدعات کی طرف دعوت دینے والے وہ لوگ جن کو قتل کیے بغیر ان کے شر وفساد کا سدباب نہیں ہوسکتا۔اسی طرح وہ راہزن وغیرہ ہیں جو لوگوں کا مال لوٹنے یا ان کو قتل کرنے کے لیے شاہراہوں میں لوگوں پر حملہ کر دیتے ہیں۔(تفسیر سعدی:679/1)

سوال7:وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ''اور جس نے کسی ایک جان کو زندہ کیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: جوعفوودرگزر یاکسی اورطریقہ سے کسی کی زندگی کی بقا کا سبب بنے گا،تووہ گویاتمام لوگوں کی زندگی کا سبب بنے گا۔ (تیسیر الرحمٰن:341/1)

سوال8: قانونِ قصاص تمام زندہ لوگوں کوزندگی دینے کامفہوم اپنے اندررکھتاہے واضح کریں؟

جواب: قانونِ قصاص سے زندہ رہنے کاحق فراہم ہوتاہے جس میں تمام لوگ شریک ہیں۔

سوال9: قانونِ قصاص کی ذمہ داریاں جوہرفردِملت پرعائدہوتی ہیں ان کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ قتل کاہرحادثہ پوری قوم میں ایک ہلچل پیدا کردے جب تک اس کا قصاص نہ لے لیا جائے ہرشخص یہ محسوس کرے کہ وہ اس تحفظ سے محروم ہوگیاہے جواس کوابتک حاصل تھا۔قانون ہی سب کا محافظ ہوتا ہے۔ اگرقانون منہدم ہوگیاتوصرف مقتول ہی قتل نہیں ہوابلکہ ہرشخص قتل کی زدمیں ہے۔﴿2﴾ دوسری یہ کہ قاتل کا کھوج لگانا صرف مقتول کے وارثوں ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ پوری جماعت کی ذمہ داری ہے اس لئے کہ قاتل نے صرف مقتول ہی کوقتل نہیں کیابلکہ سب کوقتل کیاہے۔﴿3﴾ تیسری یہ کہ کوئی شخص اگرکسی کوخطرے میں دیکھےتواس کو پرایاجھگڑاسمجھ کرنظرانداز کرنااس کے لئے جائزنہیں ہے بلکہ اسکی حفاظت وحمایت تابہ حدمقدوراس کے لئے ضروری ہے اگرچہ اس کے لئے اسے خودجوکھم برداشت کرنی پڑے۔اس لیے کہ جوشخص کسی مظلوم کی حمایت ومدافعت میں سینہ سپرہوتاہے وہ صرف مظلوم ہی کی حمایت میں سینہ سپرنہیں ہوتا بلکہ تمام خلق کی حمایت میں سینہ سپرہوتاہے جس میں وہ خودبھی شامل ہے۔﴿4﴾ چوتھی یہ کہ اگرکوئی شخص کسی قتل کوچھپاتاہے یاقتل کے حق میں جھوٹی گواہی دیتاہے یاقتل کاضامن بنتاہے،یاقاتل کوپناہ دیتاہے۔یاقاتل کی دانستہ وکالت کرتاہے یادانستہ اس کوجرم سے بری کرتاہے وہ گویاخوداپنے اوراپنے باپ،بھائی،بیٹے کے قاتل کے لئے یہ سب کچھ کرتاہے کیونکہ ایک کا قاتل سب کا قاتل ہے۔﴿5﴾ پانچویں یہ کہ کسی مقتول کے قصاص کے معاملے میں مقتول کے وارثوں یاحکام کی مدد کرنا بھی درحقیقت مقتول کوزندگی بخشناہے۔اس لئے کہ قرآن میں ارشادہواہے کہ قصاص میں زندگی ہے۔(تدبرالقرآن)

سوال10:وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ''اور بلاشبہ یقیناً اُن کے پاس ہمارے رسول واضح دلائل لائے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے انسانی دنیامیں امن وامان قائم رکھنے کوصرف فرض ہی نہیں بتایابلکہ مسلسل رسول بھیجے جوانہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات یاددلاتے رہےاوراللہ تعالیٰ کی تعلیمات سکھاتے رہے۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کے احترام کے قانون کے ساتھ ہدایت کےمکمل قانون کی یاددہانی کروائی ہے کہ ہردورمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی راہ نمائی کا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

انتظام جاری رہا ہے۔﴿3﴾ہدایات کے باوجود اکثر لوگ زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں۔﴿4﴾ان دلائل نے کسی کے پاس کوئی حجت نہیں رہنے دی۔

سوال11:ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ" پھر بے شک اس کے بعد بھی ان میں سے اکثر لوگ زمین میں یقیناً حد سے بڑھنے والے ہیں" انسانوں کی جانب سے سب سے بڑا اسراف اور زیادتی کیا ہے؟

جواب:انسانوں کی جانب سے اسراف اور زیادتی یہ ہے کہ ﴿1﴾وہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کریں۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کی شریعت کو چھوڑ دیں۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ کی شریعت میں تبدیلی پیدا کریں۔﴿4﴾ گناہوں کے اعمال اور انبیاء ورسل کی مخالفت میں جو کہ واضح دلائل اور براہین کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں، حد سے بڑھ جائیں۔

سوال12:لَمُسْرِفُوْنَ" یقیناً حد سے بڑھنے والے ہیں" میں کس صورت حال کی طرف اشارہ ہے؟

جواب:﴿1﴾وہ صورت حال جو مسلمانوں کو مدینہ میں پیش آرہی تھی۔﴿2﴾یہود نے مسلمانوں کے ساتھ صلح اور امن کے کئی معاہدے کر رکھے تھے لیکن انہوں نے ان معاہدوں کا احترام نہیں کیا۔انہوں نے مسلمانوں کو ہمیشہ نقصان پہنچانے کی سازشیں کیں۔(ا)قریش نے مسلمانوں پر جتنے حملے کئے ان سب میں یہود شریک رہے۔(ب)انصار اور مہاجرین کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی انہوں نے بارہا کوششیں کیں۔(ج)عورتوں اور بچوں کے اغواء میں یہ نہایت سنگ دل واقع ہوئے تھے۔(د)نبی ﷺ کے قتل کی انہوں نے بارہا سازشیں کیں۔(و)مسلمانوں کو ہمیشہ ان سے عزت اور جان کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔(ھ)مسلمان جب انہیں کسی معاملے پر گفتگو کے لئے بلاتے تو ان کو ہلاک کرنے کے لئے پہلے ہی سازشیں تیار رکھتے تھے۔(تدبرالقرآن)﴿3﴾اس آیت کے ذریعے واضح کیا گیا ان میں سے بکثرت لوگ زیادتیاں کرنے والے ہیں۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ(33)

یقیناً ان لوگوں کی جزا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھائے جائیں یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے بری طرح کاٹ دیئے جائیں یا اُنہیں اس زمین سے باہر نکال دیا جائے، یہ اُن کے لیے دنیا میں رُسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔(33)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال1: یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی؟

جواب: ابن جریر نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس اس آیت کریمہ (اِنَّمَاجَزٰٓؤُاالَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ) (الخ) کے بارے میں دریافت کرنے کے متعلق لکھا، انھوں نے جواب میں لکھا کہ آیت اصحاب عرینہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ مرتد ہوگئے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کردیا تھا اور آپ کے اونٹوں کو ہانک کرلے گئے تھے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

سوال2: اِنَّمَاجَزٰٓؤُاالَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ''یقیناً ان لوگوں کی جزا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ سے کفر کرنا مراد ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر) ﴿2﴾ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ سے مراد ان کی اطاعت سے نکل جانا اور مومن پر ہتھیار اٹھانا اور انہیں قتل کرنا اور ان کے اموال سلب کرنا اور ان کی حرمتوں پر زیادتی کرنا ہے۔ (ایسر التفاسیر:340)

سوال3: اللہ تعالیٰ اور رسول کے ساتھ جنگ (محاربت) سے کیا مراد ہے؟

جواب: ﴿1﴾ کسی مسلمان حکومت کے خلاف بغاوت کرنا جو حکومت شریعت کے مطابق چلائی جارہی ہو۔ ﴿2﴾ اس بغاوت میں باغی اجتماعی طور پر لوگوں کے اندر خوف و ہراس پھیلا رہے ہوں۔ ﴿3﴾ اس گروہ کی جانب سے دارالاسلام کے باشندوں کو مالی، جانی اور عزت کے نقصان کے خطرات لاحق ہوں۔ ﴿4﴾ یہ بغاوت صرف سربراہ مملکت کے خلاف نہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی شریعت کے خلاف ہو۔ ﴿5﴾ بغاوت اس سربراہِ مملکت کے خلاف ہو جو شریعت کے مطابق سربراہ بنا ہو اور شریعت کو نافذ کرنے والا ہو۔ (فی ظلال القرآن)

سوال4: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ محاربت کے مرتکب کون لوگ ہوتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ محاربت کے مرتکب وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ عداوت ظاہر کرتے ہیں اور قتل وغارت، کفر، لوٹ مار اور شاہراہوں کو غیر محفوظ بنانے کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:680/1)

سوال5: محاربت کی شرعی سزائیں کیا ہیں؟

جواب: ﴿1﴾ قتل۔ ﴿2﴾ سولی چڑھانا۔ ﴿3﴾ ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ ڈالنا۔ ﴿4﴾ جلاوطن کردیا جانا۔

سوال6: وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ''اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: جو اللہ تعالیٰ کی زمین میں نافرمانیوں کے کام کرتے ہیں۔ مومنوں کا مال لوٹتے ہیں، قتل کرتے ہیں، دہشت پھیلاتے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہیں،شاہراؤں پرسفرکرنا بندکردیتے ہیں جس کی وجہ سے راستے منقطع ہوجاتے ہیں۔

سوال7: اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ’’یہی ہے کہ وہ قتل کردیئے جائیں یا سولی چڑھائے جائیں یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے بری طرح کاٹ دیئے جائیں یا اُنہیں اس زمین سے باہر نکال دیا جائے‘‘ کیاامام کواختیار ہے کہ باغیوں کووہ ان سزاؤں میں سے جوچاہے سزادے یا کہ ان جرائم میں سے ہرجرم کی الگ سزاہے؟

جواب:اصحاب تفسیر میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیاان سزاؤں میں اختیار ہےاوراما م یااس کا نائب، ہرراہزن کواپنی صوابدیداورمصلحت کے مطابق ان سزاؤں میں سے کوئی سزادےسکتا ہے۔﴿2﴾ آیت کریمہ کے الفاظ سے یہی ظاہر ہوتا ہے یاان کی سزاان کے جرم کے مطابق دی جائے گی اور ہرجرم کے مقابلے میں ایک سزاہے جیسا کہ آیت کریمہ اس پردلالت کرتی ہےاوراس آیت کریمہ کاحکم اللہ تعالیٰ کی حکمت کے مطابق ہے یعنی اگروہ قتل اورلوٹ مارکاارتکاب کریں توان کوقتل کرنے اورسولی دینے کی سزاحتمی ہے۔یہاں تک کہ ان کا سولی دیاجانامشہورہوجائے اوردوسرے لوگ لوٹ ماراورراہزنی سے بازآجائیں۔اگروہ لوگوں کوقتل کریں اورمال نہ لوٹیں توان کوصرف قتل کیاجائے۔اگروہ صرف مال لوٹیں اورلوگوں کوقتل کرنے سے بازرہیں توم مخالف سمت ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یعنی دایاں ہاتھ اوربایاں پاؤں کاٹ دیاجائے۔ اگرصرف لوگوں کوخوف زدہ کرنے اوردہشت پھیلانے کے مرتکب ہوئے ہوں اورانہوں نے کسی کامال لوٹاہونہ کسی کوقتل کیاہوتوان کوجلاوطن کیاجائے گااوران کوکسی شہرمیں پناہ نہیں لینے دی جائے گی یہاں تک کہ وہ توبہ کرلیں۔یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔(تفسیرسعدی:680,681/1)

سوال8: قانون محاربہ کے استعمال کی مثالیں دیں؟

جواب:﴿1﴾عکل اورعرینہ کونبی ﷺ نے جوسزادی امام بخاری نے ان کی سزاکواس آیت کے تحت لیاہے۔﴿2﴾بنونضیر، بنوقریضہ،بنوقینقاع کے ساتھ جومعاملہ نبی ﷺ نے کیا۔﴿3﴾سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی بھی اسی قانون کےتحت کی۔﴿4﴾سیدناعمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِخلافت میں یہودکوعرب سے نکال باہرکیا۔اسی قانون کےتحت کیاگیا۔

سوال9: ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا ’’یہ اُن کے لیے دنیامیں رُسوائی ہے‘‘ کیادنیا کی سزاکے بعدآخرت کی سزاساقط ہوجائے گی؟

جواب:دنیا کی سزاکی وجہ سےآخرت میں گناہ اورگندگی سے پاک نہ ہوں گے۔اسی لئے دنیا کی رسوائی کے ساتھ آخرت میں عذاب عظیم کی وعیدسنائی گئی ہے۔

سوال10: وَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ’’اورآخرت میں اُن کے لیے بہت بڑاعذاب ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾راہزنوں کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔﴿2﴾یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ راہزنی بڑے گناہوں میں شمار ہوتی ہے۔﴿3﴾راہزنی کا مرتکب اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتا ہے اس لیے دنیا کی رسوائی اور آخرت میں عظیم عذاب ہے۔

اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡہِمۡ ۚ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ(34)

سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اس سے پہلے توبہ کی کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جان لو یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔(34)

سوال1:اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡہِمۡ ’’سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اس سے پہلے توبہ کی کہ تم ان پر قابو پاؤ‘‘ کیا حکومت کے ایکشن سے پہلے اگر کوئی توبہ کرلے اپنے رویے کی اصلاح کرلے تو ان باغیوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟

جواب:﴿1﴾محاربین میں سے جو لوگ حکومت کے ایکشن سے پہلے توبہ کرلیں ان کے خلاف پچھلے رویے کی وجہ سے اقدام نہیں کیا جائے گا۔﴿2﴾اب ان کے ساتھ عام قانون کے تحت معاملہ ہوگا۔ان سے جرم اور گناہ ساقط ہوجائیں گے۔﴿3﴾ان کے ہاتھوں جن کے حقوق تلف ہوئے ہوں تو ان کی تلافی کرادی جائے گی۔اس آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ محارب قابو میں آجائے تو اس کی توبہ معتبر نہیں، نہ ہی سزا ساقط ہوگی۔

سوال2:فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ’’تو جان لو یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے‘‘ توبہ کرنے والوں کی سزا اور جرم معاف کرنے میں کیا حکمت پوشیدہ ہے؟

جواب:﴿1﴾توبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے جب کہ وہ قوت ہونے کے باوجود، بغاوت جاری رکھ سکنے کے باوجود ہدایت پر آگئے۔﴿2﴾ایسے لوگوں کو دیکھ کر دوسرے افراد بھی توبہ اور اصلاح کے لئے آمادہ ہوجائیں گے۔﴿3﴾جنگ اور مقابلے سے مغلوب کرنے کے مقابلے میں اصلاح کا آسان طریقہ ہے۔

سوال3:اس رکوع سے کون سے اصول ملتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ کے عہد پر قائم رہنے کے لئے اصل چیز یہ ہے کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف ہو جو سخت سے سخت آزمائش کے موقع پر بھی اس کے قدم راہِ حق پر استوار رکھے۔اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنا ہے۔﴿2﴾عہد توڑنے کا سبب وہ فاسد جذبات ہیں جو شیطان کے اکسانے سے پیدا ہوتے ہیں۔وہ انسان کو آخر کار ایسے جرائم پر آمادہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عہد کے خلاف ہوتے ہیں۔لہذا فاسد جذبات سے بچنے کے لئے شیطان کی اکساہٹوں سے پناہ مانگنی ہے اور شعوری

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

طور پران اکساہٹوں کومحسوس کر کے اپنے آپ کواس کی دشمنی سے بچانا ہے۔﴿3﴾ حق پر مرجانا باطل پر زندہ رہنے سے ہزار درجے بہتر ہے۔ ہابیل نے اپنی شہادت سے آنے والی نسلوں کے لئے مثال قائم کی لہذا جینا ہے تو حق پر، باطل پر زندگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی ہے۔انشاءاللہ﴿4﴾ اللہ تعالیٰ پر ایمان، اللہ تعالیٰ کی عبادت، عبادت کے لئے اخلاص اور تقوٰی کی شرط، عدل کا تصور، قتل نفس کا جرم ہونا جنت اور دوزخ کا عقیدہ یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں ان کا عہد اللہ تعالیٰ نے ہر نبی اور اس کی امت سے لیا ہے۔ اس سے ان لوگوں کے خیال کی تردید ہورہی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ابتدائی انسان حق اور عدل کے ان تصورات سے بالکل خالی تھے جواب اس کے اندر پائے جاتے ہیں۔﴿5﴾ آزادی اور حکمرانی کی ذمہ داریوں کے لئے خود اعتمادی اور اولوالعزمی ضروری ہے، مصر کی غلامی نے بنی اسرائیل سے جب یہ صفات ختم کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے صحرا کی بھٹی میں تپا کر ان کے اندر یہ جوہر پیدا کیا۔﴿6﴾ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی ترقی کے لئے جو زینے بنا دیئے ہیں ان کو طے کیے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔﴿7﴾ عمل اور اطاعت کی ذمہ داریوں سے کوئی بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔

رکوع نمبر 10

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ(35)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور اس کی طرف قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔(35)

سوال1: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تقوٰی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جو کہ ایمان کا تقاضا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے اس کی اطاعت کریں اور جس سے روکا ہے اس کے عذابوں کے خوف سے ان کاموں سے رک جائیں۔

سوال2: آخرت کی ابدی کامیابی کے لیے اسلام کیا لائحہ عمل دیتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ ایمان والے اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کریں۔﴿3﴾ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں۔

سوال3: وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ ''اور اس کی طرف قرب تلاش کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ وسیلہ کے معنی قربت کے ہیں۔ اور وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو۔ یعنی ایسا کام

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کروجس سے اللہ تعالیٰ سے جڑ جاؤ۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ کا قرب،اس کے پاس مرتبہ اوراس کی محبت طلب کرو۔یہ چیز فرائض قلبی مثلاً محبت الٰہی،اس کے خوف،اس پر امید،اس کی طرف انابت اوراس پر توکل،فرائض بدنی مثلاً زکوٰۃ اور حج وغیرہ اور قلب وبدن سے مرکب فرائض مثلاً نماز،ذکر،تلاوت اورلوگوں سے اپنے اخلاق،مال،علم،جاہ اور بدن کے ذریعے سے بھلائی سے پیش آنے اوران کی خیرخواہی کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔پس یہ تمام اعمال تقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔بندہ اعمال کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے کان بن جاتا ہے جن کے ذریعے سے وہ سنتا ہے۔اس کی آنکھ بن جاتا ہے جس کے ذریعے وہ دیکھتا ہے،اس کے پاؤں بن جاتا ہے جن کے ذریعے سے وہ چلتا ہے اوراللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:682/1)﴿3﴾ حدیث میں مقام محمود کو وسیلہ کہا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص اذان سن کر یہ کہے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَاالْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًامَحْمُوْدَاالَّذِیْ وَعَدْتَہُ اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔''(صحیح بخاری:614)

سوال4:وسیلہ کی حقیقت واضح کریں؟

جواب:﴿1﴾ وسیلہ عربی زبان کا لفظ ہے۔اس سے مراد ایسا عمل ہے جس کے ذریعے رغبت کے ساتھ کسی کا قرب حاصل کیا جائے۔جنت کے سب سے اعلیٰ مقام کو بھی وسیلہ کہتے ہیں۔﴿2﴾ شریعت کی اصطلاح میں وسیلہ عبادت اوراعمال صالح کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔اس کی رضا کے تمام راستوں پر چل کر اسے خوش کرنا ہے تاکہ آخرت کی کامیابی نصیب ہو۔وسیلہ وہ سبب ہے جس کے ذریعے وسیلہ چاہنے والا اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچتا ہے اورمقبول بارگاہ بنتا ہے۔﴿3﴾ قرآن وسنت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ان اعمال صالح کو وسیلہ بنائیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔عمل صالح وہ عمل ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے،اس کے خوف کے تحت نبی ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کیا جائے۔رب العزت نے فرمایا:قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ آپ کہہ دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا اورتمہارے گناہ معاف کرے گا۔اوراللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا،بے حد رحم والا ہے۔(آل عمران:31)﴿4﴾ شرعی وسیلہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حکم دیا اور جس کی نبی ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ ان اعمال کو اپنا کر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کریں۔﴿5﴾ ممنوع وسیلہ یہ ہے کہ ایسے اعمال وسیلہ سمجھ کر اختیار کئے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اورمحمد رسول اللہ ﷺ کی سنت اوراس کی روح کے خلاف ہوں بلکہ شریعت میں ان کی حیثیت حرام یا مکروہ کی ہو۔﴿6﴾ دنیاوی وسیلے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ذرائع کی حیثیت رکھتے ہیں۔(الف) مثلاً رزق حاصل کرنے کے لیے تجارت، ملازمت یا اجرت وغیرہ۔ یہ سب جائز ذرائع ہیں لیکن رزق کے حصول کے لیے سود، چوری، ذخیرہ اندوزی اور خیانت کو ذریعہ بنایا جائے تو یہ حرام ہے۔(ب) اسی طرح صحت کے حصول کے لیے حلال دواؤں سے علاج کروانا جائز ہے لیکن حرام، زہریلی اور ناپاک دواؤں سے علاج کروانا حرام ہے اور صحت نہ ملنے پر کسی درگاہ پر حاضری دینا، قبر والے کو پکارنا، فریادیں کرنا شرک اکبر ہے۔﴿7﴾ نکاح کرنے کے لیے پیغام دینا جائز ہے۔ رشتہ منظور نہ ہونے کی صورت میں کسی جادوگر کے پاس جا کر ایسی تدبیر کرنا کہ لڑکی خود اس کی محبت میں گرفتار ہو جائے، یہ شریعت کی نظر میں حرام ہے۔﴿8﴾ کسی کا مال چوری ہو جائے اور چور نہ ملے تو کسی عامل کے جن کے ذریعے چور کا پتہ لگانا شرعاً حرام ہے اس لیے کہ کوئی غیب کی خبر نہیں جانتا۔

مشروع وسیلے:﴿1﴾ خالص ایمان کا وسیلہ۔﴿2﴾ نماز کا وسیلہ۔﴿3﴾ روزے کا وسیلہ۔﴿4﴾ حج کا وسیلہ اور بہترین وسیلہ۔ ﴿5﴾ عمرہ کا وسیلہ۔﴿6﴾ صدقے کا وسیلہ۔﴿7﴾ جہاد کا وسیلہ۔﴿8﴾ استغفار کا وسیلہ۔﴿9﴾ دعا کا وسیلہ۔﴿10﴾ درود کا وسیلہ۔﴿11﴾ قرآن مجید کا وسیلہ۔﴿12﴾ اسمائے حسنیٰ کا وسیلہ۔﴿13﴾ مؤمن بھائی کی دعا کا وسیلہ۔﴿14﴾ نیک اعمال کا وسیلہ۔﴿15﴾ گناہوں سے بچنے کا وسیلہ۔

حرام وسیلے:﴿1﴾ اولیاء اللہ اور نیک لوگوں سے فریادیں کرنا۔﴿2﴾ غیر اللہ کے لیے نذر ماننا۔﴿3﴾ قبروں پر جانور قربان کرنا۔﴿4﴾ کسی کے حق کا وسیلہ لینا۔﴿5﴾ کسی کے جاہ و مرتبہ کا وسیلہ لینا۔

سوال5: مومن کے لیے دنیا میں سب سے بڑی چیز کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی قربت، یہ قربت اپنی مکمل صورت میں تو آخرت میں مومن کو حاصل ہوگی لیکن اس کا عمل جب اسے اللہ تعالیٰ سے قریب کرتا ہے تو ایک احساس کی صورت میں اس کا تجربہ مومن کو دنیا میں بھی ہونے لگتا ہے۔

سوال6: اللہ تعالیٰ کی قربت تک پہنچنے کے ذرائع کیا ہے؟

جواب: تقویٰ اور جہاد۔ اللہ تعالیٰ کی قربت کے لیے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر زندگی گزارنا تقویٰ ہے اور ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کی جدوجہد کا نام جہاد ہے۔

سوال7: اللہ تعالیٰ کی قربت کے لیے تقویٰ اور جہاد کا کیا کردار ہے؟

جواب:﴿1﴾ تقویٰ: دل کا چوکیدار ہے۔ انسان لوگوں کی نظروں سے چھپا ہوا ہوتا ہے لیکن تقویٰ اس کا نگران ہوتا ہے۔ تقویٰ برائی اور بے حیائی سے روکتا ہے۔ تقویٰ دل کی زندگی کا باعث بنتا ہے۔ دل کی دنیا کی اصلاح کرتا ہے۔ ضمیر اور روح کی زندگی کا باعث بنتا ہے۔ اور یوں انسان وہ طرزِ عمل اختیار کرتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ سے قریب کر دیتا ہے۔﴿2﴾ جہاد: مومن

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کی زندگی میں ایساوقت آتا ہے جب وہ اپنے آپ کوخیراورشر کے درمیان،حق اورناحق کے درمیان کھڑا ہواپاتا ہے۔اگر وہ حق کی طرف بڑھے تواس کی اناٹوٹتی ہےاوراس کی دنیا کی مصلحت بکھرتی ہوئی نظرآتی ہے۔جب وہ حق کوچھوڑتا ہےتواس کی انا برقراررہتی ہے۔مصلحتیں محفوظ ہوجاتی ہیں۔اس وقت جوانسان اللہ تعالیٰ سے ڈرےاورناحق کونظرانداز کرکے اللہ تعالیٰ کو پکڑلےاور ہرمشکل اورمصیبت کوجھیل کراللہ تعالیٰ کی طرف بڑھے تو یہی جہاد ہے۔یہ چیز انسان کواللہ تعالیٰ سے قریب کرتی ہے۔اس قربت کا تجربہ ایک احساس کی صورت میں انسان کواسی وقت ہوجاتا ہے۔

سوال8:وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ ''اوراس کی راہ میں جہادکرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اے مومنو!میرے راستے میں میرےاوراپنے دشمنوں سے جہادکرویعنی اللہ تعالیٰ کے دین اوراس کی شریعت کے لیے جواس نے اپنے بندوں کے لیےمقررکی ہے وہ اسلام ہے۔(جامع البیان:244/6)﴿2﴾پھراللہ کےقریب کرنے والی عبادت میں سے جہادفی سبیل اللہ کاخصوصی طور پر بیان کیااور یہ جہادنام ہے کافروں کے ساتھ لڑائی میں اپنی پوری طاقت صرف کرنے کا،مال،جان،رائے،زبان کے ذریعے سےاوراللہ کے دین کی مدد میں اپنی مقدوربھرسعی وکوشش کرنے کا۔اس لیے کہ عبادت کی یہ قسم تمام طاعات میں سب سے زیادہ جلیل القدراورقربات میں سب سے افضل ہے،نیز یہ کہ جواس کی ادائیگی کااہتمام کرلیتا ہے،وہ دیگرفرائض وعبادات بہ طریق اولیٰ بجالاتا ہے۔(تفسیرسعدی:682/1)

سوال9:لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ''تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾فلاح مکروہ سے نجات پانےاورپسندیدہ چیز سے کامیابی حاصل کرنے کے لیےاسم جامع ہے۔(تفسیررازی:220/11)﴿2﴾فلاح اپنے ہرمطلوب ومرغوب کےحصول میں کامیابی اورمرہوب سے نجات کانام ہےپس اس کی حقیقت ابدی سعادت اوردائمی نعمت ہے۔(تفسیرسعدی:682/1)﴿3﴾تُفْلِحُوْنَ:تم آگ سے نجات پاؤاورجنت میں داخل ہوجاؤ۔(ایسرالتفاسیر:342)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(36)

یقیناً جن لوگوں نے کفرکیااگرواقعتاًان کے پاس وہ سب کچھ ہوجوزمین میں ہےاوراتنا ہی اوربھی اس کے ساتھ ہو تاکہ وہ اس کوقیامت کے دن کے عذاب سے فدیے میں دے دیں توان سے وہ قبول نہیں کیا جائے گااوران کے لیے دردناک عذاب ہے(36)

سوال1:اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

’’یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اگر واقعتاً ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اتنا ہی اور بھی اس کے ساتھ ہوتا کہ وہ اس کو قیامت کے دن کے عذاب سے فدیے میں دے دیں تو ان سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا‘‘ اللہ تعالیٰ کے ماسوا دوسرے وسائل پر اعتماد کرنے والوں کا انجام کیا ہے؟

جواب: ’’یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا‘‘ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی بجائے دنیا کے ڈر کو اختیار کیا، اللہ تعالیٰ کی قربت کی بجائے بے بنیاد سہاروں کے اعتماد پر زندگی گزاری، اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرگرم عمل ہونے کی بجائے خیالی سفارشوں کے سہارے زندگی گزار دی اور یہ سوچا کہ آخرت کی کامیابیاں ان کا مقدر بننے والی ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی۔ ﴿1﴾ ساری زمین کے خزانوں کے مالک بن جائیں اتنے ہی اور مل جائیں اور فدیے میں دے کر اپنا آپ چھڑانا چاہیں تب بھی آخرت کے عذاب سے نجات نہیں ملے گی۔ ﴿2﴾ ’’اگر واقعتاً ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اتنا ہی اور بھی اس کے ساتھ ہوتا کہ وہ اس کو قیامت کے دن کے عذاب سے فدیے میں دے دیں تو ان سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا‘‘ کے لیے ابدی اور دائمی عذاب ہوگا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخ کے سب سے کم عذاب پانے والے یعنی ابوطالب سے پوچھے گا اگر تمہیں روئے زمین کی ساری چیزیں میسر ہوں تو کیا تم ان کو فدیہ میں اس عذاب سے نجات پانے کے لیے دے دو گے؟ وہ کہے گا ہاں! اللہ فرمائے گا میں نے تم سے اس سے بھی سہل چیز کا اس وقت مطالبہ کیا تھا جب تم آدم کی پیٹھ میں تھے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا لیکن تم نے توحید کا انکار کیا آخر شرک ہی کیا! (صحیح بخاری: 6557) رب العزت نے فرمایا: وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ اور اگر واقعی اُن کے پاس جنہوں نے ظلم کیا، وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اُس کے ساتھ اُس کی مانند اور بھی ہو تو وہ قیامت کے دن کے بُرے عذاب سے بچنے کے لیے ضرور اُسے فدیے میں دے دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے اُن پر وہ ظاہر ہو جائے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں رکھتے تھے۔ (الزمر: 47)

سوال 2: وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ’’اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانے کی کوئی صورت نہیں ہوگی اس لیے فرمایا ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 435/1)

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ (37)

وہ ارادہ کریں گے کہ آگ سے نکل جائیں حالانکہ وہ اس سے ہرگز نکلنے والے نہیں ہوں گے اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔ (37)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال1:یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنَ النَّارِ وَ مَا ہُمۡ بِخٰرِجِیۡنَ مِنۡہَا" وہ ارادہ کریں گے کہ آگ سے نکل جائیں حالانکہ وہ اس سے ہرگز نکلنے والے نہیں ہوں گے" کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یہ آخرت کے عذاب کا منظر ہے جہاں کفر کرنے والے آگ سے نکلنے کا ارادہ کررہے ہیں مگر بھاگ نہیں سکتے۔ ﴿2﴾ ان کو مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ وہاں ہمیشہ رہیں۔﴿3﴾ اس منظر سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا احساس دلایا جارہا ہے کہ اُس کا حکم فیصلہ کن ہے کل جاری ہوجائے گا تو بچ نہیں پاؤ گے پھر آج کیوں نہیں مان لیتے؟ کُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنۡہَاۤ اُعِیۡدُوۡا فِیۡہَا وَ قِیۡلَ لَہُمۡ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ بِہٖ تُکَذِّبُوۡنَ جب کبھی وہ ارادہ کریں گے کہ اُس سے نکلیں تو اُس میں لوٹا دیے جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ اب آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔(السجدہ:20)

سوال2:وَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ" اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے" کی وضاحت کریں؟

جواب: کفر وہ بدنصیبی ہے جس کی تلافی ساری کائنات دے کر بھی نہیں ہوسکتی۔ وہ لوگ جو اس دنیا میں حقائق سے منہ پھیرتے ہیں۔حشر میں شفقت ورحمت کے چشموں کو سوکھا ہوا پائیں گے اور کوئی کوشش انہیں جہنم کے عذاب مقیم سے باہر نہ نکال سکے گی۔(سراج البیان:269/1)

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَۃُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَہُمَا جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ(38)

اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت، سو تم دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، (یہ) اس کا بدلہ ہے جو ان دونوں نے کمایا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ہے، اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔(38)

سوال1:وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَۃُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَہُمَا" اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت، سو تم دونوں کے ہاتھ کاٹ دو" اسلام میں چوری کی سزا کیا ہے؟

جواب:﴿1﴾ چور اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی دوسرے کا قابل احترام مال، اس کی رضامندی کے بغیر خفیہ طور پر ہتھیاتا ہے۔ (تفسیر سعدی:683/1)﴿2﴾ چوری کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے جو بدترین سزا کا موجب ہے یعنی دایاں ہاتھ کاٹنا، جیسا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی قراءت میں آتا ہے۔ ہاتھ کا اطلاق کلائی کے جوڑ تک ہتھیلی پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی چوری کرتا ہے تو ہاتھ کلائی سے کاٹ دیا جائے اور اس کے بعد تیل میں داغ دیا جائے تاکہ رگیں مسدود ہوجائیں اور خون رک جائے۔(تفسیر سعدی:684/1)﴿3﴾ (پہلی بار) چوری کرے تو دایاں ہاتھ کاٹ دو پھر (دوسری بار) چوری کرے تو اس کا (بایاں) پاؤں کاٹ دو پھر (تیسری بار) چوری کرے تو اس کا (بایاں) ہاتھ کاٹ دو۔ پھر (چوتھی بار) چوری کرے تو اس کا (دایاں) پاؤں کاٹ دو۔(شرح السنہ بحوالہ مشکوۃ کتاب الحدود)

سوال2:فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَہُمَا" سو تم دونوں کے ہاتھ کاٹ دو" قطع ید کی سزا کے لیے شرائط کیا ہیں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾ کسی قدر و قیمت رکھنے والی چیز کی چوری ہو۔﴿2﴾ محفوظ کئے ہوئے مال کی چوری کیگئی ہو۔﴿3﴾ مجنون اور نابالغ کی چوری پراس کا اطلاق نہیں ہوگا۔﴿4﴾ اضطرار کے شبے پر حدنافذنہیں کی جائے گی۔﴿5﴾ کسی کے بیوی بچے یا گھریلو ملازم اگر مال میں سے کچھ چوری کرلیں تو یہ قانون کے دائرے سے الگ ہے۔﴿6﴾ جس مال میں چوری کرنے والے کا حصہ ہو یاوہ مال اس کی حفاظت یاامانت میں ہواس کی چوری پربھی حدنہیں لگے گی۔حدسرقہ کے نفاذ کے لیے دارالاسلام کا ہونا شرط ہے۔

سوال3: چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا کا اطلاق کتنے نصاب پر ہوگا؟

جواب:﴿1﴾ نصاب: چورکا ہاتھ کاٹنے کے لیے مال مسروقہ کا نصاب ضروری ہے۔یہ نصاب کم ازکم ایک چوتھائی دینار یا تین درہم یاان میں سے کسی ایک کے برابر ہو۔مال مسروقہ اگراس نصاب سے کم ہوتو چورکا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔شاید یہ لفظ سرقہ اوراس کے معنی سے ماخوذ ہے کیونکہ لفظ ''سرقہ'' سے مراد ہے کوئی چیز اس طریقے سے لینا جس سے احتراز ممکن نہ ہواور یہ اسی وقت ہی ہوگا کہ مال کوحفاظت کے ساتھ رکھا گیا ہو۔اگر مال کوحفاظت کے ساتھ نہ رکھا گیا تواس مال کا لینا شرعی سرقہ کے زمرے میں نہیں آئے گا۔(تفسیر سعدی:683/1)﴿2﴾ چوری کے اطلاق کے لیے ضروری ہے کہ مال محفوظ جگہ سے اٹھایا گیا ہو، یہاں مال کی حفاظت سے مراد وہ حفاظت ہے جو عادتاً کی جاتی ہے۔چور نے اگر کسی ایسے مال کی چوری کی ہو جو حفاظت میں نہ ہوتو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔(تفسیر سعدی:683/1)

سوال4: اسلام میں چوری کی سزا اتنی سخت کیوں ہے؟

جواب:﴿1﴾ اسلامی ریاست ایسا ماحول فراہم کرتی ہے جس میں کوئی معتدل شخص چوری کے بارے میں سوچ ہی نہ سکے۔﴿2﴾ اسلامی ریاست اپنے باشندوں کومعاشی کفالت، اخلاقی تربیت اوردرست طرز عمل اختیار کرنے کی ضمانت دیتی ہے۔﴿3﴾ اسلام ہرفرد کو زندہ رہنے اورزندگی کی بقاء کے لیے تمام وسائل استعمال کرنے کا اختیار دیتا ہے اگرایک فرد اپنی ضروریات کی کفالت نہیں کرسکتا تواس کا یہ حق اسلامی معاشرے پر عائد کیا گیا کہ وہ اس کی بنیادی ضروریات فراہم کرے۔﴿4﴾ اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ان تمام لوگوں کوروزگار فراہم کرے جو کام کے قابل ہوں۔﴿5﴾ اسلامی حکومت لوگوں کو کام کرنے کی تربیت بھی دے گی، مواقع اورکام کے اوزار بھی فراہم کرے گی۔﴿6﴾ اسلام دولت کے ارتکاز پر پابندیاں عائد کرتا ہے صرف حلال ذرائع سے دولت جمع کی جاسکتی ہے۔﴿7﴾ اسلامی معاشرے میں جو شخص دولت کماتا ہے، سود نہیں کھاتا، دھوکہ دہی نہیں کرتا، ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا، مزدوروں کی مزدوری نہیں مارتا، زکوۃ ادا کرتا ہے اور اسلامی معاشرے کو ٹیکس بھی ادا کرتا ہے۔ایسے شخص کا حق ہے کہ اس کے مال کو چوری اورڈاکے سے تحفظ ہواوراسلامی ریاست اس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تحفظ دینے کی پابند ہے۔﴿8﴾ اگر ایسے حالات میں جبکہ ہر ایک کی ضروریات پوری ہو رہی ہوں اور مالداروں نے مال حرام راستے سے جمع نہیں کیا تو پھر چوروں کو کھلی چھوٹ دے دینا یا ایسی سزائیں دینا جو نہ دوسروں کے لیے باعث عبرت ہوں، نہ چور کو چوری سے باز رکھ سکیں اسلامی نقطہء نظر سے درست نہیں۔اس لیے اسلام نے قطع ید کی سزا رکھی تا کہ جسم پر جرم کے آثار موجود رہیں تا کہ ان کی وجہ سے سب عبرت پکڑیں اور چور بھی اپنے ذہن میں اس حادثے کو حاضر رکھتے ہوئے آئندہ چوری سے بچ سکے۔

سوال5: جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا'' (یہ)اس کا بدلہ ہے جو ان دونوں نے کمایا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یعنی یہ چور کے لیے اس کی چوری کا بدلہ ہے۔اس کی یہ سزا ہے کیونکہ اس نے لوگوں کا مال چرایا ہے۔﴿2﴾ سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مسجد میں اپنی چادر کا تکیہ بنا کر اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوئے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور آہستہ سے اس نے وہ چادر آپ کے نیچے سے کھینچ لی اتنے میں صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کو بھی جاگ آ گئی تو وہ اسے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا(اس پر صفوان کو اس آدمی پر ترس آ گیا) اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس کا قصور معاف کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو وہب!(یہ صفوان بن امیہ کی کنیت ہے)تم نے اسے ہمارے ہاں لانے سے پہلے کیوں نہ معاف کر دیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔(نسائی)﴿3﴾ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آپس میں ہی ایک دوسرے کو حدود معاف کر دیا کرو پھر جب مقدمہ مجھ تک پہنچ گیا تو حد واجب ہو جائے گی۔(ابوداود،نسائی)

سوال6: نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا دیگر لوگوں کے لیے تنبیہ اور ڈراوا ہے اس تنبیہ سے دیگر لوگ جو چوری کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں وہ چوری سے باز آ جائیں گے۔﴿2﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چور پر لعنت کی ہے کہ ایک انڈا چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ایک رسی چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔(صحیح بخاری:6799)﴿3﴾ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی قریش کے لوگوں کے لیے اہمیت اختیار کر گیا اور انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسامہ رضی اللہ عنہ کے سوا اس معاملہ میں کون بات کر سکتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے ہیں اور کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے سوا سفارش کی ہمت نہیں کر سکتا۔چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں سفارش کرنے آئے ہو؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو!تم سے پہلے کے لوگ اس لیے گمراہ ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ نے بھی چوری کی ہوتی تو محمد ﷺ اس کا ہاتھ ضرور کاٹ ڈالتے۔(صحیح بخاری:6788)

سوال7: معاشرتی جرائم کی سزا کے لیے اسلام نے کن خاص پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے سزائیں مقرر کیں؟

جواب:﴿1﴾ انسان کے جرم کی سزا۔﴿2﴾ سزا عبرت ناک ہو جسے دیکھ کر دوسرے مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو۔

سوال8: قطع ید کی سزا کے اثرات کیا مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾ جرائم میں کمی آجاتی ہے۔﴿2﴾ معاشرے میں امن قائم ہو جاتا ہے۔﴿3﴾ یہ سزا انسان کی نفسیات کے عین مطابق ہے۔ ہاتھ کٹنے کے بعد انسان مستقل پچھتاووں کی وجہ سے آئندہ جرائم سے باز آجاتا ہے۔

سوال9: وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ''اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس نے چوری کی سزا قطع ید مقرر کی ہے۔ ہاتھ کاٹنے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے مال محفوظ ہو جاتے ہیں۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ عزیز ہے وہ اپنے احکامات کو نافذ کرنے پر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے انتقام میں قوی ہے اور اپنی شریعت کو حکمت سے نافذ کرواتا ہے۔

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(39)

پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کی اور اصلاح کر لی تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔(39)

سوال1: اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک عورت نے چوری کی تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ کی گنجائش ہے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی پھر جو شخص توبہ کرے اپنی زیادتی کے بعد الخ۔ پھر جو چوری اور قطع ید (ہاتھ کاٹے جانے) کے بعد توبہ کر کے اپنی اصلاح کرے تو توبہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں۔(تفسیر ابن عباس:343/1)

سوال2: فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ''پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کی اور اصلاح کر لی تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ فَمَنْ تَابَ: جس نے چوروں میں سے توبہ کی یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانی میں سے ناپسند کیا اس سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رجوع کرلیا۔اوراپنے ظلم کے بعداللہ کی رضااوراطاعت کی طرف لوٹ آیا۔(جامع البیان:247/6)﴿2﴾مِنۢ بَعۡدِ ظُلۡمِهٖ اپنے ظلم کے بعدیعنی چوری کے بعد۔ظلم سے مراداس کی زیادتی ہےاوراس کا وہ عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے لوگوں کے مال کو چرانے سے۔(جامع البیان:247/6)﴿3﴾وَ اَصۡلَحَ ''اوراصلاح کرلی''یعنی اپنے نفس کوتوبہ اورعمل صالح کے ذریعے پاک کرکےتوبہ کرلی اوراس میں چوری شدہ مال کاواپس کرنا ہے۔(ایسرالتفاسیر:343)

سوال3:توبہ کےساتھ اصلاح کی شرط کی کیا حکمت ہے واضح کریں؟

جواب:انسان جب جرم کرتا ہےتووہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہےاوردوسری طرف اپنےنفس کی یادوسروں کی حق تلفی کرتا ہے۔اس سے زمین میں فساد پھیلتا ہے۔اس لیے یہ بات کافی نہیں ہے کہ ایک شخص ظلم سے بازآجائے اوربیٹھ جائے بلکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اس ظلم کے بدلے میں وہ نیکیاں کرے۔اگرایک انسان شراورفساد سے بازآجائے اور بھلائیوں کا آغاز نہ کرے،بھلائی کے لیےکوشش نہ کرےتونفس خلا کا شکار ہوجاتا ہےاوراس بات کا امکان رہتا ہے کہ انسان دوبارہ شرکی طرف مڑجائے،لیکن جب نفس خیراور بھلائی کی طرف حرکت شروع کرتا ہےتووہ شراورفساد سے دورہوجاتا ہےاور اس کی واپسی کا کوئی امکان نہیں رہتا۔توبہ کےساتھ اصلاح کے کام سے نفس کے خلاءکوپُر کرتے ہیں اوراس طرح انسان کے لیےشر سے بازآنے کے مواقع پیدا ہوجاتے ہیں۔

سوال4:ظلم کے بعدتوبہ اوراصلاح کی ضرورت پرروشنی ڈالیں؟

جواب:﴿1﴾ ظلم سے زمین پرفساد پھیلتا ہے اس لیےصرف ظلم سے بازآنا کافی نہیں بلکہ یہ ضروری ہے کہ ظلم کے بعدوہ نیکیاں بھی کرے۔انسان اگر برائی سے بازآجائے اور بھلائیاں شروع نہ کرےتوانسان دوبارہ برائی کے راستے پرجاسکتا ہے۔جب انسان توبہ کرکے نیکی کے کام شروع کردیتا ہےتوبرائی کے امکانات ختم ہوتے چلے جاتے ہیں اس لیےظلم کےمنفی عمل کونیکیوں کےمثبت عمل کے ذریعے ہی ختم کیاجاسکتا ہے۔﴿2﴾ایک عورت نے عہدنبوی میں چوری کی اسے وہ لوگ پکڑ لائے جن کی چوری کی تھی اوررسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے:اس عورت نے ہماری چوری کی ہے۔چورعورت کی قوم نے کہا ہم فدیہ دیں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا:اس کا ہاتھ کاٹ دو۔قوم نے کہا:ہم فدیے میں پانچ سودینار دیں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا:ہاتھ کاٹ دو۔چنانچہ اس کا سیدھا ہاتھ کاٹا گیا۔عورت نے کہا:یارسول اللہ ﷺ کیا میری توبہ قبول ہوجائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:آج تو گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوگئی جیسے آج ہی پیدا ہوئی۔پھرسورۃ المائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔(مسند احمد)

سوال5:فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوۡبُ عَلَيۡهِ ''تویقیناًاللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:''تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا''﴿1﴾اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے۔﴿2﴾اس کی مغفرت فرمائیں گے۔﴿3﴾اوران شاءاللہ اس پر رحم فرمائیں گے۔(ایسرالتفاسیر:343)

سوال6:اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ''بے شک اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا،نہایت رحم والا ہے''کی ضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے لیے غفور بے حد بخشنے والا ہے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ مومنوں کے لیے رحیم نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ(40)

کیا آپ نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے،وہ جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔(40)

سوال1:اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ''کیا آپ نہیں جانتے کہ یقینا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے''کی وضاحت کریں؟

جواب:''کیا آپ نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے''﴿1﴾اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے اقتدار کا مالک ہے۔وہ جیسے چاہتا ہے زمین اور آسمان میں تکوینی اور شریعی تصرف کرتا ہے اور اپنی حکمت،بے پایاں رحمت اور مغفرت کے تقاضے کے مطابق وہ بخشتا ہے یا سزا دیتا ہے۔(تفسیر سعدی:684/1)﴿2﴾لَہٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ کے لیے زمین وآسمان کی بادشاہت ہے،اس نے تخلیق کیا،وہ مالک ہے اور اس کی تدبیر ہے۔(ایسرالتفاسیر:343)

سوال2:یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ''وہ جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے''کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ''وہ جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے''جو کافر نافرمانیاں کر کے مرجاتا ہے وہ اس کو عذاب دیتا ہے۔﴿2﴾وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ''اور جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے''جو اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رجوع کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔(ایسرالتفاسیر:343)

سوال3:وَاللّٰہُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے ولا ہے''کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا مالک ہے وہی سب کا حاکم ہے۔اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔وہ جو چاہے کرے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اسے ہر قسم کا اختیار ہے۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنی حکمت سے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔﴿3﴾ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! تم سب گناہ گار ہو مگر جسے میں عافیت دوں، لہذا مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا۔ اور جو جانتا ہے کہ میں بخشنے پر قدرت والا ہوں پھر اس نے مجھ سے بخشش مانگی تو میں اسے اپنی قدرت سے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِن بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۖ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۚ وَمَن يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَن يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (41)

اے رسول! آپ کو وہ لوگ غمزدہ نہ کریں جو کفر میں دوڑ کر جاتے ہیں، اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے مونہوں سے کہا کہ ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور ان لوگوں میں سے جو یہودی بن گئے، وہ جھوٹ کو بہت سننے والے ہیں اور دوسرے لوگوں کے لیے بہت سننے والے ہیں جو ابھی آپ کے پاس نہیں آئے، وہ کلام کو اس کے مقام کے بعد بدل دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ (حکم) دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمہیں یہ نہ دیا جائے تو بچ جاؤ، اور وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ جس کو فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کر لیں تو آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے ہرگز کسی چیز کے مالک نہیں ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا کہ ان کے دلوں کو پاک کرے، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔(41)

سوال1: يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ''اے رسول! آپ کو وہ لوگ غمزدہ نہ کریں جو کفر میں دوڑ کر جاتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: یہ آیتیں ان لوگوں کے بارے میں اتریں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے باہر ہیں اور اللہ کی شریعت پر اپنی خواہش، رائے اور قیاس کو مقدم رکھتے ہیں۔(مختصر ابن کثیر:439/1)

سوال2: کفر کے راستے میں تیز گامی دکھانے سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾ اسلام کے خلاف مہم چلانا۔﴿2﴾ نیکی کی مجلسوں میں جانا اپنی شان کے خلاف سمجھنا۔﴿3﴾ کچھ لوگوں کو نیکی کی مجلسوں کے لیے مقرر کرنا کہ وہ باتیں سنیں بڑوں تک پہنچائیں پھر اس کو اُلٹے معانی پہنا کر تحریک اسلامی کو بدنام کریں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

﴿4﴾ غیر اسلامی طور طریقوں اور رسوم ورواج کو فروغ دینا۔﴿5﴾ غیر اسلامی طور طریقوں کو رواج دینے کے لیے ذہنی اور عملی کوششیں کرنا۔﴿6﴾ اسلام مخالف قوتوں کے ساتھ تعاون کرنا۔

سوال3: اسلام کے راستے میں تیز گامی کیسے دکھائی جاسکتی ہے؟

جواب:﴿1﴾ اسلام کو پھیلانے کے لیے مہم چلا کر۔﴿2﴾ اسلامی تعلیمات کو سچی روح کے ساتھ لوگوں کو سکھانے سے۔ ﴿3﴾ اسلامی طور طریقوں کو رواج دینے سے۔﴿4﴾ اسلامی طریقۂ زندگی کو فروغ دینے کے لیے ذہنی اور عملی کوششیں کرنے سے۔﴿5﴾ اسلامی قوتوں کا ساتھ دینے سے۔

سوال4: مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ''اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے مونہوں سے کہا کہ ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے'' وہ لوگ کیسے ہوتے ہیں جو منہ سے ایمان لاتے ہیں اور اُن کے دل ایمان نہیں لاتے؟

جواب:﴿1﴾ ان میں سے جو ایمان کے دعوے دار ہیں ان کے دل ایمان نہیں لائے یعنی زبانوں سے تو ایمان کا اقرار کرتے ہیں اور دل اجڑے ہوئے ہیں۔(مختصر ابن کثیر:437/1)﴿2﴾ جن کے دلوں میں ایمان کی بشاشت جاگزیں نہیں ہوئی کیونکہ ایمان دل کے اندر اتر جائے تو مومن کسی چیز کو قبول نہیں کرتا۔﴿3﴾ جو دین کے خلاف فتوے طلب کرتے ہیں۔ ﴿4﴾ جو دین کی تبلیغ کرنے والوں کا اس لیے ساتھ دیتے ہیں تاکہ وہ ان کی خواہشات کو پورا کریں۔﴿5﴾ جن کو دین دار افراد حق کہہ دیں اور سچائی کے ساتھ فیصلہ سُنا دیں تو انہیں دین کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سوال5: وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ''اور ان لوگوں میں سے جو یہودی بن گئے، وہ جھوٹ کو بہت سننے والے ہیں اور دوسرے لوگوں کے لیے بہت سننے والے ہیں جو ابھی آپ کے پاس نہیں آئے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ ان میں سے جو یہودی ہیں جھوٹ کو خوب قبول کرتے ہیں اس سے متاثر ہوتے ہیں۔اور آپ ﷺ کی مجلس میں آکر نہیں بیٹھتے۔﴿2﴾ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ تمہارے پاس جاسوس بن کر آتے ہیں اور مسلمانوں کی مجلسوں میں آکر ادھر اُدھر کی لگاتے ہیں بات کو بدل ڈالتے ہیں۔کوئی راز کی بات کان میں پڑے تو اسے آپ ﷺ کے دشمنوں تک پہنچاتے ہیں۔صحیح سمجھنے کے باوجود الٹا مطلب لے اڑتے ہیں۔

سوال6: يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ''وہ کلام کو اس کے مقام کے بعد بدل دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ (حکم) دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمہیں یہ نہ دیا جائے تو بچ جاؤ'' کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِہٖ ''وہ کلام کو اس کے مقام کے بعد بدل دیتے ہیں''یعنی کلام کو اپنی خواہشات کے مطابق بدل دیتے ہیں۔(ایسرالتفاسیر:344)﴿2﴾اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرنے اور حق سے روکنے کے لیے الفاظ کو ایسے معنی پہناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں۔﴿3﴾یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ ھٰذَا فَخُذُوْہُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْہُ فَاحْذَرُوْا ''وہ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ(حکم)دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمہیں یہ نہ دیا جائے تو بچ جاؤ''یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے زنا کیا اور رجم کی آیت بدل ڈالی تھی اور اپنی طرف سے یہ سزا مقرر کی تھی کہ بدکار کو سو کوڑے مارے جائیں اور اس کا منہ کالا کر کے گدھے پر الٹا سوار کر کے سر بازار پھرایا جائے پھر جب ہجرت کے بعد ان میں زنا کا واقعہ پیش آیا تو کہنے لگے آؤ محمد ﷺ کے پاس مقدمہ لے کر چلیں دیکھیں کیا فیصلہ کرتے ہیں؟اگر سو کوڑے اور منہ کالا کر کے رسوا کرنے کا حکم دے تو مان لو اور اسے اپنے اور اللہ کے کے درمیان حجت بنالو کہ اللہ کے نبی میں سے ایک نبی نے حکم دیا اور سنگسار کرنے کا حکم دیں تو مت مانو۔(مختصرابن کثیر:440/1)

سوال7:وَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ فِتْنَتَہٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ شَیْـًٔا ''اور وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ جس کو فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کرلیں تو آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے ہرگز کسی چیز کے مالک نہیں ہوں گے''اللہ تعالیٰ کسی کو کیسے فتنے میں ڈالتا ہے؟

جواب:﴿1﴾وَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ فِتْنَتَہٗ ''اور وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ جس کو فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کرلیں''یعنی جس کو اللہ تعالیٰ حق کے راستے سے ہٹادینا چاہے کیونکہ اس نے کبیرہ گناہ کیے ہیں۔﴿2﴾فَلَنْ تَمْلِكَ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ شَیْـًٔا ''تو آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے ہرگز کسی چیز کے مالک نہیں ہوں گے''آپ اللہ تعالیٰ کے گمراہی کے ارادے میں رکاوٹ ڈالنے کا اختیار نہیں رکھتے اس لیے ان کی کفر کے لیے تیز گامی آپ کو غمزدہ نہ کرے۔﴿3﴾عام طور پر انسانوں کا ذہن یہ ہوتا ہے کہ جو بات پسند اور ذوق کے مطابق ہو اسے لے لو اور جو ذوق کے مطابق نہ ہو اسے چھوڑ دو یہ مزاج انسان کے لیے اس طرح سے فتنہ بن جاتا ہے کہ حق کے مقابلے میں ایسا انسان مفاد اور مصلحت کو ترجیح دیتا ہے۔ہر موقع پر اپنے عمل کو درست ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے کلام کے معانی بدلتا ہے اور بالآخر حق قبول کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا ساتھ چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

سوال8:اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ''یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا کہ ان کے دلوں کو پاک کرے''کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان قبول کرنے کے باوجود ان کو کفر اور نفاق سے پاک کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔﴿2﴾

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

طہارت قلب پر بھلائی کا سبب ہے اور طہارت قلب پر رشد وہدایت اور عمل سدید کا سب سے بڑا داعی ہے۔ (تفسیر سعدی :687/1)﴿3﴾ جو شخص اپنا فیصلہ شریعت کی طرف لے جاتا ہے خواہ وہ اس کے حق میں ہو یا اس کے خلاف ہو تو یہ طہارت قلب میں سے ہے۔﴿4﴾ جو شخص اپنا فیصلہ خواہش نفس کی پیروی میں کرواتا ہے جب اس کے حق میں فیصلہ ہو تو راضی ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کے خلاف ہو تو ناراض ہو جاتا ہے تو یہ اس کے قلب کی عدم طہارت ہے۔ (تفسیر سعدی:687/1)

سوال9: دلوں کی تطہیر کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ضابطہ کیا ہے؟

جواب: جو لوگ نیکی اور تقویٰ کے راستے پر چلتے ہیں اگر انہیں کوئی ٹھوکر لگے تو وہ گر پڑتے ہیں لیکن گرنے کے بعد توبہ واصلاح کے ذریعے پھر چل پڑتے ہیں ایسے لوگوں کے دلوں پر میل جمنے نہیں پاتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ واصلاح کو ان کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتے ہیں لیکن جو لوگ برائی کو اپنا پیشہ بنالیں، گناہوں میں لت پت رہیں آہستہ آہستہ ان کے دل سیاہ ہو جاتے ہیں پھر ان پر کوئی پاکیزہ عمل اثر انداز نہیں ہوتا پھر اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں جھونک دیتے ہیں۔ (تدبر القرآن)

سوال10: اللہ تعالیٰ کسی کے دل کو کیوں پاک نہیں کرنا چاہتے؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ کفر کے لیے سرگرم عمل رہنے والوں کو، اسلام کے خلاف مہم چلانے والوں کو، نیکی کی مجلسوں میں بیٹھنے کو شان کے خلاف سمجھنے والوں کے دلوں کو پاک نہیں کرنا چاہتے کیونکہ وہ پاکیزگی کی زندگی کو پسند نہیں کرتے۔﴿2﴾ جو لوگ اپنی پسند اور ذوق کو ترجیح دیتے ہیں تو یہ مزاج ان کے لیے فتنہ بن جاتا ہے۔ ہر موقع پر اپنے عمل کو درست ثابت کرنے کے لیے اللہ کے کلام کے معنی بدلتے ہیں اور حق قبول کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پاک نہیں کرنا چاہتے۔

سوال11: لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ''ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور عار ہے۔ قتادہ نے کہا: وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیتے ہیں اور چھوٹے بن کر رہتے ہیں۔ (الدر المنثور:501/2)

سوال12: وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ''اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ عذاب عظیم سے مراد جہنم اور اللہ جبار کی ناراضی ہے۔ (تفسیر سعدی:687)﴿2﴾ ان کے کفر اور ان کی سرکشی کی سزا ہے۔ (ایسر التفاسیر:345)

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (42)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جھوٹ کو بہت سننے والے ہیں،حرام کو بہت کھانے والے ہیں، چنانچہ اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ اُن کے درمیان فیصلہ کردیں یاان سے اعراض کرلیں اوراگرآپ اُن سے اعراض کریں تو وہ آپ کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچاسکیں گے اوراگرآپ فیصلہ کریں توان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں، یقیناًاللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسندکرتاہے۔(42)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:حمیدی نے اپنی سند میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فدک والوں میں سے ایک شخص نے زنا کیا تو فدک والوں نے مدینہ منورہ کے کچھ یہودیوں کے پاس لکھا کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو، اگرآپ کوڑے لگانے کا حکم دیں تو یہ آپ سے لے لواوراگرسنگسارکرنے کے بارے میں فرمائیں تواس سے بچو، چنانچہ یہودیوں نے آپ سے دریافت کیا آپ نے سنگسارکرنے کا حکم دیا،اس پرآیت کا یہ حصہ نازل ہوا،(فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ (الخ)اور بیہقی نے دلائل میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔(لباب النقول)

سوال2:سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ ''جھوٹ کو بہت سننے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:جھوٹ کے عادی،جھوٹ سنتے ہیں۔جھوٹ قبول کرتے ہیں۔جھوٹ کے گاہک،جھوٹی گواہی،جھوٹا فیصلہ چاہتے ہیں۔جھوٹ اور باطل سننے کے لیے ان کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں۔انسان کے دل اوردماغ جب بگاڑ کا شکار ہوجاتے ہیں توانسان کی روح بجھ جاتی ہے وہ ہمیشہ برائی کی تلاش میں رہتی ہے۔ایسے لوگ باطل کورواج دیتے ہیں۔﴿2﴾ یہاں سننے سے مراداطاعت کے لیے سننا ہے یعنی وہ قلت دین اورقلت عقل کی بناپر ہراس شخص کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں جوانہیں جھوٹ کی طرف دعوت دیتاہے۔(تفسیرسعدی:687/1)

سوال3:اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ''حرام کو بہت کھانے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾سحت سے مرادرشوت ہے۔رشوت کھانااوررشوت لے کرغلط مسائل بتانایہودیوں کا شیوہ تھالیکن رشوت کی ایک صورت آج بھی مقبول ہے۔دین کوعوام کی پسند کے مطابق بنا کرپیش کرنا تاکہ عوام میں مقبولیت بھی ملے،عزت بھی حاصل ہواورنذرانے وصول ہوتے رہیں۔﴿2﴾''سحت'' کے لفظی معنی مٹانے اور ہلاک کرنے کے ہیں گویامال حرام وہ چیز ہے جوانسان کی تمام نیکیوں کواکارت کرکے رکھ دیتی ہےاور ہراس خسیس مال پرسحت کا لفظ بولا جاتا ہے جس کے لینے میں عار ہواورخفیہ طور پرلیا جائے اس میں رشوت بھی شامل ہےاوراحادیث میں زانیہ کی اجرت، کتے،شراب اورمردار بیچنے کوحرام کہا گیاہے سود، چوری کا مال اور چوری سے کمایاہوامال بھی سحت میں داخل ہے۔(کبیر،قرطبی،اشرف الحواشی:138/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4:حق سے فرار کے چوردروازے کون سے ہیں؟

جواب:﴿1﴾جھوٹ۔﴿2﴾رشوت۔

سوال5:جھوٹ اوررشوت جب کسی قوم میں عام ہوجائیں تواس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

جواب:جھوٹ اوررشوت کے پھیلاؤ سے حق اورعدل کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

سوال6:عوامی پسند کا دین کون سا ہوتا ہے؟

جواب:﴿1﴾وہ دین جس میں اپنی دنیاپرستانہ زندگی کو بدلے بغیر کچھ سستے اعمال کے ذریعے جنت مل جائے۔﴿2﴾وہ دین جوقومی میلوں اوردیگر ہنگامہ آرائیوں کو دینی جوازعطا کرے۔﴿3﴾وہ دین جس میں انسان کواپنی ذاتی عزت کے لیے سرگرم ہونے کا موقع ملےاوروہ جوکچھ بھی کرے دین کے خانے میں لکھا جائے۔

سوال7:عوامی پسند کے مطابق دین کیوں پیش کیا جاتا ہے؟

جواب:﴿1﴾عوام سے مالی تعاون حاصل کرنے کے لیے۔﴿2﴾عوام میں عزت ومقبولیت پانے کے لیے۔

سوال8:سچے دین کی آواز بلند کرنا مفاد پرستوں کو کیوں برا لگتا ہے؟

جواب:سچادین مفادات کے ڈھانچے کوتوڑتا ہے۔جب مفادات ٹوٹتے ہیں،مصلحتیں قربان ہوتی ہیں توجن لوگوں کو مفادات عزیز ہوتے ہیں انہیں کوئی دینی پکار بھلی نہیں لگتی پھررب کے فیصلوں کا انکار ہوتا ہے۔پھرلوگ بھول جاتے ہیں کہ ایسا کرنا محض ایک فیصلہ کو نہ ماننا نہیں ہے ایمان اوراسلام کا انکار کرنا ہے۔

سوال9:حامل شریعت امت کا اصل فریضہ کیا ہے؟

جواب:﴿1﴾شہادت حق۔﴿2﴾حق پرقائم رہنااورحق کے مطابق بے لاگ فیصلے کرنا۔

سوال10:کسی قوم کے اندر سے حق اورانصاف کیسے اٹھ جاتا ہے؟

جواب:﴿1﴾جب قوم کوجھوٹ کی عادت ہوجائے۔﴿2﴾جب جھوٹی گواہی دینا عام ہوجائے۔﴿3﴾جب جھوٹی گواہی کی تعلیم دی جائے۔﴿4﴾جب جھوٹ کوفن کا درجہ مل جائے۔﴿5﴾جب جھوٹوں کوعزت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔﴿6﴾جب رشوت خوری عام ہوجائے۔﴿7﴾جب زبان اورقلم بک جائے۔﴿8﴾جب جھوٹ کی وکالت کرنے والے ہرطبقے میں پیدا ہوجائیں۔﴿9﴾جب اختیاررکھنے والے اپنے اختیارات اورانصاف کوقابلِ فروخت بنادیں۔﴿10﴾جب علماء کی رائے اورفتوے بکنے لگیں تواس قوم کے اندر سے حق اورانصاف کا جنازہ اُٹھ جاتا ہے۔

سوال11:فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ’’چنانچہ اگروہ آپ کے پاس آئیں تو آپ اُن کے درمیان فیصلہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کردیں یاان سے اعراض کرلیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کوحکم دیا کہ آپ ﷺ کواس بارے میں اختیار ہے کہ جب آپ ﷺ کے پاس آئیں تو ان کے درمیان فیصلہ کریں یااعراض کریں۔آپ ﷺ کواختیار دیا گیا ہے کیونکہ اگر معلوم ہوجائے کہ وہ اپنے خلاف فیصلے پرراضی نہ ہوتو اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرناواجب ہے نہ فتویٰ دینا۔تاہم اگر وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرناواجب ہے۔

سوال12:وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ''اگرآپ ان سے اعراض کریں تو وہ آپ کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچاسکیں گےاوراگرآپ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ اگرآپ ﷺ ان سے منہ پھیرلیں تو یہ آپ کا کچھ بگاڑنہیں سکیں گےاوراگر آپ فیصلہ کریں تو انصاف کریں۔لوگ ظالم ہوں یادشمن ان کے درمیان انصاف کرنے سے آپ ﷺ کوکوئی چیز نہ روکے۔﴿2﴾قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کورخصت دی ہے۔(جامع البیان:263/6)

سوال:ایک مسلمان حاکم انصاف کس وجہ سے کرتا ہے؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ کے خوف سے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

سوال13:اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ''یقیناًاللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یہ آیت لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہےاورعدل کے ساتھ فیصلہ کرنااللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے۔(تفسیر سعدی:688/1)﴿2﴾عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:انصاف کرنے والے رحمٰن کے دائیں جانب اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گےاوراللہ کے دونوں دائیں ہاتھ ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے جواپنی رعایااوراہل وعیال میں عدل وانصاف کرتے ہوں گے۔(صحیح مسلم:4721)

وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ(43)

اوروہ آپ کو کیسے منصف بنائیں گے؟ حالانکہ اُن کے پاس تورات ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے پھراس کے بعد بھی وہ منہ موڑ رہے ہیں اوروہ لوگ مومن ہی نہیں۔(43)

سوال1:وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ''اوروہ آپ کو کیسے منصف بنائیں گے حالانکہ اُن کے پاس تورات ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یہودیوں کی بدنیتی کواس آیت میں بے نقاب کیا گیا ہے کہ یہ ''لوگ'' خوداپنی کتاب کوچھوڑ کراگرآپ کو ''حکم''

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بنارہے ہیں تو درحقیقت اپنی خواہشات کے مطابق فیصلے کروانا چاہتے ہیں۔انہیں دلچسپی اللہ تعالیٰ کی کتاب سے نہیں اپنی خواہشات سے ہے۔اگر مومن ہوتے تو ایمان کے تقاضے اور اس کے واجبات پر عمل کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے منہ نہ موڑتے۔﴿2﴾''حالانکہ اُن کے پاس تورات ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے''ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم تورات میں موجود ہے۔اگر وہ ایمان رکھتے تو اس سے اعراض نہ کرتے۔

سوال2:اللہ تعالیٰ کی شریعت قبول کرنے اور ان کے مطابق فیصلے کروانے کا ایمان سے کیا تعلق ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ کی شریعت کو قبول کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنا ہے یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی نگہبانی اور نگرانی کے اقرار کا معاملہ ہے،اس اعتبار سے یہ ایمان کا معاملہ ہے۔

سوال3:ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ''پھر اس کے بعد بھی وہ منہ موڑ رہے ہیں''سے کیا مراد ہے؟

جواب:اس سے مراد یہ ہے کہ ایک طرف رسول اللہ ﷺ کو حکم بناتے ہیں اور دوسری طرف آپ ﷺ کے حکم سے منہ موڑتے ہیں۔آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتے یا پھر اطاعت پر راضی نہیں ہوتے۔

سوال4:وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ''اور وہ لوگ مومن ہی نہیں''کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یعنی تورات اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے نہیں۔(تفسیر ثعالبی:385/2)﴿2﴾وہ نہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں،نہ آپ ﷺ کے حکم پر اور نہ تورات کے حکم پر ایمان رکھتے ہیں۔(ایسر التفاسیر:346)﴿3﴾اگر کوئی ایمان لاتا ہے تو اسے اپنی پوری زندگی میں شریعت کو نافذ کرنا ہوگا ورنہ وہ ایمان والا نہیں۔﴿4﴾محکوم لوگ بھی اگر شریعت کے نفاذ پر راضی نہیں تو وہ اسلام کے دائرے سے نکل جائیں گے۔اگرچہ وہ زبان سے ایمان کا دعویٰ کریں۔

رکوع نمبر11

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ(44)

یقیناً ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی،اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار انبیاء،اللہ والے اور علماء ان لوگوں کے لیے فیصلہ کرتے تھے جو یہودی بنے۔اس لیے کہ انہیں کتاب اللہ کا محافظ بنایا گیا تھا۔اور وہ اس پر گواہ بھی تھے۔چنانچہ تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو،اور جو اُس کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں۔(44)

سوال1: اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ ''یقیناً ہم نے تورات نازل کی'' وضاحت کریں؟

جواب: یعنی ہم نے موسیٰ بن عمران پر تورات نازل کی۔(تفسیر سعدی)

سوال2: تورات کا مقام اور مرتبہ کیا تھا؟

جواب: ﴿1﴾ تورات اللہ تعالیٰ کی کتاب تھی۔ ﴿2﴾ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کی طرف سے دی گئی راہ نمائی تھی۔ ﴿3﴾ انسانوں کی خواہشات اور بدعات سے نکالنے والی روشنی تھی۔ ﴿4﴾ سارے انبیاء اس کتاب کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے تھے۔ ﴿5﴾ علماء اور فقہا بھی اسی کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ ﴿6﴾ علماء اور فقہا کو اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔

سوال3: اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ ''یقیناً ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ فِيۡهَا هُدًى یعنی تورات میں ہدایت ہے۔ ﴿2﴾ مقاتل نے کہا: ہر گمراہی سے ہدایت ہے۔ ﴿3﴾ تورات ایمان اور حق کی طرف ہدایت دینے والی ہے۔ ﴿4﴾ وَّنُوۡرٌ مقاتل نے کہا: یعنی اندھیرے سے روشنی کی طرف لانے والی ہے۔ ﴿5﴾ ظلم، جہالت، شک، حیرت، شبہات اور شہوات کی تاریکیوں میں اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔(تفسیر سعدی:688/1)

سوال4: اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب کیوں بھیجی جاتی ہے؟

جواب: کتاب اس لئے آتی ہے کہ وہ انسانوں کو سیدھا راستہ دکھائے اور غلط اعمال سے بچائے۔

سوال5: يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ ''اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار انبیاء، اللہ والے اور علماء ان لوگوں کے لیے فیصلہ کرتے تھے جو یہودی بنے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا ''اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار انبیاء فیصلہ کرتے تھے'' یہودیوں کے جھگڑوں میں اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے یعنی پیغمبر فیصلہ کرتے تھے۔ ﴿2﴾ (ربانی) اللہ والے اور علماء یعنی باعمل عالم جو لوگوں کی بہترین تربیت کرتے تھے، جو لوگوں سے مشفقانہ برتاؤ رکھتے تھے، جن کے قول کی پیروی کی جاتی تھی، جو قوم میں اچھی شہرت رکھتے تھے اور ان لوگوں کے لیے فیصلہ کرتے تھے جو یہودی بنے۔ ﴿3﴾ پیغمبروں کا اسلام سب سے عظیم تھا۔ پھر اللہ والے اور علماء سر تسلیم خم کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت کرتے تھے۔ جب پیغمبر، اللہ والے اور علماء تورات کو اپنا امام بناتے ہیں، اس کی پیروی کرتے ہیں تو یہودیوں کو تورات کی پیروی سے کس نے روکا ہے؟ خاص طور پر محمد ﷺ پر ایمان لانے کے حکم کو وہ کیوں نہیں قبول کرتے۔ جب کہ آپ ﷺ پر ایمان لائے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال6:بِمَااسْتُحْفِظُوْامِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْاعَلَيْهِ شُهَدَآءَ ''اس لیے کہ انہیں کتاب اللہ کا محافظ بنایا گیا تھا۔اور وہ اس پر گواہ بھی تھے'' کتاب اللہ کی حفاظت کی ذمہ داری سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ کی کتاب اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جسے تمام انسانوں تک اسی روح کے ساتھ پہنچانا کتاب والوں کی ذمہ داری ہے۔جس نے اس کو صحیح روح کے ساتھ پہنچایا اس نے امانت کی حفاظت کی۔﴿2﴾ کتاب اللہ کی شہادت دینا، جو کچھ رب نے بتایا اس کی گواہی دینا،اس کے احکامات کو واضح کرنا،اس کی تعلیم کا اہتمام کرنا،اس کے مطالبات کو پورا کروانے کی کوشش کرنا،اس کے نظام کو نافذ کرنے کی کوشش کرنا ہی دراصل شہادت ہے۔یہ شہادت حفاظت ہے جان پر کھیل کر بھی اس حفاظت کا حق ادا کرنا ہے اور یہ فرض ادا نہ کرنا کتمان حق ہے۔کتمان (چھپانے) کا مطلب یہ ہے کہ کتاب کے احکامات کی حفاظت نہیں کی۔﴿3﴾وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے محافظ بنائے گئے تھے اور وہ اس کی خبر گیری پر مقرر تھے یعنی اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری ڈالی تھی،ان کو اپنی کتاب کا امین بنایا تھا اور یہ کتاب ان کے پاس امانت تھی اور اس میں کمی پیشی اور کتمان سے اس کی حفاظت کو اور بے علم لوگوں کو اس کی تعلیم دینے کو ان پر واجب قرار دیا تھا۔ وہ اس کتاب پر گواہ ہیں کیونکہ وہی اس کتاب میں مندرج احکام کے بارے میں اور اس کی بابت لوگوں کے درمیان مشتبہ امور میں ان کے لیے مرجع ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل علم پر وہ ذمہ داری ڈالی ہے جو جہلاء پر نہیں ڈالی اس لیے جس ذمہ داری کا بوجھ ان پر ڈالا گیا ہے،احسن طریقے سے اس کو نبھانا ان پر واجب ہے اور یہ کہ بے کاری اور کسل مندی کو عادت بناتے ہوئے جہال کی پیروی نہ کریں، نیز وہ مختلف انواع کے اذکار،نماز،زکوٰۃ،حج،روزہ وغیرہ مجرد عبادات ہی پر اکتفانہ کریں جن کو قائم کر کے غیر اہل علم نجات پاتے ہیں اہل علم سے تو مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو تعلیم دیں اور انہیں ان دینی امور سے آگاہ کریں جن کے وہ محتاج ہیں۔خاص طور پر اصولی امور اور ایسے معاملات جو کثرت سے واقع ہوتے ہیں نیز یہ کہ وہ لوگوں سے نہ ڈریں بلکہ صرف اپنے رب سے ڈریں۔(تفسیر سعدی:689/1)

سوال7:فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ''چنانچہ تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:دنیا کی متاع قلیل کی خاطر حق کو چھپا کر باطل کا اظہار نہ کرو۔اگر صاحب علم ان آفات سے محفوظ ہو جاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے،اس کی سعادت اس امر میں ہے کہ علم وتعلیم میں جدوجہد اس کا مقصد رہے۔یہ چیز ہمیشہ اس کے علم میں رہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کی امانت اس کے سپرد کر کے اس کی حفاظت اس کے ذمہ عائد کی ہے اور اس کو اس علم پر گواہ بنایا ہے۔ وہ صرف اپنے رب سے ڈرے،لوگوں کا ڈر اور خوف اسے لوازم علم کو قائم کرنے سے مانع نہ ہو۔دین پر دنیا کو ترجیح نہ دے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(تفسیر سعدی:689,690/1)

سوال8:لوگوں کے ڈر کا تذکرہ کیوں کیا گیا؟

جواب:انسانوں کا خوف انسان کو اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت اور شریعت کے نفاذ کے لئے عملی تدابیر اختیار کرنے سے روکتا ہے۔انسان تعلیم دیتے ہوئے احکامات چھپاتا ہے۔اس کے مطالبات چھپاتا ہے،اس کے احکامات کے نفاذ کے مطالبات پڑھتا ہے،سنتا ہے لیکن عمل سے چھپالیتا ہے اور بچالیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ اسلامی شریعت کے نفاذ میں یہ رکاوٹ آئے گی کہ جانی ومالی نقصانات برداشت کرنے ہوں گے اس لئے فرمایا لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔

(تفسیر سعدی:689,690/1)

سوال9:موروثی حکمران اور بااثر افراد اللہ تعالیٰ کے قانون کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ کے حق حاکمیت کو جو لوگ غصب کرتے ہیں انہیں یہ نظر آرہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ ہونے کے بعد ہم سے حاکمیت کا حق چھن جائے گا۔﴿2﴾اسلامی قانون کے نافذ ہونے سے ظلم کا راستہ بند ہوجانے کی وجہ سے انہیں اپنی ذات اور اپنے مفادات پر زد پڑتی محسوس ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ افراد مخالفت کرتے ہیں۔

سوال10:اسلامی نظام کے نفاذ میں کون کون سے طبقات رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾موروثی حکمران جو لوگوں کو اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتے ہیں۔﴿2﴾مفاد پرست جو اپنے مفادات کی خاطر انسانوں پر ظلم کرنا چاہتے ہیں۔﴿3﴾نفس پرست،خواہش پرست جنہیں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ سے پاکیزہ زندگی بسر کرنے پڑے گی اور اگر پاکیزگی اختیار نہ کی تو سزا بھگتنی پڑے گی تو وہ اپنی ناپاک زندگی کے لئے اسلامی نظام کی مخالفت کرتے ہیں۔

سوال11:اللہ تعالیٰ کی آیات کو بیچنا کن کن صورتوں میں ہوا کرتا ہے؟

جواب:﴿1﴾سچائی کے مقام پر خاموش ہوجانے کو حکمت قرار دینا۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کے احکامات میں تحریف،تبدیلی کرنے کو مصلحت قرار دینا۔﴿3﴾ایسے فتوے جاری کرنا جس میں حق اور باطل ملے ہوئے ہوں۔

سوال12:ثَمَنًا قَلِيلًا ''تھوڑی قیمت'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:دنیا کے تھوڑے سے مفادات،تھوڑی سی عزت جس کے عوض دین کو بیچا جاتا ہے اور جہنم جانے کا سامان کیا جاتا ہے۔

سوال13:وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ''اور جو اُس کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ سے مراد صرف قرآن نہیں بلکہ اسوہ رسول بھی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت قرآن حکیم کی رو سے لازم وواجب ہے۔ارشاد بارتعالیٰ ہے:وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔(سراج البیان:273/1)
﴿2﴾شعبی فرماتے ہیں''مسلمانوں میں جس نے کتاب کے خلاف فتویٰ دیا وہ کافر ہے،یہودیوں میں دیا ہوتو وہ ظالم ہے اورنصرانیوں میں دیا ہوتو فاسق ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں''اس کا کفراس آیت کے ساتھ ہے۔طاؤس فرماتے ہیں''اس کا کفراس کے کفر جیسا نہیں جو سرے سے اللہ کے رسول قرآن اور فرشتوں کا منکر ہو۔عطا فرماتے ہیں۔''کتم (چھپانا) کفر سے کم ہے اسی طرح ظلم وفسق کے بھی ادنیٰ واعلیٰ درجے ہیں۔اس کفر سے وہ ملت اسلام سے پھر جانے والا ہو جاتا ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں''اس سے مراد وہ کفر نہیں جس کی طرف تم جارہے ہو۔(تفسیر ابن کثیر:770/1)﴿3﴾ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے:جس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کا انکار کیا اس نے کفر کیا اور جس نے اس کا اقرار کیا اور اس کے ساتھ فیصلہ نہ کیا وہ ظالم اور فاسق ہے۔وہ کہتے تھے جس نے حدود اللہ میں سے کسی چیز کا انکار کیا تو یقیناً اس نے کفر کیا۔(ابن ابی حاتم:1142/4)
﴿4﴾وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ یعنی قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا بلکہ جان بوجھ کر باطل فیصلے کرتا ہے تو ایسے لوگ کافر ہیں۔﴿5﴾فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ تو ایسے لوگ کافر ہیں اللہ تعالیٰ کے قانون کے خلاف فیصلے کرنا کافروں کا طرز عمل ہے۔جب کوئی کتاب اللہ کو چھوڑ کر کسی اور قانون کے مطابق فیصلے کرنے کو جائز سمجھتا ہے تو ایسا کرنے والا ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے

سوال14:جو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر کیوں قرار پاتا ہے؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے حق حاکمیت کا انکار کرتا ہے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت قانون کا ماخذ ہو۔فیصلے اس کے مطابق کئے جائیں جو اس قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے اس کے اسلام اور ایمان کے کیا معنی رہ جاتے ہیں عملی کفر کے بعد اسلام کا زبانی اظہار اللہ تعالیٰ کے ہاں بے معنی ہے۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(45)

اور ہم نے اس کتاب میں ان پر لکھ دیا تھا کہ بلاشبہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت ہے اور زخموں کا بھی برابر کا بدلہ ہے،پھر جس نے اس (قصاص) کو صدقہ کر دیا تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وہی لوگ ظالم ہیں۔(45)

سوال1:وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ''اورہم نے اس کتاب میں ان پرلکھ دیا تھا کہ بلاشبہ جان کے بدلے جان '' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾وَ كَتَبْنَا ہم نے ان پر فرض کر دیا تھا یعنی واجب کر دیا تھا۔(ایسرالتفاسیر:346)﴿2﴾ یہ احکامات ان میں شمار ہوتے تھے جس کے مطابق انبیاء،احبار اور ربانی فیصلے کرتے تھے۔﴿3﴾ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ''بلاشبہ جان کے بدلے جان''اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض قرار دیا تھا کہ کسی کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کے قصاص میں اسی کو قتل کیا جائے گا۔ ﴿4﴾ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا۔اس سے پوچھا گیا کہ یہ کس نے کیا؟ فلاں نے کیا،فلاں نے کیا، یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں پس وہ یہودی پکڑ لیا گیا اور اس نے اقرار جرم کیا۔لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس یہودی کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا۔(بخاری کتاب الدیات)﴿5﴾ تورات میں جو قصاص کے احکام تھے عملی طور پر یہود نے ان کو بھی بدل رکھا تھا مدینہ منورہ میں یہودیوں کے دو بڑے قبیلے موجود تھے ایک قبیلہ بنی نضیر اور دوسرا بنی قریظہ تھا ان میں آپس میں لڑائی جھگڑے اور مار کٹائی کی وارداتیں ہوتی رہتی تھیں۔بنی نضیر اپنے آپ کو اشرف اور اعلیٰ سمجھتے رہتے تھے جب کوئی شخص بنی نضیر میں سے بنی قریظہ کے کسی شخص کو قتل کر دیتا تھا تو اسے قصاص میں قتل نہیں ہونے دیتے تھے اور اس کی دیت میں ستر وسق کھجوریں دے دیتے تھے اور جب کوئی شخص بنی قریظہ میں سے بنی نضیر کے کسی شخص کو قتل کر دیتا تھا تو قاتل کو قصاص میں قتل بھی کرتے تھے اور دیت میں ایک سو چالیس وسق کھجوریں بھی لیتے تھے اور اگر بنی نضیر کی کوئی عورت بنی قریظہ کے ہاتھ سے قتل ہو جاتی تو اس کے عوض بنی قریظہ کے مرد کو قتل کرتے تھے اور اگر کوئی غلام قتل ہو جاتا تھا تو اس کے بدلہ بنی قریظہ کے آزاد مرد کو قتل کرتے تھے اسی طرح کے قانون انہوں نے جراحات کے عوض کے بارے میں بنا رکھے تھے بنو قریظہ کو مال کم دیتے تھے اور خود اس سے دوگنا لیتے تھے۔(معالم التنزیل:83)﴿6﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جان کی دیت سو اونٹ ہیں۔(نسائی کتاب القسامہ)

سوال2:وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ''اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے تورات کے قانون کی خبر دی ہے کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت لیا جائے گا۔﴿2﴾ سیوطی نے الاکلیل میں کہا: یہ جان، اعضاء اور زخموں میں ہماری شریعت کے مطابق ہے۔﴿3﴾ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ربیع نے جو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں،انصار کی ایک لڑکی کے آگے کے دانت توڑ دیئے۔لڑکی والوں نے قصاص چاہااور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔نبی ﷺ نے بھی قصاص کا حکم دیا۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچاانس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہانہیں اللہ کی قسم!ان کا دانت نہ توڑا جائے گا۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا،انس!لیکن کتاب اللہ کا حکم قصاص ہی کا ہے۔پھرلڑکی والے معافی پر راضی ہوگئے اور دیت لینا منظور کرلیا۔اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم سچی کر دیتا ہے۔(صحیح بخاری:4611)﴿4﴾ سیدنا یعلیٰ کہتے ہیں کہ میں ایک جنگ میں گیا وہاں ایک شخص نے دوسرے کو دانت سے کاٹا اس نے زور سے اپنا ہاتھ کھینچا تو کاٹنے والا کا دانت ٹوٹ گیا پھر وہ قصاص کے لیے آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اس کا قصاص باطل قرار دیا اور فرمایا: کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رہنے دیتا کہ تو اسے یوں چبا جائے جیسے اونٹ چباڈالتا ہے۔(بخاری)

سوال3:وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ''اور زخموں کا بھی برابر کا بدلہ ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یعنی زخموں میں قصاص ہے۔(صحیح بخاری کتاب التفسیر)﴿2﴾ جو جان بوجھ کر کسی کو زخمی کرتا ہے تو جارح سے زخموں کا قصاص لیا جائے گا اور اسے حد،مقام،زخم کی لمبائی،چوڑائی اور گہرائی کے مطابق اتنا ہی زخم لگایا جائے گا۔یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ہم سے پہلے کی شریعت کی پیروی ہمارے لیے بھی اس وقت تک لازم ہے جب تک کہ ہماری شریعت میں کوئی ایسی چیز وارد نہ ہو جو اس شریعت کے خلاف ہو۔(تفسیر سعدی:691/1)﴿3﴾ مسند احمد کی یہ حدیث ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے گھٹنے میں چوٹ ماری،وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا مجھے بدلہ دلوایئے،آپ نے دلوادیا،اس کے بعد وہ پھر آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں تو لنگڑا ہوگیا،آپ نے فرمایا میں نے تجھے منع کیا تھا لیکن تو نہ مانا،اب تیرے اس لنگڑے پن کا بدلہ کچھ نہیں۔پھر حضور ﷺ نے زخموں کے بھر جانے سے پہلے بدلہ لینے کو منع فرمادیا۔(تفسیر ابن کثیر:772/1)

سوال4:فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ''پھر جس نے اس (قصاص) کو صدقہ کردیا تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''پھر جو قصاص کا صدقہ کردے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے''﴿1﴾ یعنی مجرم کے لیے کفارہ ہے کیونکہ آدمی نے اس کو اپنا حق معاف کردیا اور اللہ تعالیٰ تو اپنے حق کو زیادہ معاف کرنے والا ہے۔تورات میں یہ دفعہ نہیں تھی اس لئے کہ تورات میں یہ جرائم قابل معافی نامہ ہیں نہ صلح ممکن تھی یہی وجہ ہے کہ ان کا کفارہ نہیں تھا لیکن اسلامی شریعت نے ترغیب دلائی ہے کہ اگر وہ مجرم کو معاف کردے بدلہ نہ لے تو اس کی یہ نیکی گناہوں کے لئے کفارہ بنے گی۔﴿2﴾ یہ معاف کردینے والے کے حق میں کفارہ ہے کیونکہ جس طرح اس نے اپنے حق میں جرم کا ارتکاب کرنے والے کو یا اس کو معاف کردیا جو اس سے متعلق ہے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی لغزشوں اور گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔(تفسیر سعدی:691/1)﴿3﴾ حدیث میں بھی ہے کہ جس مسلمان کو دوسرے مسلمان سے اذیت (زخم) پہنچے اور وہ اسے معاف کر دے تو اللہ اس کے بدولت ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ کم کرتا ہے۔(ترمذی،ابن ماجہ)

سوال5:اسلامی شریعت نے قصاص کے بارے میں کیا اصول دیا ہے؟

جواب:اسلامی شریعت نے قصاص کے بارے میں پہلا اصول مساوات کا دیا ہے خون سب کا برابر تو سزا بھی سب کی برابر۔ اسلام میں جان کے بدلے جان اور عضو کے بدلے میں عضو ہے۔اس حوالے سے کسی علاقے، طبقے،نسب،خون اور قوم میں کوئی فرق نہیں تمام لوگ قانون کی نظروں میں برابر ہوں گے۔ایک پلیٹ فارم سے انصاف حاصل کریں گے۔

سوال6:قصاص کا فائدہ کیا ہوتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ انسان کی فطرت قصاص کے جاری ہونے پر مطمئن ہو جاتی ہے۔﴿2﴾ انسان کے نفس سے بغض اور کینہ دور ہو جاتا ہے۔﴿3﴾ انسان کے دل کے زخم بھر جاتے ہیں۔﴿4﴾ انسان کے انتقام کی آگ بجھ جاتی ہے۔

سوال7:وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ''اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ ظالم ہیں'' جو اللہ تعالیٰ کے قانون کے علاوہ کسی اور قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہے وہ ظالم کیوں ہے؟

جواب:﴿1﴾ ظالم اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کی بجائے انسانوں کو اپنی شریعت پر چلاتا ہے۔﴿2﴾ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے،کفر کی سزا کا مستحق بناتا ہے۔﴿3﴾ اپنی ذات اور تمام لوگوں کی زندگیوں کو عذاب میں ڈالتا ہے۔﴿4﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:اگر اس فعل کو حلال سمجھتے ہوئے کیا جائے تو یہ سب سے بڑا ظلم ہے اور اگر اس کو حلال نہ سمجھتے ہوئے کیا جائے تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔(تفسیر سعدی:691/1)

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ (46)

اور ہم نے ان کے پیچھے اُن کے قدموں کے نشانوں پر عیسیٰ ابنِ مریم کو بھیجا جو اس سے پہلے تورات کی تصدیق کرنے والا تھا اور ہم نے اُس کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی اور جو اپنے سے پہلے تورات کی تصدیق کرنے والی تھی اور متقی لوگوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی۔(46)

سوال1:وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ''اور ہم نے ان کے پیچھے اُن کے قدموں کے نشانوں پر عیسیٰ ابنِ مریم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کوبھیجا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اورہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام کو بھیجا یعنی اسرائیلی نبیوں کے پیچھے عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام کو بھیجا۔

سوال2:مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ'' جو اس سے پہلے تورات کی تصدیق کرنے والا تھا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:عیسیٰ علیہ السلام تورات کی حق کے ساتھ گواہی دینے والے تھے اور اس شریعت کے مطابق فیصلے کرنے والے تھے۔

سوال3:وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ'' اور ہم نے اُس کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی''انجیل کا مقام کیا ہے؟

جواب:﴿1﴾ ہم نے اس کو انجیل وحی کی جو کتاب مقدس ہے تورات کی تکمیل کرتی ہے۔﴿2﴾ انجیل گمراہی سے بچنے کے لیے ہدایت ہے اور اس میں حلال وحرام کے احکامات کی روشنی ہے اور مشکلات کا حل ہے۔﴿3﴾ جو کچھ تورات میں ہے وہی کچھ انجیل میں ہے۔

سوال4: وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ'' اور جو اپنے سے پہلے تورات کی تصدیق کرنے والی تھی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:انجیل تورات کی صداقت کی شہادت دیتی ہے اور اس کی موافقت کر کے اس کی تصدیق کرتی ہے۔

سوال5:وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ'' اور متقی لوگوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ انجیل حرام کاموں اور گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے زاجر ہے۔(تفسیر قاسمی:230/6)﴿2﴾ وَهُدًى انجیل سے اہل تقویٰ ہدایت پاتے ہیں وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلاتی ہے۔ ﴿3﴾ وَّمَوْعِظَةً انجیل زندگی کے لیے کامل نصیحت ہے۔(ایسر التفاسیر:347)﴿4﴾ لِّلْمُتَّقِيْنَ اہل تقویٰ ہی مواعظ سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ(47)

اور لازم ہے کہ اہلِ انجیل اسی کے مطابق فیصلے کریں جو اللہ تعالیٰ نے اس میں نازل کیا ہے اور جو اس کے مطابق فیصلے نہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔(47)

سوال1:وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ اور لازم ہے کہ اہلِ انجیل اسی کے مطابق فیصلے کریں جو اللہ تعالیٰ نے اس میں نازل کیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اہل انجیل پر لازم ہے کہ اپنی کتاب کے مطابق فیصلے کریں۔﴿2﴾ اہل انجیل کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلے کریں۔(ایسر التفاسیر:347)﴿3﴾ نصاریٰ پر لازم اور واجب قرار دیا گیا ہے کہ وہ انجیل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے مطابق اور جو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے اس کے مطابق فیصلے کریں۔(واضح المیسر :263)

سوال2:وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ'' اور جو اس کے مطابق فیصلے نہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے وہی لوگ فاسق ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اس آیت میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں کو فاسق کہا گیا ہے،یعنی ایسے لوگ اپنے رب کی اطاعت وحق کی راہ چھوڑ کر باطل کی طرف مائل ہونے والے ہیں۔(تیسیر الرحمٰن:349/1)﴿2﴾جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل جاتے ہیں تو فسق،ظلم اور کفر ہو جاتا ہے۔(ایسر التفاسیر:347)﴿3﴾فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اپنے رب کی اطاعت سے نکلنے والے،باطل کی طرف مائل ہو جانے والے،حق کو چھوڑنے والے ہیں۔(تفسیر قاسمی:230/6)

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ(48)

اور ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے جو تصدیق کرنے والی ہے اس کے لیے جو کتاب میں سے اس سے پہلے ہے۔اور ان پر نگہبان ہے،چنانچہ آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اور جو حق آپ کے پاس آیا ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کا پیچھا نہ کرو۔تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک راستہ اور ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ضرور وہ تمہیں ایک ہی اُمت بنا دیتا لیکن وہ چاہتا ہے کہ اس میں تمہاری آزمائش کرے جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے،چنانچہ تم بھلائیوں میں سبقت لے جاؤ،تم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ کر جانا ہے،پھر وہ تمہیں اس چیز کے متعلق بتائے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔(48)

سوال1: وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ'' اور ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾الْكِتٰبَ سے مراد قرآن حکیم ہے۔﴿2﴾بالحق سے مراد صدق ہے جس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔(تفسیر قاسمی:230/6)﴿3﴾یہ کتاب اپنی خبروں اور احکامات میں حق پر مشتمل ہے۔

سوال2:اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کیوں اتاری؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت اس لیے اتاری تاکہ اس کے مطابق اعتقادات درست ہوں۔﴿2﴾اس کے مطابق

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مراسم عبودیت درست ہوں۔﴿3﴾اس کے مطابق لوگوں کی معاشرت بدلے۔﴿4﴾اس کے مطابق نظامِ تعلیم استوار ہو۔ ﴿5﴾عدالتوں اور دفتروں میں رائج ہو۔﴿6﴾عدالتوں میں اس کا دور دورہ ہو۔﴿7﴾اس شریعت کے نفاذ میں سستی اور غفلت نہیں برتی جاسکتی۔

سوال3:مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ ''جو تصدیق کرنے والی ہے اس کے لیے جو کتاب میں سے اس سے پہلے ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾قرآن مجید پہلی کتابوں کی صداقت کی گواہی دیتا ہے اور ان کی موافقت کرتا ہے﴿2﴾قرآن مجید میں دیئے گئے قوانین پچھلی کتابوں کے مطابق اور اس کی خبریں ان کی خبروں کے مطابق ہیں۔

سوال4:وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ''اور ان پر نگہبان ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾مُهَيْمِن کا معنی امانت دار(نگہبان)قرآن گویا اگلی آسمانی کتابوں کا محافظ ہے۔(بخاری،کتاب التفسیر)﴿2﴾ مُهَيْمِن کے معنی محافظ،نگہبان کے آتے ہیں قرآن پاک کتب سابقہ کا محافظ ہے یعنی جو کچھ ان کتب میں امانت ودیعت کی گئی ہے اس کو نہایت صحت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور یہود کے غلط تاویلات وتحریفات کو واضح کرتا ہے آپ ﷺ کو ہم نے اس کا امین مقرر کیا ہے۔(کبیر،قرطبی)﴿3﴾ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قرآن امین ہے تمام سابقہ کتابوں پر۔﴿4﴾قرآن مجید پچھلی کتابوں کے مضامین پر نگہبان ہے۔یہ ہر اس حق کی پیروی کرنے کی ترغیب دیتا ہے جو پچھلی کتابوں میں پیش کیا گیا۔یہ حق کے راستوں کو واضح کرتا ہے۔لہذا جس کی قرآن مجید گواہی دے وہ قابل قبول ہے۔

سوال5:فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ''چنانچہ آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے جو احکامات نازل کیے ہیں اس کے مطابق فیصلے کرو۔﴿2﴾خاص معاملہ قاتل کے قتل اور زانی کے رجم کا تھا۔(ایسر التفاسیر:348)

سوال6:وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ''اور جو حق آپ کے پاس آیا ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کا پیچھا نہ کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو یہود کی اتباع سے روکا ہے۔(جامع البیان:293/6)﴿2﴾یہود کی خواشات باطل ہیں اور آپ ﷺ کے پاس حق آچکا ہے آپ ﷺ ان کی خواہشات کو حق کا بدل نہ بنائیں۔

سوال7:لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ''تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک راستہ اور ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے''

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

شریعت اور منہاج کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ ''تم میں سے ہر ایک کو ہم نے دیا''یعنی تمام قوموں کو دیا۔﴿2﴾شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا''ایک راستہ اور ایک طریقہ''شرعة و منهاجا سے راستہ اور طریقہ مراد ہے۔(بخاری،کتاب التفسیر)﴿3﴾ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سبیل اور سنت مراد ہے۔(طبری:611/4)﴿4﴾شرعۃ اور شریعۃ اصل میں واضح راستہ ہے جو پانی تک پہنچادے پھر یہ اس شریعت کے لیے استعمال ہونے لگا جو دین میں اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔اور منہاج واضح اور روشن راستہ ہے۔﴿5﴾شِرْعَةً یعنی شریعت جو اللہ تعالیٰ سے ملائے اور مِنْهَاجًا:دین میں واضح راستہ جس پر تم چلتے ہو۔(تفسیر قاسمی:232/6)﴿6﴾شریعتیں امتوں کے اختلاف کے ساتھ بدلتی رہی ہیں مختلف ادوار میں ان میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ہر شریعت اپنے نفاذ کے وقت عدل پر رہی ہے۔تمام شریعتوں میں بڑے بڑے اصول کبھی نہیں بدلتے۔

سوال8:اگر لوگ شریعت سے منہ پھیر لیں تو پھر اہل قرآن کی ذمہ داری کیا رہ جاتی ہے؟

جواب:﴿1﴾اپنی جگہ شریعت کو پوری قوت سے تھامے رہیں۔﴿2﴾لوگوں کے منہ پھیرنے کی وجہ سے مقصد پر گرفت ڈھیلی نہ پڑے۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نافذ کرنے کی کوششیں کریں۔

سوال9:وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً''اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ضرور وہ تمہیں ایک ہی اُمت بنادیتا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اُمَّةً وَّاحِدَةً ایک امت یعنی تمہارے درمیان عقیدے،عبادت اور فیصلوں میں کوئی اختلاف نہیں۔(ایسر التفاسیر:348)

سوال10:وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ''لیکن وہ چاہتا ہے کہ اس میں تمہاری آزمائش کرے جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے مختلف شریعتیں دے کر آزمایا ہے کہ کون اللہ کے حکم پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہے۔﴿2﴾پس وہ تمہیں آزمائے اور دیکھے کہ تم کیسے کام کرتے ہو؟اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تقاضوں کے مطابق ہر قوم کو آزماتا ہے اور ہر قوم کو اس کے احوال اور شان کے لائق عطا کرتا ہے،تاکہ قوموں کے درمیان مقابلہ رہے۔پس ہر قوم دوسری قوم سے آگے بڑھنے کی خواہش مند ہوتی ہے(تفسیر سعدی:694)

سوال11:فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ''چنانچہ تم بھلائیوں میں سبقت لے جاؤ'' سے یہاں کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾یعنی بھلائیوں کے حصول کے لیے جلدی سے آگے بڑھو اور ان کو مکمل کرو۔بھلائی میں آگے بڑھنے کے لیے دو امور کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔(الف)جب بھلائی کا وقت آجائے اور اس کا سبب واضح ہو جائے تو جلدی سے اس کی طرف بڑھنا۔(ب)حکم کے مطابق مکمل طور پر ادا کرنے کی کوشش کرنا۔﴿2﴾اللہ کی شریعت کی اتباع میں ایک دوسرے سے آگے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نکل جاؤ۔﴿3﴾اللہ کے احکامات کی اطاعت میں آگے نکل جاؤ۔

سوال12:اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا ''تم سب کواللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ کر جانا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''تم سب کواللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ کر جانا ہے''اللہ تعالیٰ نے ایک دن سب کواکٹھا کرنا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

سوال13:فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ''پھر وہ تمہیں اس چیز کے متعلق بتائے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:یعنی جن شریعتوں میں تم اختلاف کرتے رہے اللہ تعالیٰ سب کے درمیان فیصلہ کرے گا۔حق پر ثابت قدم رہنے والوں کو جزا دے گا۔باطل پر چلنے والوں کو عذاب دے گا۔

وَ اَنِ احْکُمْ بَیْنَہُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَہْوَآءَہُمْ وَ احْذَرْہُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّصِیْبَہُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِہِمْ ؕ وَ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ(49)

اور یہ کہ آپ اُن کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جواللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔اوران کی خواہشات کا پیچھانہ کریں اورآپ ان سے بچ کر رہیں،کہیں آپ کواس میں سے بعض کے متعلق فتنے میں نہ ڈال دیں جواللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف نازل کیا ہے،پھر اگر وہ منہ موڑ لیں تو جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ اُن کے بعض گناہوں کی وجہ سے اُنہیں مصیبت میں مبتلا کر دے اور بلاشبہ انسانوں میں سے اکثر یقیناً نافرمان ہیں۔(49)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کعب بن اسید اور عبداللہ بن صوریا اور شاش بن قیس نے کہا ہے کہ محمد ﷺ کے پاس چلو،ممکن ہے کہ ہم ان کے دین میں کوئی فتنہ پیدا کرسکیں،چنانچہ یہ آئے اور کہا کہ محمد ﷺ آپ جانتے ہیں کہ ہم یہودیوں کے عالم اوران کے سردار ہیں،اگر ہم آپ کی اتباع کرلیں گے تو تمام یہود آپ کی اتباع کرلیں گے اورکوئی بھی ہماری مخالفت نہیں کرے گا،البتہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان کچھ اختلافات ہیں،ہم ان میں آپ کو فیصل بناتے ہیں،آپ ہماری حمایت میں ان کے خلاف فیصلہ کردیں،ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے(جب کہ ان کا ایمان لانے کا ارادہ نہیں تھا) تب اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق آیت نازل فرمائی کہ'' اور یہ کہ آپ اُن کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جواللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے''الخ۔(لباب النقول)

سوال2:وَ اَنِ احْکُمْ بَیْنَہُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ''اور یہ کہ آپ اُن کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جواللہ تعالیٰ نے نازل کیا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہے"کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کوحکم دیا ہے کہ جب آپ ﷺ ان کے درمیان فیصلہ کریں تواللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب وسنت کی ہدایت کے مطابق فیصلہ کریں۔

سوال3:وَلَاتَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ''اوران کی خواہشات کا پیچھانہ کریں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو یہود کی خواہشات کی پیروی سے روکا ہے۔(ایسرالتفاسیر:348,349)اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے مکمل قانون کے نفاذ میں کسی کی خواہش رکاوٹ بنتی ہےتو آپ فتنے میں پڑجاؤ گے اس لئے کہ یہ مکمل شریعت نہ ہوگی بلکہ خواہش پرستی ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ نے ڈرایا ہے۔

سوال4:وَاحْذَرْھُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكَ''اورآپ ان سے بچ کر رہیں کہیں آپ کواس میں سے بعض کے متعلق فتنے میں نہ ڈال دیں جواللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف نازل کیا ہے۔'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کوتنبیہ کی ہے کہ یہود کی فریب کاریوں سے بچیں وہ آپ ﷺ کو فتنے میں ڈال کرایسی چیز سے نہ روک دیں جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے حق کی پیروی کوفرض قرار دیا ہے،خواہشات کی پیروی اس کو ترک کرنے کا سبب بنتی ہے۔اس لیے آپ خواہشات کی پیروی سے بچ جائیں۔

سوال5:فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ 'پھراگروہ منہ موڑلیں تو جان لوکہ یقیناًاللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ اُن کے بعض گناہوں کی وجہ سے اُنہیں مصیبت میں مبتلا کردے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یعنی اگروہ آپ کی پیروی اورحق کی اتباع سے منہ پھیرلیں تواللہ تعالیٰ نے گناہوں کی دنیاوآخرت میں جوسزائیں مقرر کی ہیں ان میں سب سے سخت یہ ہے کہ بندے کوآزمائش میں مبتلا کردیا جائے اوررسول کی پیروی کی بجائے اس آزمائش کومزین کردیا جائے۔﴿2﴾رسول اللہ ﷺ کو یہ بتایا جارہا ہے کہ اگرلوگ منہ پھیرلیں تو آپ شریعت کو پورے طریقے سے تھامے رکھیں،اللہ تعالیٰ کے احکامات کونافذ کریں۔لوگوں کی روگردانی آپ کوڈھیلا نہ کردے۔﴿3﴾ان لوگوں کے منہ پھیرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے گناہوں کی وجہ سے انہیں مصیبت میں ڈالنے والے ہیں۔﴿4﴾اللہ تعالیٰ کاارادہ یہ ہے کہ یہ لوگ برے نتائج کا شکار ہوں۔

سوال6:وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ''اور بلاشبہ انسانوں میں سے اکثر یقیناًنافرمان ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یعنی یہود کی فطرت میں فسق ہے وہ رسول کی نافرمانیاں کرنے کے عادی ہیں۔﴿2﴾یہود کی اکثریت فاسق ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پرعمل کوچھوڑنے والے ہیں اوراس کی اطاعت سے نافرمانی کی طرف نکلنے والے ہیں۔(جامع

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

البیان:294/6)﴿3﴾رب العزت نے فرمایا:وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ اور آپ خواہ کتنی ہی حرص رکھیں،اکثر لوگ مومن نہیں ہوتے۔(یوسف:103)﴿4﴾اللہ تعالیٰ نے وسوسوں کاسدّ باب کیا ہے کہ اگراللہ تعالیٰ کا قانون سچا ہے تو اکثر لوگ مخالفت کیوں کرتے ہیں؟﴿5﴾اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ اکثر لوگ فسق وفجور میں مبتلا رہتے ہیں اور یہ لوگ اسی طرح رہیں گے آپ انہیں بدل نہیں سکتے۔

سوال7:اللہ تعالیٰ کی کتاب اللہ تعالیٰ کا ناقابلِ ترمیم قانون ہے اس کا تقاضا کیا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ کے ناقابل ترمیم قانون کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے اختلافات اس کتاب یعنی قرآن کی طرف لوٹائیں۔یہ کتاب اس بارے میں فیصلہ کرے۔اس کتاب کے مقابلے میں انسان کی ذاتی رائے کی کوئی قیمت نہیں اگر اس کی پشت پر قرآن وسنت سے دلیل نہیں ہے۔

سوال8:اہل قرآن کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

جواب:﴿1﴾اہل قرآن اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق فیصلے کریں۔﴿2﴾اسلامی شریعت میں تبدیلی کا ہر خفیہ راستہ بند کر دیا جائے۔﴿3﴾شریعت کے نفاذ میں کوئی سستی نہ برتیں۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ(50)

تو کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟اور کون اللہ تعالیٰ سے فیصلہ کرنے میں بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں؟(50)

سوال1:اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ''تو کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یعنی کیا وہ کفار کی دوستی طلب کر کے اور آپ سے اعراض کر کے جاہلیت کے فیصلے چاہتے ہیں؟ہر وہ فیصلہ جو اس چیز کے خلاف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمایا ہے وہ جاہلیت کا فیصلہ ہے۔تب اس طرح صرف دو قسم کے فیصلے ہیں:(الف)اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ۔(ب)جاہلیت کا فیصلہ۔پس جو کوئی اللہ اور اس کے فیصلوں سے منہ موڑتا ہے تو وہ دوسری قسم کے فیصلوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جو جہالت،ظلم اور گمراہی پر مبنی ہیں۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان فیصلوں کو جاہلیت کی طرف مضاف کیا ہے۔رہے اللہ تعالیٰ کے فیصلے تو وہ عدل،انصاف،نور ہدایت پر مبنی ہوتے ہیں۔(تفسیر سعدی:696/1)﴿2﴾ان لوگوں کی تردید ہے جو اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر جس میں ہر بھلائی ہے،انسانوں کے وضع کردہ افکار ونظریات اور قوانین واحکام کی پیروی کرتے ہیں۔(تیسیر الرحمٰن:350/1)﴿3﴾ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تین آدمی اللہ کے یہاں سب سے زیادہ مغضوب ہیں۔(الف)حرم شریف کی حرمت پامال کرنے والا(ب)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اسلام میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ چھوڑ کر جاہلیت کا طریقہ اپنانے والا (ج) کسی مسلمان کا ناحق خون طلب کرنے والا تا کہ وہ اس کا خون بہائے۔(صحیح بخاری:6882)

سوال2:وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ'' اور کون اللہ تعالیٰ سے فیصلہ کرنے میں بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ خالق ہے کیا خالق سے بڑھ کر انسانوں کی ضروریات اور مصالح کو کوئی جاننے والا ہوسکتا ہے کہ اُن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے قانون بنائے؟﴿2﴾اللہ رب ہے کیا رب سے بڑھ کر کوئی اور ہمدرد ہوسکتا ہے؟﴿3﴾اللہ تعالیٰ علیم ہے قیامت تک آنے والے حالات سے اس سے زیادہ کوئی واقف ہوسکتا ہے؟﴿4﴾حقیقت یہ ہے کہ یقین لانے والوں کے لئے اللہ سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا کوئی اور نہیں۔﴿5﴾صاحب ایقان وہ ہے جو اپنے یقین کی بنیاد پر دونوں قسم کے فیصلوں کے درمیان فرق کو پہچانتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں موجود حسن اور خوبصورتی میں امتیاز کرسکتا ہو اور عقلاً اور شرعاً ان کی اتباع کو لازم قرار دیتا ہو اور یقین سے مراد وہ علم کامل وتام ہے جو عمل کا موجب ہوتا ہے۔(تفسیر سعدی:696/1)

رکوع نمبر12

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ(51)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو اُنہیں دوست بنائے گا تو یقیناً وہ انہی میں سے ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔(51)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:﴿1﴾جنگ احد کے بعد ایک شخص نے کہا کہ میں اس یہودی سے دوستی کرتا ہوں تا کہ موقع پر مجھے نفع پہنچے، دوسرے نے کہا، میں فلاں نصرانی کے پاس جاتا ہوں، اس سے دوستی کر کے اس کی مدد کروں گا۔اس پر یہ آیتیں اتریں۔ایک روایت میں ہے کہ یہ آیتیں عبداللہ بن سلول کے بارے میں اتری ہیں۔سیدنا عبادہ بن صامت نے نبی ﷺ سے کہا کہ بہت سے یہودیوں سے میری دوستی ہے مگر میں ان سب کی دوستیاں توڑتا ہوں، مجھے اللہ اور اس کے رسول کی دوستی کافی ہے۔اس پر اس منافق نے کہا میں دور اندیش ہوں، دور کی سوچنے کا عادی ہوں، مجھ سے یہ نہ ہوسکے گا، نہ جانے کس وقت کیا موقع پڑ جائے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نبی ﷺ نے فرمایااے عبداللہ! تو عبادہ کے مقابلے میں بہت ہی گھاٹے میں رہا، اس پر یہ آیتیں اتریں۔(تفسیر ابن کثیر:778/1)﴿2﴾ابن اسحاقؒ،ابن جریرؒ،ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی قینقاع کی لڑائی ہوئی تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے اس میں بڑی دلچسپی لی اوران کی مخالفت پر کمر بستہ ہواتو سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوراللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کے سامنے ان کی دوستی سے برات ظاہر کی اورسیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ بنی عوف بن الخزرج سے تھےاوران لوگوں کی قسموں کی طرف سے ان کووہ فضیلت جو عبداللہ بن ابی بن سلول کوتھی ، چنانچہ ان لوگوں نے رسول اکرم ﷺ کے سامنےقسمیں کھائیں اورکفار کی قسموں اوران کی دوستی سے برات ظاہر کی ،سورہ مائدہ کی یہ آیت سیدنا عبادہ اورعبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی اے لوگوجوایمان لائے ہو!یہودیوں اورعیسائیوں کودوست نہ بناؤ،الخ۔(لباب النقول فی اسباب النزول ازعلامہ سیوطیؒ)

سوال2:یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ ’’اےلوگوجوایمان لائے ہو!یہودیوں اورعیسائیوں کودوست نہ بناؤ‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ’’اے لوگوجوایمان لائے ہو‘‘ یعنی اے لوگو جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے وعدوں اوروعیدوں کی تصدیق کی۔(ایسرالتفاسیر:349)﴿2﴾لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ ’’یہودیوں اورعیسائیوں کودوست نہ بناؤ‘‘ یہود ونصاریٰ میں سے کسی ایک کودوست نہ بنانا۔ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات اورمعاشرتی تعلقات نہ رکھنا۔(تفسیر قاسمی:240/6)﴿3﴾یہود ونصاریٰ تمہارے دشمن ہیں تمہیں گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ تمہارے نقصان کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔﴿4﴾رب العزت کا فرمان ہے:تَرٰی كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَفِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ آپ ان میں سے اکثر کو دیکھتے ہیں جوان لوگوں کودوست بناتے ہیں،جنہوں نے کفر کیا۔ یقیناً بہت ہی بُرا ہے جوانہوں نے اپنی جانوں کے لیے آگے بھیجا کہ ان پراللہ تعالیٰ سخت ناراض ہواہے اوروہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔(المائدہ:80)﴿5﴾ابن ابی حاتم میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کوحکم دیا کہ آمدوخرچ کا حساب کتاب بتائیں۔ابوموسیٰ کا کاتب ایک عیسائی تھا۔ابوموسیٰ نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کو حساب سمجھادے۔اس نے بڑے سلیقے سے حساب سمجھادیا۔عمر رضی اللہ عنہ اس کی ہوشیاری سے خوش ہوئے اورفرمایا یہ بڑا ہوشیاراور امین ہے۔پھراس سے کہا مسجد میں آکرہمیں ایک خط کا مطلب بتادینا جوشام سے آیا ہے۔ابوموسیٰ نے کہا یہ مسجد میں نہیں جا سکتا۔پوچھا کیا ناپاک ہے؟فرمایانہیں ناپاک تونہیں ہے مگرعیسائی ہے۔یہ سن کرسیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹااورکہااسے نکالواور یہ آیت پڑھی۔(ابن ابی حاتم)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال3:مسلمان یہودیوں اورعیسائیوں سے دوستی کیوں چاہتے تھے؟

جواب:﴿1﴾رسول اللہ ﷺ کے دور میں ملک کے اقتصادی وسائل پر یہودیوں اورعیسائیوں کا قبضہ تھا۔﴿2﴾یہودیوں اورعیسائیوں کی تاریخی عظمت کی وجہ سے لوگوں کو یقین تھا کہ ایسی طاقت کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔﴿3﴾مسلمانوں کی جماعت کے کمزورلوگ اسلام میں اس طرح داخل نہیں ہونا چاہتے تھے کہ انہیں یہودیوں کی انتقامی کاروائیوں کا سامنا کرنا پڑے۔ ﴿4﴾مستقبل کے خطرے سے بچنے کے لیے یہودونصاریٰ سے دوستی رکھنا چاہتے تھے۔

سوال4:یہودونصاریٰ کی دوستی سے روکنے کی وجوہات کیا تھیں؟

جواب:﴿1﴾قرآن کریم نے مسلمان جماعت کواس کردار کے ادا کرنے کے لئے تیار کیا جواس نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے دنیامیں ادا کرنا تھا۔اس مقصد کے حصول کے لئے قرآن حکیم ہرمسلمان کے کردار کی تعمیراس بنیاد پر کرتا ہے کہ اس کی ہمدردیاں پورے خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ،اس کے رسول ﷺ،اسلامی نظریہ حیات اوراس پر قائم ہونے والی جماعت کے ساتھ ہوں۔ایک مسلمان جماعت کے افرادکا غیرمسلم جماعت جواسلام کے مقابلے میں کھڑی ہے اس سے مکمل بائیکاٹ ہونا چاہیے۔﴿2﴾اسلامی جماعت کے سوادوسروں سے دوستی لگانا دین اسلام کوچھوڑ دینے کے مترادف ہے اوراسلام جومقام مسلمان کودیتا ہے اس مقام کوچھوڑ دینے کے مترادف ہے۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ،اس کے رسول ﷺ اوراسلام سے والہانہ لگاؤ اوراس بنیاد پرقائم ہونے والی جماعت کے ساتھ دلی محبت اوراسلام کے دشمنوں سے ہونے والی کشمکش کوسمجھنا دین کی اصل ہے۔اس لئے کہ اس کے بغیر دین کے لئے کام کرنے والی جماعت کی تشکیل ممکن نہیں ہوتی۔جولوگ دین کا علم اٹھائے ہوئے ہیں وہ اس وقت تک مومن نہیں بن سکتے،نہ مضبوط شخصیت کے مالک ہوسکتے ہیں نہ زمین پرکوئی تبدیلی لاسکتے ہیں جب تک ان کے دلوں میں ان تمام لوگوں سے دوری نہیں پیدا ہوجاتی جواسلامی محاذ کے خلاف علم بلند کئے ہوئے ہیں۔اورجب تک اہل ایمان کی دوستی اللہ تعالیٰ،رسول ﷺ اوراہل ایمان کے لئے مختص نہیں ہوجاتی وہ دنیامیں اپنا مشن پورا کرنے کی پوزیشن میں نہیں آسکتے۔

سوال5:یہودیوں اورعیسائیوں کودوست بنانے کے نقصانات کیا ہیں؟

جواب:﴿1﴾یہودیوں اورعیسائیوں کودوست بنانے کے بڑے نقصانات ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کی دوستی سے مومنوں کا دین خراب ہوتا ہے۔ان کی دوستی اپنے اوپرظلم ہے اس اعتبار سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی''ان کی دوستی سے آخرت خراب ہوجاتی ہے۔﴿2﴾ان کی دوستی سے اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی سے محرومی مقدرہوجاتی ہے۔﴿3﴾ان کی دوستی سے مسلمانوں کی جماعت سے تعلق ختم ہوتا ہے۔﴿4﴾ان کی دوستی سے اللہ تعالیٰ کی مدد

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سے محروم ہو جاتے ہیں۔

سوال6: بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ''وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور وہ دوسروں کے مقابلے میں ایک ہیں۔(تفسیر سعدی:697/1)

سوال7: وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ''اور تم میں سے جو اُنہیں دوست بنائے گا تو یقیناً وہ ان ہی میں سے ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ ''اور تم میں سے جو اُنہیں دوست بنائے گا تو یقیناً وہ ان ہی میں سے ہے'' یہود و نصاریٰ کو وہ دوست بنائے گا جو ان جیسا ہو۔ ﴿2﴾ کامل دوستی ان کے دین میں مستقل ہونے کا سبب بنتی ہے۔ ﴿3﴾ ابتدائی دوستی گہری دوستی میں بدل جاتی ہے حتیٰ کہ رفتہ رفتہ بندہ ان ہی میں سے ہو جاتا ہے۔ ﴿4﴾ رب العزت کا فرمان ہے: وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ اور یہودی اور عیسائی آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں۔ آپ کہہ دیں کہ یقیناً (حقیقی) ہدایت تو اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اور یقیناً اگر اس علم کے بعد جو آپ کے پاس آ چکا، آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ سے (بچانے میں) نہ آپ کا کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔(البقرہ:120)

سوال8: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' ظالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا پہلا قدم نہ اُٹھائے اس لئے کہ جو انسان اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا پہلا قدم بڑھا دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد اس کا سہارا بن جاتی ہے۔ انسان کے لیے دنیا میں سب سے مشکل کام یہی ہوتا ہے کہ وہ سارے خطرات کو نظر انداز کر کے اس ارادے کا ثبوت دے دے۔ دنیا کا ہر امتحان اسی ارادے کا امتحان ہے۔ انسان اگر اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھانے کا ارادہ نہ کرے تو یہی ظلم ہے ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی مدد کا سہارا نہیں بھیجتا۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ(52)

چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ ان میں دوڑ کر جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ مصیبت کا چکر ہمیں نہ پہنچ جائے، پھر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح کو لے آئے یا اپنی جناب سے کوئی معاملہ لے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آئے تو وہ ان باتوں پر نادم ہوں جو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھی تھیں۔(52)

سوال1:فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ'' چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ان کے دلوں میں بیماری ہے۔یہ نفاق کی بیماری ہے۔(ایسر التفاسیر:350)﴿2﴾مرض سے مراد نفاق اور دین کو غالب کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں شک ہے۔(تفسیر قاسمی:241/6)﴿3﴾یہ ضعف ایمان کی بیماری ہے۔

سوال2:يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ'' وہ ان میں دوڑ کر جاتے ہیں''نفاق میں دوڑ دھوپ سے کیا مراد ہے؟

جواب:جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی کرنے کے لیے بے قرار ہیں۔اس دوستی کے لیے ان کی مستقل کوششیں جاری رہتی ہیں۔

سوال3:يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ'' وہ کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ مصیبت کا چکر ہمیں نہ پہنچ جائے''مصیبت کے چکر میں پھنس جانے سے کیا مراد ہے؟

جواب:﴿1﴾'' وہ کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ مصیبت کا چکر ہمیں نہ پہنچ جائے''یعنی وہ کہتے تھے ہمیں ڈر ہے کہ اگر زمانے کی گردش سے اسلام کا خاتمہ ہو جائے اور یہود و نصاریٰ کو فتح ہو جائے تو ہمارے ان سے دوستانہ تعلقات کام آئیں گے۔﴿2﴾منافقین کے دل میں یہ خوف سمایا ہوا تھا کہ اگر ہم صرف مسلمانوں ہی کے ہو کر رہ گئے تو سخت مصیبت میں پھنس جائیں گے۔اس لیے کہ جو کشمکش مسلمانوں اور کفار میں برپا تھی اس کے بارے میں انہیں یقینی بات نظر نہیں آتی تھی کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔اس لئے منافقین دونوں گروہوں سے راہ و رسم رکھنا چاہتے تھے تاکہ مخالف اسلام گروہ کے غالب آنے کی صورت میں ان سے مفادات حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔

سوال4:فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ'' پھر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح کو لے آئے یا اپنی جناب سے کوئی معاملہ لے آئے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' پھر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح کو لے آئے یا اپنی جناب سے کوئی معاملہ لے آئے''یعنی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائے اور یہود و نصاریٰ پر غالب کر دے جیسے مکہ فتح ہوا۔

سوال5:فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ'' تو وہ ان باتوں پر نادم ہوں جو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھی تھیں''منافق اپنے اندر کیا چھپاتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾منافق کے دل میں نفاق کی بیماری ہوتی ہے۔اس کی دلی دوستی کافروں سے ہوتی ہے جس کو وہ مسلمانوں سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

چھپاتا ہے۔شرمندگی اس وقت ہوتی ہے جب یہ راز کھل جاتا ہے۔﴿2﴾جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا تو انہیں غم کا سامنا کرنا پڑا اور ندامت اٹھانی پڑی۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ(53)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پکی قسمیں کھائیں کہ بلاشبہ یقیناً وہ تمہارے ساتھ ہیں؟ان کے سارے اعمال ضائع ہوگئے چنانچہ وہ خسارہ اُٹھانے والے ہوگئے۔(53)

سوال1:وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا'' اور وہ لوگ جو ایمان لائے کہیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:جن کے دلوں میں نفاق ہے ان کے حال پر تعجب کرتے ہوئے مومن کہتے ہیں۔

سوال2:اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ'' کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پکی قسمیں کھائیں بلاشبہ یقیناً وہ تمہارے ساتھ ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پکی قسمیں کھائیں بلاشبہ یقیناً وہ تمہارے ساتھ ہیں''یعنی جنہوں نے مسلمانوں سے محبت،نصرت اور موالات کے لیے حلف اٹھائے کہ بلاشبہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مگر جو کچھ انہوں نے چھپایا ان کے راز کھل گئے۔ان کے تمام گمان جو وہ اسلام کے بارے میں رکھتے تھے باطل ہوگئے۔

سوال3:حق اور باطل کے درمیان فیصلے کے وقت اور اللہ کی طرف سے فتح نصیب ہونے پر کھوٹے لوگ قسمیں کیوں کھاتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾سخت شرمندگی محسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے کیوں جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔﴿2﴾لوگوں کے خفیہ راز کھل جاتے ہیں۔﴿3﴾اعمال ضائع ہوجاتے ہیں تو اس ضیاع سے بچنے کے لیے قسمیں کھاتے ہیں کہ لوگ یہ مان جائیں کہ ہم انہی میں سے ہیں۔

سوال4:حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ'' ان کے سارے اعمال ضائع ہوگئے چنانچہ وہ خسارہ اُٹھانے والے ہوگئے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾'' ان کے سارے اعمال ضائع ہوگئے چنانچہ وہ خسارہ اُٹھانے والے ہوگئے''اعمال کے بارآور ہونے کا انحصار ایمان اور اخلاص پر ہے۔نفاق کے ساتھ جو دین داری کی نمائش ہوتی ہے اس کا اللہ تعالیٰ کی میزان میں کوئی وزن نہیں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہوتا۔نفاق کے ساتھ پڑھی گئی نمازیں،رکھے گئے روزے،دیئے گئے صدقے،کیا گیاذکرسب ضائع ہوئے۔﴿2﴾وہ اپنا مقصدحاصل کرنے میں ناکام رہےاورانہیں بدبختی اورعذاب نے گھیرلیا۔(تفسیرسعدی:698/1)

يَاأَيُّهَاالَّذِينَ اٰمَنُوا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ(54)

اےلوگوجوایمان لائے ہو!تم میں سے جوبھی اپنے دین سے پھرجائے گاتواللہ تعالیٰ جلد ہی ایسےلوگوں کولے آئے گاجن سے وہ محبت کرے گااوروہ اس سے محبت کریں گے وہ مومنوں پر بہت نرم اورکافروں پر بہت سخت ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہادکریں گےاورکسی ملامت گرکی ملامت سے نہ ڈریں گے۔یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے،وہ جسے چاہتاہےعطاکرتاہےاوراللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا،سب کچھ جاننے والا ہے۔(54)

سوال1:يَاأَيُّهَاالَّذِينَ اٰمَنُوا'' اےلوگوجوایمان لائے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اےلوگوجنہوں نے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی ہےاوراس کا اقرارکیا ہےجس کوان کے نبی محمد ﷺ لےکرآئے ہیں۔(جامع البیان:302/6)

سوال2:مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهٖ 'تم میں سے جوبھی اپنے دین سے پھرجائے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾جواپنے ایمان کے بعدکفرکی طرف پھرجاتا ہے۔(ایسرالتفاسیر)﴿2﴾جودین سے پھرجاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نقصان نہیں کرتااپناہی نقصان کرتا ہے۔

سوال3:دین سےکون پھرتا ہے؟

جواب:ایمان لانے کے بعدجوشخص ایمان کے تقاضے پورے نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کی نظرمیں دین کوقبول کرنے کے بعددین سے پھرگیا۔

سوال4:اللہ تعالیٰ کی نظرمیں سچے دین دارکون ہیں؟

جواب:﴿1﴾جن کے اندرایمان اس طرح داخل ہوکہ ان کواللہ تعالیٰ سے محبت ہوجائے۔﴿2﴾انہیں اسلامی مقاصدکی تکمیل اتنی عزیز ہوجائے کہ جولوگ اسلام کی راہ میں بھائی بنیں ان کے لئے دل میں نرمی اورہمدردی کے ماسواکوئی چیز باقی نہ رہے۔﴿3﴾وہ مسلمانوں کے لئے اتنے مہربان ہوجائیں کہ ان کاوقت اورصلاحیت کبھی مسلمانوں کے مقابلے میں استعمال

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نہ ہو۔﴿4﴾وہ دین کے معاملے میں اتنے سنجیدہ ہوں کہ غیر اسلامی لوگوں کی فکر اور اعمال سے کوئی اثر قبول نہ کریں۔
﴿5﴾ان کے جذبات اتنے اسلام کے تابع ہو جائیں کہ وہ مسلمانوں کے لیے نرم اور کافروں کے لئے سخت بن جائیں۔

سوال5:فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ'' تو اللہ تعالیٰ جلد ہی ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ نے مرتدوں کے مقابلے میں ایسے لوگوں کو لانے کا وعدہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔﴿2﴾بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت جلیل ترین نعمت ہے جس کے ساتھ اس نے اپنے بندے کو نوازا ہے اور سب سے بڑی فضیلت ہے جس سے اللہ نے اپنے بندے کو مشرف فرمایا ہے۔جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ اس کے لیے تمام اسباب مہیا کر دیتا ہے، ہر قسم کی مشکل اس پر آسان کر دیتا ہے، نیک کام کرنے اور برائیوں کو ترک کرنے کی توفیق عطا کرتا ہے اور بندوں کے دلوں کو محبت اور مودت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔اپنے رب کے ساتھ بندے کی محبت کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے اقوال وافعال اور تمام احوال میں ظاہری اور باطنی طور پر رسول اللہ ﷺ کی متابعت کی صفت سے متصف ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ آپ کہہ دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔(آل عمران:31)جیسے بندے کے ساتھ رب کی محبت کے لوازم میں سے یہ ہے بندہ کثرت سے فرائض اور نوافل کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحیح حدیث میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے نقل فرمایا ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے(یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ)اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔(صحیح

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بخاری:6502)(تفسیر سعدی:699/1)﴿3﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں: میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اسے محبوب رکھو۔ فرمایا: پس جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر آسمان میں منادی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کے لیے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔(صحیح مسلم:6705)﴿4﴾ رب العزت کا ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں زیادہ شدید ہیں۔(البقرۃ:165) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں جس کسی شخص میں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس محسوس کرے گا ایک خصلت تو یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول اس کو سب سے زیادہ محبوب ہوں (اللہ رسول سے جو محبت ہو اس جیسی اور کسی سے محبت نہ ہو) دوسرے یہ کہ جس کسی بندہ سے محبت کرے تو یہ محبت صرف اللہ ہی کے لیے ہو۔ تیسرے یہ کہ جب اللہ نے اسے کفر سے بچا دیا تو اب کفر میں واپس جانے کو ایسا ہی برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔(بخاری:7/1)﴿5﴾ اللہ تعالیٰ کی محبت کے لوازم میں سے، اس کی معرفت اور کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرنا بھی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بغیر اس کے ساتھ محبت ناقص ہے، بلکہ اس محبت کا وجود ہی نہیں اگرچہ اس کا دعویٰ کیا جائے۔ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے تھوڑے سے عمل کو قبول فرما لیتا ہے اور اس کی بہت سی لغزشوں کو معاف کر دیتا ہے۔(تفسیر سعدی:699/1)

سوال6: اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ''مومنوں پر بہت نرم ہوں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اَذِلَّةٍ کی صفت اطاعت، نرمی اور یسر سے لی گئی ہے یعنی مومنوں کے معاملے میں اپنے آپ کو ذلیل کر کے رکھیں گے لیکن مومنوں کے مقابلے میں اپنے نفس کو ذلیل کر کے رکھنے میں توہین نہیں اس لئے کہ مومن مومن کے مقابلے میں نہایت ہی نرم ہوتا ہے۔ آسان اور جلدی بات مان لینے والا۔ اس لفظ سے اخوت، محبت، نفسیاتی اتحاد، نظریاتی لگاؤ اور عدم تکلف کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک مومن اور دوسرے مومن میں کوئی پردہ اور راز نہیں رہتا۔(فی ظلال القرآن)﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ مومنوں کے لیے نرمی اختیار کریں۔ رب العزت کا ارشاد ہے وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھکا دیں۔(الحجر:88)﴿3﴾ وہ اہل ایمان سے محبت کرتے ہیں، ان سے خیر خواہی رکھتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ وہ کفار پر سخت، آپس میں نہایت رحم دل ہیں۔(الفتح:29)﴿4﴾ یہ ان صفات میں سے ہیں جن کے ذریعے سے بندہ اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال7:اَعِزَّۃٍعَلَی الْکٰفِرِیْنَ'' کافروں پر بہت سخت ہوں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾جوکفار پرسخت ہوں گے۔یعنی کافروں کے مقابلے میں ان کے اندر برتری اورناپسندیدگی کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ان جذبات کااظہاروہ ذاتی عزت کے لیےنہیں کرتے۔یہ تواسلامی نظریہ حیات کی عزت کااظہار ہوتا ہے۔یعنی جوکچھ ان کے پاس ہے وہ خیر ہے۔﴿2﴾رب العزت نے نبی ﷺ کوکافروں کے ساتھ سختی کاحکم دیا ہے۔ارشادفرمایا:وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ اورجن لوگوں نے کفرکیاوہ ایک دوسرے کے دوست ہیں،اگرتم یہ نہ کروگےتوزمین میں بڑافتنہ اور بہت بڑافسادہوگا۔(انفال:73)

سوال8:یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ'' وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہادکریں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾وہ اپنی جان،مال،اقوال اورافعال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہادکرتے ہیں اور بامقصدزندگی بسر کرتے ہیں۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کے دین کواللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔﴿3﴾وہ جہنم کی طرف جاتی ہوئی دنیا کو جنت کے راستے پرلانے کی کوشش کرتے ہیں۔﴿4﴾اللہ تعالیٰ کی زمین پراسلامی نظام قائم کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کااعلان کرتے ہیں۔﴿5﴾ان کی کوششوں کی وجہ سے ملک کے اندراسلامی شریعت کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔﴿6﴾ملک کے اندربھلائی،ترقی اوراصلاح کادوردورہ ہوتا ہے۔

سوال9:وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ'' اورکسی ملامت گرکی ملامت سے نہ ڈریں گے''اللہ تعالیٰ کے راستے پرچلنے والوں کو لوگ ملامت کیوں کرتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾دنیاپرستی اورآخرت کامسافر بننا انسانوں کوباہم کشمکش میں مبتلاکردیتا ہے۔اس کشمکش کے نتیجے میں ملامت شروع ہوجاتی ہے۔﴿2﴾وہ اپنے رب کی رضاکومقدم رکھتے ہیں اورمخلوق کی ملامت کی بجائے اپنے رب کی ملامت سے ڈرتے ہیں۔اوریہ رویہ ان کے ارادوں اورعزائم کی پختگی پردلالت کرتا ہے کیونکہ کمزوردل والا،ارادے کابھی کمزورہوتا ہے۔ملامت گروں کی ملامت پراس کی عزیمت ٹوٹ پھوٹ کاشکارہوجاتی ہےاورنکتہ چینوں کی نکتہ چینی پراس کی قوت کمزورہوجاتی ہے۔مخلوق کی رعایت،ان کی رضااورناراضی کواللہ تعالیٰ کےحکم پرترجیح کےمطابق بندوں کے دلوں میں غیراللہ کاتعبدجنم لیتا ہے۔قلب،غیراللہ کی عبادت سے اس وقت تک محفوظ نہیں ہوتاجب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سےڈرنا چھوڑ نہ دے۔(تفسیرسعدی/:1/700)

سوال10:ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ کیسے ہوتی ہے؟

جواب:لوگ کیا کہتے ہیں؟لوگ کیا کرتے ہیں؟لوگ کیاسوچتے ہیں؟لوگوں کی اقداراور پیمانے کیاہیں؟لوگوں کی عملی زندگی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کیا ہے؟ یہ سوچنا ہی پرواہ کرنا ہے۔اصل اصول کو بھلا دینا ہے۔

سوال11: ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ کب نہیں رہتی؟

جواب: جب انسان اپنے لئے نظریہء حیات کو پیمانہ بناتا ہے۔جب وہ اسلامی شریعت، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر خود کو تولتا ہے۔ہر موقعے پر یہ سوچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں میرے عمل کی کوئی قدر و قیمت ہے یا نہیں۔

سوال12: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ''اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم وسیع ہے وہ جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اس کی رحمت نے ہر چیز کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کا اس لیے شعور دلایا ہے تا کہ مومن خود پسندی کا شکار نہ ہوں۔

سوال13: وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ''اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے''

جواب: ﴿1﴾ اللہ تعالیٰ واسع ہے۔اپنے اولیاء کو وسیع فضل و کرم سے نوازتا ہے۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ علیم ہے وہ جانتا ہے کون اس کے فضل کا مستحق ہے۔(ایسر التفاسیر:351)

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ(55)

یقیناً تمہارے دوست اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہی ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔(55)

سوال1: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ''یقیناً تمہارے دوست اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہی ہیں'' مومنوں کے دوست کون ہو سکتے ہیں؟

جواب: مومنوں کے دوست تو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور ایمان والے ہی ہو سکتے ہیں۔

سوال2: اللہ تعالیٰ کی ولایت کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ولایت (دوستی) ایمان اور تقویٰ کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے۔جو کوئی صاحب ایمان اور متقی ہے وہ اللہ کا ولی، یعنی دوست ہے اور جو اللہ کا دوست ہے وہ اس کے رسول ﷺ کا دوست ہے۔جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو دوست بناتا ہے تو اس دوستی کی تکمیل یہ ہے کہ اللہ جن کو دوست بناتا ہے یہ بھی انہی کو دوست بنائے اور وہ ہیں اہل ایمان جو ایمان کے ظاہری اور باطنی تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور معبود کے لیے دین کو خالص کرتے ہیں، یعنی نماز کو اس کی تمام شرائط و فرائض اور اس کو مکمل کرنے والے امور کے ساتھ قائم کرتے ہیں، مخلوق کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے ہیں اور اپنے اموال میں سے اپنے میں سے مستحق لوگوں کو زکوٰۃ دیتے ہیں۔(تفسیر سعدی/:1/701)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال3: دین کے علمبرداروں کی پسندیدہ صفات کون سے ہیں؟

جواب: ﴿1﴾ان سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔﴿2﴾مومنوں کے لئے نرم ہوتے ہیں۔ ﴿3﴾ کافروں کے لئے سخت ہوتے ہیں۔﴿4﴾اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔﴿5﴾ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔﴿6﴾نماز قائم کرتے ہیں۔﴿7﴾زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔﴿8﴾عاجزی کی روش اختیار کرتے ہیں۔

سوال4: اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ ''جو نماز قائم کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''جو نماز قائم کرتے ہیں''یعنی نماز کو اس کی تمام شرائط وفرائض اور اس کو مکمل کرنے والے امور کے ساتھ قائم کرتے ہیں۔(تفسیر سعدی:701/1)

سوال5: وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ ''زکوٰۃ ادا کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: زکوٰۃ مخلوق کا حق ہے۔اپنے اموال میں سے مستحق لوگوں،محتاجوں،عزیزوں اور غریبوں کی مدد کے لیے زکوۃ دیتے ہیں۔

سوال6: وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ''اور وہ رکوع کرنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اختیار کرتے ہیں۔

وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ(56)

اور جو اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو دوست بنائے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔(56)

سوال1: وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ''اور جو اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو دوست بنائے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ جو اللہ تعالیٰ کو ولی بناتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے۔﴿2﴾وَرَسُوْلَہٗ جو رسول اللہ ﷺ کا دوست ہے۔ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا دوست ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا بھی دوست ہے۔﴿3﴾وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور جو ایمان والوں کا دوست ہے یعنی جو ایمان کے ظاہری اور باطنی تقاضوں کو پورا کرے۔

سوال2: فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ''تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے''''اللہ تعالیٰ کی جماعت'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی جماعت کے لوگ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔

سوال3: اللہ تعالیٰ کی جماعت کے لوگ کون سے ہیں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:اللہ تعالیٰ کا حزب،اس کی جماعت اوراس کے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جواللہ تعالیٰ سے عبودیت اورولایت کا اور رسول اللہ ﷺ اورمومنوں سے ولایت کاتعلق رکھتے ہیں۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ،اس کے رسول اورمسلمانوں سے دوستی کرنے والوں کو(اللہ کی جماعت)کے نام سے موسوم کیا گیااوران سے اللہ تعالیٰ کاوعدہ بتایا گیا کہ وہی بالآخر کامیاب اورفائز المرام ہوں گے۔چنانچہ صحابہ کرام کے ساتھ ایساہی ہوا،اللہ تعالیٰ نے انہیں غالب بنایا،اور یہود کوقید وبند،قتل وجلاوطنی اور جزیہ کے ذریعہ ذلیل ورسوا کیا،اورقیامت تک ان کا یہی حال رہے گا۔ان کا عارضی اورظاہری غلبہ ان کی حقیقی ذلت ورسوائی کودورنہیں کرسکتا۔(تیسیر الرحمٰن:353/1)

سوال4:اللہ تعالیٰ کی جماعت کے لوگوں کی خصوصیات کیسے ظاہر ہوتی ہیں؟

جواب:﴿1﴾نماز قائم کرنے سے یعنی ان کی توجہ کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات بن جاتی ہے۔﴿2﴾زکوٰۃ ادا کرنے سے یعنی ان کے باہمی تعلقات ایک دوسرے کی خیرخواہی پرقائم ہوتے ہیں۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے سے یعنی دنیا کے معاملات میں انا پرستی کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ہرموقع پروہی کرتے ہیں جواللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔تواضع اختیار کرتے ہیں سرکشی نہیں کرتے۔

سوال5:اللہ تعالیٰ کی جماعت سے کون نکل جاتا ہے؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ سے منہ پھیرنے والے۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کے رسول سے منہ پھیرنے والے۔﴿3﴾اہل ایمان کے گروہ سے نکل جانے والے۔

سوال6:اللہ تعالیٰ کی جماعت سے نکل جانے والوں کے لیے کیاوعید ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب ہونے والی ہے۔

رکوع نمبر13

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ(57)

اے لوگو جوایمان لائے ہو!کافروں کواوران لوگوں کوجنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی،اپنا دوست نہ بناؤ،انہوں نے تمہارے دین کومذاق اورکھیل بنارکھا ہے۔اورتم اللہ تعالیٰ سے ڈرواگرتم مومن ہو!(57)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابوالشیخ اورابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رفاعہ بن زید تابوت اورسوید بن حارث نے اسلام کا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اظہار کیا پھر یہ لوگ منافق ہو گئے اور مسلمانوں میں سے ایک شخص ان دونوں سے دوستی رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ) سے (بِمَا كَانُوْا یَكْتُمُوْنَ) تک یہ آیت نازل فرمائی۔

سوال2: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کافروں کو اور ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی، اپنا دوست نہ بناؤ، انہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے رب ہونے پر، محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر۔ ﴿2﴾ دین سے مراد دین اسلام ہے۔ هُزُوًا: ہنسی مزاق بنالیا ہے۔ وَّ لَعِبًا: اور کھیل تماشا۔ جب وہ اذان سنتے تو کہتے یہ کیسی آواز ہے؟ دوسرا کہتا گدھے کی آواز ہے۔ ان کے قبیح قول پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ انہیں اپنا دوست نہ بناؤ۔ (ایسر التفاسیر:352) ﴿3﴾ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ ''ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی'' یعنی یہود۔ ﴿4﴾ وَ الْكُفَّارَ: اس سے مراد منافق اور مشرک ہیں۔ ﴿5﴾ اَوْلِیَآءَ: مددگار، محبوب اور حلیف۔ (ایسر التفاسیر:352)

سوال3: اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا ''انہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے'' اہل کتاب دین کو مذاق اور تفریح کیسے بناتے تھے؟

جواب: ﴿1﴾ اذان کی آواز سن کر اس کی نقلیں اتارتے تھے۔ ﴿2﴾ اسلامی شعائر کا مذاق اڑاتے تھے۔ ﴿3﴾ آوازیں کستے تھے۔

سوال4: انسان دینی شعائر کا مذاق کب اڑاتا ہے؟

جواب: جب انسان کے اندر سے لطیف احساسات ختم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً حیاء، شرافت، وسعت ظرف، پاکیزہ طریقوں کو پسند کرنا وغیرہ۔ یہ احساسات انسان کے اندر چوکیدار کا کام کرتے ہیں، اسے برائیوں سے روکتے ہیں لیکن جب یہ احساسات ختم ہو جاتے ہیں تو انسان حیوانی سطح پر اتر آتا ہے، اس کی انسانیت مسخ ہوتی ہے تو وہ دینی شعائر کا مذاق اُڑاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق بن جاتا ہے۔

سوال5: بگڑے ہوئے معاشرے کی کیا خصوصیات ہوتی ہیں؟

جواب: ﴿1﴾ قانون کے نگران قانون شکنی کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ﴿2﴾ اخلاقی راہ پر، بداخلاقیوں اور ظلم پر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ ﴿3﴾ ایک دوسرے کو برائی سے منع نہیں کرتے۔

سوال6: صحت مند معاشرے کی کیا خصوصیات ہیں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾ صحت مند، زندہ اور قوی معاشرے کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں ہر طرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دور دورہ ہوتا ہے۔﴿2﴾ اس معاشرے میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں جن کا مشن امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہوتا ہے۔ ﴿3﴾ اس معاشرے کے عوام بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کان دھرتے ہیں۔﴿4﴾ اس معاشرے پر ایسی روایات کی گرفت ہوتی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔

سوال7:وَاتَّقُوااللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ''اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم مومن ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ تقویٰ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت اور اس کے نواہی سے اجتناب کا نام ہے جو کافروں سے دشمنی کی دعوت دیتا ہے۔(ایسر التفاسیر:352)﴿2﴾ وَاتَّقُوااللّٰہَ ان کو دوست بنانے کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ۔ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اگر تم سچے مومن ہو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنوں کے دشمنوں کی محبت کے منافی ہے۔(ایسر التفاسیر:352)

وَاِذَانَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَاھُزُوًاوَّلَعِبًا ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّایَعْقِلُوْنَ(58)

اور جب تم نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو یہ اُسے مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ بلاشبہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں۔(58)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:اور جب اذان اور اقامت ہوتی تو یہ اس کی ہنسی اور مذاق اڑاتے ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ احکام خداوندی اور توحید خداوندی اور دین الٰہی سے قطعی بے خبر ہیں۔ یہ آیت ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کا مذاق اڑایا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے آگ میں جلا دیا۔(لباب النقول)

سوال2:وَاِذَانَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَاھُزُوًاوَّلَعِبًا ''اور جب تم نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو یہ اُسے مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یہ لوگ دین اسلام میں نکتہ چینیاں کرتے ہیں، اسلام کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں اور تمسخر اڑاتے ہیں اور دین کی تحقیر کرتے ہیں، خصوصاً نماز کے بارے میں جو کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا شعار اور سب سے بڑی عبادت ہے۔ جب مسلمان نماز کے لیے اذان دیتے ہیں تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس کا سبب ان کی کم عقلی اور جہالت ہے۔ ورنہ اگر ان میں عقل ہوتی تو وہ نماز کی افادیت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے اور انہیں معلوم ہو جاتا کہ نماز ہی ان فضائل میں سب سے بڑی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فضیلت ہے جس سے نفوس انسانی متصف ہوتے ہیں۔پس اے مومنو!جب تمہیں کفار کا حال معلوم ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ وہ تمہارے اور تمہارے دین کے ساتھ کتنی شدید عداوت رکھتے ہیں جو کوئی اس صورتحال کے بعد بھی انہیں اپنا دشمن نہیں سمجھتا تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اسلام اس کے نزدیک بہت سستی چیز ہے اور اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی اس میں طعن وتشنیع کرتا ہے یا اسے کفر اور ضلالت قرار دیتا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شخص کے اندر مروت اور انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں۔آپ اپنے لیے دین قیم کا کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں اور کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اسلام دین حق ہے اور اس کے سوا تمام ادیان باطل ہیں جب کہ حال یہ ہے کہ آپ ان جاہل اور احمق لوگوں کی موالات پر راضی ہیں جو آپ کے دین کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کا تمسخر اڑاتے ہیں؟اس آیت کریمہ میں کفار کے ساتھ عداوت رکھنے کی ترغیب ہے اور یہ بات ہر اس شخص کو معلوم ہے جو ادنیٰ سا بھی فہم رکھتا ہے۔(تفسیر سعدی:702,703/1)﴿2﴾ سیرۃ محمد بن اسحاق میں ہے کہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ جب شام کے سفر کو جانے لگے تو ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے جن کی گود میں انہوں نے ایام یتیمی بسر کیے تھے، کہا آپ کی اذان کے بارے میں مجھ سے وہاں کے لوگ ضرور سوال کریں گے تو آپ اپنے واقعات تو مجھے بتا دیجئے۔فرمایا: ہاں سنو جب رسول اللہ ﷺ حنین سے واپس آ رہے تھے، راستے میں ہم لوگ ایک جگہ رکے تو نماز کے وقت نبی ﷺ کے موذن نے اذان کہی، ہم نے اس کا مذاق اڑانا شروع کیا، کہیں آپ کے کان میں بھی آوازیں پڑ گئیں۔سپاہی آیا اور ہمیں آپ کے پاس لے گیا۔آپ نے دریافت فرمایا کہ تم سب میں زیادہ اونچی آواز کس کی تھی؟سب نے میری طرف اشارہ کیا تو آپ نے اور سب کو چھوڑ دیا اور مجھے روک لیا اور فرمایا ''اٹھو اذان کہو'' واللہ!اس وقت نبی ﷺ کی ذات سے اور آپ کی فرماں برداری سے زیادہ بری چیز میرے نزدیک کوئی نہ تھی لیکن بے بس تھا، کھڑا ہو گیا، اب خود آپ نے مجھے اذان سکھائی اور جو سکھاتے رہے، میں کہتا رہا، پھر اذان پوری بیان کی، جب میں اذان سے فارغ ہوا تو آپ نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں چاندی تھی پھر اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا اور پیٹھ تک لائے، پھر فرمایا اللہ تجھ میں اور تجھ پر اپنی برکت نازل کرے۔اب تو اللہ کی قسم !میرے دل سے رسول ﷺ کی عداوت بالکل جاتی رہی، نبی ﷺ کی ایسی محبت دل میں پیدا ہو گئی، میں نے آرزو کی کہ مکے کا موذن نبی ﷺ مجھ کو بنا دیں۔آپ نے میری درخواست منظور فرمالی اور میں مکے میں چلا گیا اور وہاں کے گورنر سیدنا عتاب بن اسید سے مل کر اذان پر مامور ہو گیا۔سیدنا ابومحذورہ کا نام سمرہ بن مغیرہ بن لوذان تھا، نبی ﷺ کے چار موذنوں میں سے ایک آپ تھے اور لمبی مدت تک آپ اہل مکہ کے موذن رہے۔رضی اللہ عنہ وارضاہ۔(تفسیر ابن کثیر:782/1781)

سوال2: آج دین کو مذاق اور تفریح کیسے بنایا جاتا ہے؟

جواب:﴿1﴾ اسلامی شعائر کا مذاق اڑا کر دین کو تفریح کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔﴿2﴾ اسلام پسندوں کو قدامت پرست اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رجعت پسند کہا جاتا ہے۔﴿3﴾ آج آوازیں کسنے کا دائرہ پھیل گیا جتنا ذرائع ابلاغ نے ترقی کی اتنا ہی مذاق اڑانے میں وسعت آ گئی۔

سوال3:ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ''یہ اس وجہ سے ہے کہ بلاشبہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: جو لوگ سچے دین کا مذاق اڑاتے ہیں اور اسے کھیل تماشا بناتے ہیں بلاشبہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ(59)

کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب! نہیں تم ہم سے انتقام لیتے ہو سوائے اس کے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس پر بھی جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو اس سے پہلے نازل کیا گیا اور بلاشبہ تم میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔(59)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہودیوں کی ایک جماعت آئی، جن میں ابو یاسر بن اخطب، نافع بن ابی نافع اور غازی بن عمر تھا، انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ رسولوں میں سے کن رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالیٰ پر اور جو کتاب ابراہیم علیہ السلام پر نازل کی گئی ہے اور سیدنا اسماعیل، اسحاق، یعقوب علیہم السلام پر اور ان کی اولاد میں جو کتابیں نازل کی گئی ہیں ان پر اور جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو جو کتاب دی گئی ہے اور ان کے علاوہ اور دوسرے انبیاء کرام کو جو کتابیں دی گئی ہیں سب پر ایمان رکھتا ہوں ہم کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں، جب آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا، تو ان لوگوں نے آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کیا اور بولے کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ اس شخص پر ایمان لاتے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہو، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(لباب النقول)

سوال2:قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ''کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب! نہیں تم ہم سے انتقام لیتے ہو سوائے اس کے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس پر بھی جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو اس سے پہلے نازل کیا گیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ قُلْ: اے رسول آپ کہہ دیجیے۔﴿2﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ ''اے اہلِ کتاب'' یعنی اے وہ لوگو جن کو تورات،

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

زبور اور انجیل دی گئی۔﴿3﴾هَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ''نہیں تم ہم سے انتقام لیتے ہوسوائے اس کے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے''یعنی اس کے سواہم میں کیا برائی دیکھتے ہوکہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے جوکہ تمام کمالات کی بنیاد ہے اور ساری کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ اعتقادات اور اعمال واخلاق کی بنیاد ہیں۔اہل کتاب کی مسلمانوں سے ناراضگی اور بگاڑ کا سبب یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ پر اور اللہ کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔اہلِ کتاب ہر دور میں اس حقیقت کو جھٹلانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔صلیبی جنگوں کے بعد جب اہل کتاب عیسائیت کی تبلیغ میں بھی ناکام رہے تو انہوں نے مسلمانوں کے اندر یہ بات پھیلا دی کہ اب تو انسانیت نے ترقی کر لی۔روشن خیالی کا دور ہے اب مذہبی جنگیں ہونے کا امکان نہیں۔مسلمانوں نے بھی دینی کشمکش اور دین کی نئی زندگی کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا تو اہلِ کتاب نے ہم پر جنگ مسلط کر دی ہے۔جس کے بارے میں اُن کے مدبر حلقے اظہار کر رہے ہیں کہ یہ اسلام اور عیسائیت کی جنگ ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اہل کتاب کو مسلمانوں کے برخلاف ایمان پر غصہ ہے۔

سوال3:وَاَنَّ اَكۡثَرَكُمۡ فٰسِقُوۡنَ ''اور بلاشبہ تم میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں''اکثر لوگ فاسق کیوں ہوتے ہیں؟

جواب:ہر نافرمان شخص کو سیدھے راستے پر چلنے والا گمراہ دکھائی دیتا ہے۔اور چونکہ فاسق سیدھے راستے کا دشمن ہوتا ہے اس لیے وہ سخت انتقامی کاروائیاں کرتا ہے تاکہ سب لوگ ڈر کر فاسق بن جائیں۔اس طرح فاسقوں کی تعداد ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے۔

قُلۡ هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِكَ مَثُوۡبَةً عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ مَنۡ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيۡهِ وَجَعَلَ مِنۡهُمُ الۡقِرَدَةَ وَالۡخَنَازِيۡرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوۡتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ(60)

کہہ دو کہ کیا میں تمہیں اُن کے بارے میں بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں جزا کے اعتبار سے زیادہ بُرے لوگ ہیں؟وہ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور جن پر غصے ہوا اور ان میں سے جن کو اُس نے بندر اور سؤر بنا دیا اور جنہوں نے طاغوت کی عبادت کی،یہی لوگ مقام کے اعتبار سے بدتر ہیں اور سیدھے راستے سے بہت زیادہ گمراہ ہیں۔(60)

سوال1:قُلۡ هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِكَ مَثُوۡبَةً عِنۡدَ اللّٰهِ ''کہہ دو کہ کیا میں تمہیں اُن کے بارے میں بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں جزا کے اعتبار سے زیادہ بُرے لوگ ہیں؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ کیا میں تمہیں اس سے زیادہ بری چیز کے بارے میں بتاؤں؟﴿2﴾مَثُوۡبَةً عِنۡدَ اللّٰهِ ''اللہ تعالیٰ کے ہاں جزا کے اعتبار سے''اور وہ یہود اور کفار ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین کو کھیل اور تماشا بناتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2: مَنۡ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَ غَضِبَ عَلَیۡہِ وَ جَعَلَ مِنۡہُمُ الۡقِرَدَۃَ وَ الۡخَنَازِیۡرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوۡتَ ’’ وہ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور جن پر غصے ہوا اور ان میں سے جن کو اُس نے بندر اور سؤر بنا دیا اور جنہوں نے طاغوت کی عبادت کی‘‘ اس کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ مَنۡ لَّعَنَہُ اللّٰہُ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ ﴿2﴾ وَ غَضِبَ عَلَیۡہِ ان پر اللہ تعالیٰ غصے ہوا انہیں دنیا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ ﴿3﴾ ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو سور بنا دیا۔ ﴿4﴾ وَ عَبَدَ الطَّاغُوۡتَ جنہوں نے طاغوت کی یعنی شیطان کی بندگی کی۔

سوال3: اللہ کی طرف سے انہیں کیا سزا ملی؟

جواب: ﴿1﴾ اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ہوئے۔ ﴿2﴾ بندر اور سؤر بنائے گئے۔ ﴿3﴾ راہِ راست سے بھٹک گئے۔

سوال4: کیا یہودی طاغوت کی بندگی کرتے تھے؟

جواب: ﴿1﴾ یہود طاغوت کی بندگی اور اطاعت کرتے تھے۔ ﴿2﴾ یہود نے اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی شریعت کو چھوڑ دیا تھا۔ ﴿3﴾ انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کی بنائی ہوئی شریعت کو اپنا لیا تھا۔

سوال5: اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا ’’یہی لوگ مقام کے اعتبار سے بدتر ہیں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: ان کا ٹھکانہ بدترین ہے کیونکہ انہوں نے شیطان کی بندگی کی جب کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر لیا۔

سوال6: وَّ اَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِیۡلِ ’’اور سیدھے راستے سے بہت زیادہ گمراہ ہیں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: یعنی وہ معتدل اور سیدھے راستے سے بہت زیادہ دور ہیں۔

وَ اِذَا جَآءُوۡکُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَ قَدۡ دَّخَلُوۡا بِالۡکُفۡرِ وَ ہُمۡ قَدۡ خَرَجُوۡا بِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا کَانُوۡا یَکۡتُمُوۡنَ (61)

اور وہ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں حالانکہ یقیناً وہ کفر کے ساتھ ہی داخل ہوئے تھے اور یقیناً اسی کے ساتھ ہی نکل گئے اور اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے تھے۔ (61)

سوال1: وَ اِذَا جَآءُوۡکُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ’’اور وہ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: وہ مکر و فریب اور منافقت کی بنا پر کہتے ہیں۔

سوال2: یہودی ایمان لا کر دراصل کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:﴿1﴾ یہودی صبح کو ایمان لا کر شام کو انکار کر کے دراصل مسلمانوں میں بے چینی پیدا کرنا چاہتے تھے تا کہ مسلمان قرآن کو چھوڑ دیں۔﴿2﴾ یہودی چاہتے تھے کہ مسلمان افراتفری کا شکار ہوں۔﴿3﴾ یہودی چاہتے تھے کہ اس شک وشبہ کی فضا کی وجہ سے مسلمان اپنا دین چھوڑ دیں۔

سوال3:وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ'' حالانکہ یقیناً وہ کفر کے ساتھ ہی داخل ہوئے تھے اور یقیناً اسی کے ساتھ ہی نکل گئے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:یعنی ان کا نکلنا اور داخل ہونا کفر کے ساتھ ہے۔

سوال4:وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ'' اور اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ بہت خوب جانتا ہے جو وہ کفر میں سے چھپاتے ہیں۔اس میں ان کے لیے وعید ہے۔(تفسیر قاسمی:270/6)

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(62)

اور آپ ان میں سے اکثر کو دیکھیں کہ وہ گناہ میں اور زیادتی میں اور حرام کھانے میں دوڑ دھوپ کرتے ہیں یقیناً بُرے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں!(62)

سوال1:وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ'' اور آپ ان میں سے اکثر کو دیکھیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' اور آپ ان میں سے اکثر کو دیکھیں''یعنی آپ یہودیوں میں سے اکثر کو دیکھیں گے۔

سوال2:يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ'' وہ گناہ میں اور زیادتی میں دوڑ دھوپ کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ وہ گناہ اور زیادتی میں حصہ ڈالتے ہیں یعنی وہ ان گناہوں کی طرف سبقت کرتے ہیں جو خالق کے حقوق سے متعلق ہیں اور مخلوق پر ظلم اور تعدی کے زمرے میں آتے ہیں۔(تفسیر سعدی:705/1)﴿2﴾ ہر نقصان دہ اور فاسد چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے اعتقاد،قول اور عمل کے اعتبار سے حرام ٹھہرایا ہو۔﴿3﴾ العدوان ظلم کو کہتے ہیں یعنی وہ گناہوں اور ظلم کی طرف سبقت لے جاتے ہیں۔سارعۃ باب مفاعلۃ ہے۔بہت سے لوگ ہیں جو باہم مقابلہ کر رہے ہیں،ہر گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر مال کھاتے ہیں۔بگڑے ہوئے معاشروں میں بااثر افراد کے ساتھ ضعیف لوگ بھی اس گناہ اور عدوان کے سیلاب میں بہتے چلے جاتے ہیں۔(فی ظلال القرآن)

سوال3:وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ'' اور حرام کھانے میں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:السُّحْتَ مال حرام کو کہتے ہیں جیسے رشوت،سود وغیرہ۔(ایسر التفاسیر)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4:لَبِئْسَ مَاكَانُوْايَعْمَلُوْنَ'' یقیناً بُرے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کی ہے کہ جو اپنا برا عمل ہے اس کو وہ جانتے ہیں۔

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ(63)

رب والے اور علماء انہیں گناہ کی بات کرنے سے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے ؟یقیناً بُرا ہے جو وہ کیا کرتے تھے!(63)

سوال1:لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ'' رب والے اور علماء انہیں گناہ کی بات کرنے سے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ربانی:رب والے جو دنیا سے بے رغبت تھے۔﴿2﴾الاحبار:علماء۔(تفسیر قاسمی:271/6)﴿3﴾علماء جو عوام الناس کے نفع کے درپے ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم ودانش سے نوازا ہے،انہوں نے لوگوں کو ان گناہوں سے کیوں نہ روکا جو ان سے صادر ہوتے ہیں تاکہ ان سے جہالت دور ہو جاتی اور ان پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہو جاتی۔کیونکہ یہ علماء ہی کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیں اور برائیوں سے منع کریں اور ان کے سامنے دین کا راستہ واضح کریں،انہیں بھلائیوں کی ترغیب دیں اور برائیوں کے انجام سے ڈرائیں۔(تفسیر سعدی:705/1)﴿4﴾الاثم:ہر نقصان دہ اور فاسد کام۔﴿5﴾السحت:مال حرام۔﴿6﴾ان کے علماء اور درویش انہیں حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے۔یہود کے علماء اور فقہا دین کو صبح وشام اپنا مشغلہ بنائے ہوئے تھے دین کے نام پر ان کی قیادت قائم تھی۔انہیں بڑی بڑی رقمیں ملتی تھیں۔ان کی مقبولیت کا راز عوامی پسند کے دین کی نمائندگی تھی۔وہ خدا کے پسندیدہ دین کی نمائندگی نہیں کرتے تھے۔ان کا بولنا چالنا بظاہر دین کے لیے تھا مگر درحقیقت وہ ایک قسم کی دنیاداری تھی جو دین کے نام پر جاری تھی۔دین کے نام پر لوگوں کو وہ چیز دے رہے تھے جس کو لوگ دین کے بغیر اپنے لیے پسند کئے ہوئے تھے۔انہوں نے عوام سے خاموش مفاہمت کر لی تھی۔وہ عوام میں ایسا دین تقسیم کر رہے تھے جس میں زندگی بدلے بغیر سستی جنت مل جائے۔اس پر رب العزت نے احساس دلایا کہ دیکھو تمہارا منصب تھا انسانوں کو رب سے جوڑنا ربانی طریقوں پر چلانا اور تم کس طرح انہیں دین سے جدا کرتے جا رہے ہو۔﴿7﴾سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک خطبے میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا''لوگو تم سے اگلے لوگ اسی بنا پر ہلاک کر دیئے گئے کہ وہ برائیاں کرتے تھے تو ان کے عالم اور اللہ والے خاموش رہتے تھے،جب یہ عادت ان میں پختہ ہو گئی تو اللہ نے انہیں قسم قسم کی سزائیں دیں۔پس تمہیں چاہیے کہ بھلائی کا حکم کرو،برائی سے روکو،اس سے پہلے کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائیں جو تم سے پہلے لوگوں پر آئے،یقین رکھو کہ اچھائی کا حکم برائی سے ممانعت نہ تو تمہاری روزی گھٹائے گا اور نہ تمہاری موت قریب کر دے گا۔رسول

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ: جس قوم میں کوئی اللہ کی نافرمانی کرے اور وہ لوگ باوجود روکنے کی قدرت اور غلبے کے اسے نہ مٹائیں تو اللہ تعالیٰ سب پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔(مسند احمد) ابوداؤد میں ہے کہ" یہ عذاب ان کی موت سے پہلے ہی آئے گا۔ابن ماجہ میں بھی یہ روایت ہے۔(تفسیر ابن کثیر:784/1)﴿8﴾ نبی ﷺ نے فرمایا:" اللہ تعالیٰ کی حدود پر قائم رہنے والے اور اس میں گھس جانے والے (یعنی خلاف کرنے والے) کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنھوں نے ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ ڈالا۔جس کے نتیجے میں بعض لوگوں کو کشتی کے اوپر والا حصہ ملا اور بعض کو نیچے کا۔پس جو لوگ نیچے والے تھے انھیں دریا سے پانی لینے کے لئے اوپر والوں کے اوپر سے گزرنا پڑتا۔انھوں نے سوچا کیوں نہ ہم اپنے ہی حصے میں ایک سوراخ کرلیں تاکہ اوپر والوں کو ہم کوئی تکلیف نہ دیں۔اب اگر اوپر والے بھی نیچے والوں کو من مانی کرنے دیں گے تو تمام کشتی والے ہلاک ہوجائیں گے اور اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں تو یہ خود بھی بچیں گے اور ساری کشتی بھی بچ جائے گی۔"(صحیح بخاری:2493)﴿9﴾ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جن لوگوں میں گناہ کے کام کئے جاتے ہوں اور گناہ کرنے والوں سے گناہ نہ کرنے والے زیادہ زوردار ہوں اور زیادہ عزت والے ہوں لیکن وہ ان کاموں کو نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب کرے گا۔(ابن ماجہ:4009)

سوال2:لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ" یقیناً بُرا ہے جو وہ کیا کرتے تھے" کی وضاحت کریں؟

جواب: برا ہے جو وہ کیا کرتے تھے یعنی دین کا مذاق اڑانا اور حرام کام کرنا وغیرہ۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ(64)

اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے، ہاتھ تو اُنہی کے باندھے گئے ہیں اور اِس کی وجہ سے جو انہوں نے کہا اُن پر لعنت کی گئی ، بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے، اور جو آپ کے رب کی جناب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ اُن میں سے اکثریت کی سرکشی اور کفر میں یقیناً اضافہ کردے گا اور ہم نے اُن کے درمیان قیامت کے دن تک بغض وعداوت ڈال دی ہے جب بھی وہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُسے بجھا دیتا ہے اور وہ زمین میں فساد کی کوششیں کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔(64)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ،یہودیوں میں سے بناش بن قیس نامی ایک شخص نے کہا کہ آپ کا پروردگار بخیل ہے، کچھ خرچ نہیں کرتا،اس پراللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اورابوالشیخ نے دوسرے طریقے پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔کہ یہ آیت کریمہ یہود بنی قینقاع کے سردارفحاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(لباب النقول)

سوال2:وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ''اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یہود کے کفر میں سے اوران کی اللہ تعالیٰ پر باطل جرات میں سے ان کا برا عمل اور یہ قول ہے۔(ایسرالتفاسیر:355)

﴿2﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مَغْلُوْلَةٌ یعنی بخیل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے پاس مال روکے ہوئے ہے اور بخل کی وجہ سے خرچ نہیں کرتا۔(ابن ابی حاتم)﴿3﴾ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے یعنی نیکی، خیر، بھلائی اور احسان سے بند ہو گیا ہے۔

سوال3:غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا'' ہاتھ تو انہی کے باندھے گئے ہیں اور اس کی وجہ سے جو انہوں نے کہا ان پر لعنت کی گئی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یہودیوں کی بدگوئی کا جواب ان کی گفتگو کے مطابق دیا گیا ہے۔﴿2﴾ یہود بخیل ترین، نیکی کے اعتبار سے قلیل ترین، اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوءظنی میں بدترین اور اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے بعید ترین لوگ ہیں جو ہر چیز پر سایہ کناں ہے۔﴿3﴾ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا'' اور اِس کی وجہ سے جو انہوں نے کہا اُن پر لعنت کی گئی'' یہود کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا گیا کیوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بخیل کی صفت سے متصف کیا۔(ایسرالتفاسیر:354)

سوال4:بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ'' بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اس پر کوئی پابندی عائد نہیں اور کوئی روکنے والا نہیں جو اسے اپنے ارادے سے روک سکے۔اس کا فضل وکرم اور دینی ودنیاوی احسان بہت وسیع ہے،اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے جودوکرم کے جھونکوں سے مستفید ہوں۔وہ اپنی نافرمانیوں کے ذریعے سے اپنے آپ پر اس کے فضل واحسان کے دروازے بند نہ کریں۔اس کی داد ودہش دن رات جاری ہے،اس کی عطاء وبخشش ہر وقت موسلا دھار بارش کی مانند ہے۔وہ دکھوں کو دور کرتا ہے،غموں کا ازالہ کرتا ہے،محتاج کو بے نیاز کرتا ہے،قیدی کو آزاد کرتا ہے،ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا ہے،مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہے، محتاج کو عطا کرتا ہے،مجبوروں کو ان کی پکار کا جواب دیتا ہے،سوال کرنے والوں کے سوال کو پورا کرتا ہے۔جو اس سے سوال

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نہیں کرتا اسے بھی نعمتیں عطا کرتا ہے، جو اس سے عافیت طلب کرتا ہے اسے عافیت عطا کرتا ہے، وہ کسی نافرمان کو اپنی بھلائی سے محروم نہیں کرتا بلکہ نیک اور بدسب اس کی بھلائی سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اولیا کو نیک اعمال کی توفیق سے نوازتا ہے جو اس کا جود وکرم ہے، پھر وہ ان اعمال پر ان کی تعریف کرتا ہے اور ان کی اضافت ان کی طرف کرتا ہے اور یہ بھی اس کے جود وکرم کا نتیجہ ہے اور ان کو دنیا اور آخرت میں ایسا ثواب عطا کرتا ہے کہ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے اور بندے کے طائر خیال کی اس تک رسائی ممکن نہیں۔ وہ تمام امور میں ان کو لطف وکرم سے نوازتا ہے۔ وہ اپنا احسان ان تک پہنچاتا رہتا ہے۔ وہ اپنے طور پر ہی ان سے بہت سی مصیبتیں دور کر دیتا ہے کہ ان کو اس کا شعور تک نہیں ہوتا۔ پاک ہے وہ ذات کہ بندوں کے پاس جو نعمت ہے وہ اسی کی طرف سے ہے اور تکالیف کو دور کرنے کے لیے اسی کے سامنے گڑگڑاتے ہیں اور برکت والی ہے وہ ذات جس کی مدح وثنا کو کوئی شمار نہیں کر سکتا، بس وہ ایسے ہے جیسے اس نے خود اپنی مدح وثنا بیان کی۔ بالا وبلند ہے وہ ہستی کہ بندے ایک لمحے کے لیے بھی اس کے فضل وکرم سے علیحدہ نہیں ہوتے بلکہ ان کا وجود اور ان کی بقا اسی کے جود وکرم کی مرہون ہے۔ اللہ تعالیٰ برا کرے ان لوگوں کو جو اپنی جہالت کی بنا پر اپنے آپ کو اپنے رب سے بے نیاز سمجھتے ہیں اور اس کی طرف ایسے امور منسوب کرتے ہیں جو اس کی جلالت کے لائق نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان یہود کے ساتھ، جنہوں نے یہ بدگوئی کی ہے اور ان جیسے دیگر لوگوں کے ساتھ ان کے کسی قول پر معاملہ کرتا، تو وہ ہلاک ہو جاتے اور دنیا میں بدبختی کا شکار ہو جاتے۔ مگر وہ اس قسم کی گستاخانہ باتیں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے بردباری سے پیش آتا ہے اور ان سے درگزر فرماتا ہے، اور ان کو ڈھیل دیتا ہے مگر ان کو مہمل نہیں چھوڑتا۔ (تفسیر سعدی:706,707/1)﴿2﴾ رب العزت نے فرمایا: وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ اور اُس نے تمہیں ہر چیز میں سے دیا جس کا بھی تم نے اُس سے سوال کیا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو انہیں شمار نہیں کر پاؤ گے بلاشبہ انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکرا ہے۔ (ابراہیم:34)﴿3﴾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندو! (میری راہ میں) خرچ کرو تو میں بھی تم پر خرچ کروں گا اور فرمایا' اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات اور دن کے مسلسل خرچ سے بھی اس میں کم نہیں ہوتا اور فرمایا تم نے دیکھا نہیں جب سے اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے' مسلسل خرچ کیے جا رہا ہے' لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں ہوئی' اس کا عرش پانی تھا اور اس کے ہاتھ میں میزان عدل ہے جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔ (صحیح بخاری:4684)

سوال 5: وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ''اور جو آپ کے رب کی جناب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ ان میں سے اکثریت کی سرکشی اور کفر میں یقیناً اضافہ کر دے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یہ نعمت اکثر یہودیوں کی سرکشی اور کفر کو بڑھا دیتی ہے۔﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں آپ ﷺ کو دی ہیں وہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آپ ﷺ کے دشمنوں کے حق میں عذاب ہیں جس طرح ان سے ایمان والوں کے ایمان،عمل صالح اور علم نافع میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح کافروں،حاسدوں اور بے ایمانوں کے دل میں سرکشی اور کفر بڑھتا ہے۔جیسا کہ فرمایا:قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ آپ کہہ دیں کہ جولوگ ایمان لاتے ہیں یہ(قرآن)ان کے لیے ہدایت اور شفا ہے،اور جولوگ ایمان نہیں لاتے یہ اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ ان کے حق میں اندھاپن ہے،یہی لوگ ہیں جنہیں دور کی جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔(حم السجدہ:44)وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا اور ہم اس قرآن میں سے تھوڑا تھوڑا نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور جو ظالموں کو خسارے کے سوا کسی چیز میں زیادہ نہیں کرتا۔(بنی اسرائیل:82)﴿3﴾ یہ بندے کے لیے سب سے بڑی سزا ہے کہ جس میں دنیا وآخرت کی فلاح ہے اور جس کو قبول کرنا واجب ہے وہی ان کی گمراہی اور سرکشی میں اضافہ کردے۔(مختصر ابن کثیر:455/1)

سوال6:اللہ تعالیٰ کا کلام کچھ لوگوں کی سرکشی اور باطل پرستی میں اضافہ کیوں کرتا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ کا کلام اس کا سب سے بڑا احسان ہے وہ ذکر جس پر شکر ادا کرنا چاہیے کچھ لوگوں کی سرکشی اور باطل پرستی میں اضافہ کردیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسے ٹھکراتے ہیں اور باطل شکوک وشبہات کی وجہ سے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

سوال 7:وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ''اور ہم نے اُن کے درمیان قیامت کے دن تک بغض وعداوت ڈال دی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ ہم نے یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان قیامت تک کے لئے دشمنی ڈال دی ہے۔ان کے فرقوں میں قیامت تک اتحاد نہیں ہوسکتا۔یہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کریں گے،ایک دوسرے سے محبت نہیں کریں گے،کسی ایسی بات پر متفق نہیں ہوں گے جس میں ان کی کوئی مصلحت ہو۔ہمیشہ دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بغض رکھیں گے۔قیامت تک ایک دوسرے پر ظلم کریں گے۔گزشتہ چودہ سو سال میں اور اسلام کی آمد سے پہلے یہودی اور عیسائی دست وگریبان رہے ہیں۔آج اگر وہ اسلام دشمنی میں متحد ہوگئے ہیں تو کل ضرور اللہ کا وعدہ پورا ہوگا۔

سوال 8:كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ''جب بھی وہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُسے بجھا دیتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾جب کبھی یہ لڑائی کی آگ سلگائیں گے تاکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کریں اور ان پر جنگ مسلط کردیں اللہ تعالیٰ اسے بجھا دے گا۔﴿2﴾جب کبھی وہ یہودی نبی ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے منصوبے باندھتے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اللہ تعالیٰ ان کی چال ان پر الٹ دیتا، پھر ان کی سازشوں کا وبال انہی پر الٹ پڑتا تھا۔﴿3﴾ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ اللہ تعالیٰ کبھی مسلمانوں کی مدد کر کے، کبھی ان کو بے یارومددگار چھوڑ کر اور کبھی ان کے لشکروں کو منتشر کر کے لڑائی کی آگ کو بجھا دیتا تھا۔

سوال9: وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ''اور وہ زمین میں فساد کی کوششیں کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: فساد پھیلانا یہود کی گھٹی میں ہے۔ وہ زمین میں فساد پھیلانے کے لیے بھاگ دوڑ کرتے ہیں۔

سوال10: زمین کا فساد کیا ہے؟

جواب: تین کام ایسے ہیں جو زمین کا فساد ہیں۔﴿1﴾ معاصی اور نافرمانیوں کا ارتکاب۔﴿2﴾ باطل دین کی طرف دعوت۔ ﴿3﴾ لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکنا۔

سوال11: وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ''اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ فساد کو سخت ناپسند کرتا ہے اور فساد کرنے والوں سے ناراض ہے۔ اور انہیں سخت سزا دے گا۔

وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْکِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَکَفَّرْنَا عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاَدْخَلْنٰھُمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ(65)

اور اگر واقعتاً اہلِ کتاب ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تو ہم ضرور اُن کی برائیاں اُن سے دور کر دیتے اور انہیں ضرور نعمت کی جنتوں میں داخل کرتے۔(65)

سوال1: وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْکِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا ''اور اگر واقعتاً اہلِ کتاب ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْکِتٰبِ ''اور اگر واقعتاً اہلِ کتاب ایمان لاتے'' یعنی یہود و نصاریٰ میں سے۔﴿2﴾ اٰمَنُوْا یعنی اللہ اور اس کے رسول پر اور جو وہ دین حق میں سے لے کر آئے اس پر ایمان لاتے اور عمل کرتے۔﴿3﴾ وَاتَّقَوْا کفر، شرک، کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچتے۔(ایسر التفاسیر:355)

سوال2: لَکَفَّرْنَا عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ ''تو ہم ضرور اُن کی برائیاں اُن سے دور کر دیتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کی برائیوں کے تذکرے کے بعد اپنے جود و کرم سے انہیں توبہ کی طرف بلایا ہے کہ اگر وہ ایمان لائیں، گناہوں سے پرہیز کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی برائیاں معاف کر دے گا۔ ان کے گناہوں کو مٹا دے گا اور ان کی خطاؤں کو دھو ڈالے گا۔﴿2﴾ عمرو بن عاص کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہاتھ پھیلایئے میں آپ سے بیعت کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیلا دیا مگر میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا فرمایا عمرو کیوں کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میں ایک شرط رکھنا چاہتا ہوں، فرمایا کیا ہے بیان کرو۔ میں نے عرض کیا میں یہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

شرط لگانا چاہتا ہوں کہ میرے گزشتہ قصور معاف کر دیئے جائیں۔فرمایا عمرو! کیا تم کو معلوم نہیں کہ اسلام سابقہ گناہوں کو ڈھا دیتا ہے۔اور ہجرت بھی پہلے کئے ہوئے گناہوں کو گرا دیتی ہے اور حج بھی گزشتہ گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے۔(تفسیر مظہری:352/3)

سوال3:وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ''اور اُنہیں ضرور نعمت کی جنتوں میں داخل کرتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ ایمان لا کر تقویٰ اختیار کریں تو انہیں نعمت بھری جنتوں میں داخل کرے گا اور اس کی بہاریں نصیب کرے گا۔جہاں وہ جو چاہیں گے پائیں گے،جس میں وہ سب کچھ ہے جسے دل پسند کرتے ہیں،جن سے انسان لذت اٹھاتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ(66)

اور اگر واقعتاً وہ تورات اور انجیل کو قائم کرتے اور جو اُن کے رب کی جناب سے اُن پر نازل کیا گیا ہے تو وہ اپنے اوپر سے بھی اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی رزق کھاتے۔اِن میں سے ایک گروہ درمیانی روش پر ہے اور ان میں سے زیادہ تر لوگ بہت ہی برا کر رہے ہیں۔(66)

سوال1:وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ''اور اگر واقعتاً وہ تورات اور انجیل کو قائم کرتے''تورات اور انجیل کو قائم کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب:راست بازی کے ساتھ ان کی پیروی کرنا اور انہیں اپنا دستورِ زندگی بنانا ہے۔اگر وہ تورات اور انجیل کے احکام کو قائم کرتے۔قائم کرنے سے مراد ان امور پر ایمان لانا ہے جن کی یہ دونوں کتابیں دعوت دیتی ہیں یعنی محمد ﷺ اور قرآن پر ایمان لانا۔اگر وہ اس عظیم نعمت کو قائم کرتے جن کو ان کے رب نے نازل فرمایا ہے یعنی ان کی خاطر اور ان کے ساتھ اعتنا کی بنا پر نازل فرمایا ہے۔(تفسیر سعدی:709/1)

سوال2:وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ ''اور جو اُن کے رب کی جناب سے اُن پر نازل کیا گیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ سے مراد قرآن مجید ہے۔(ابن کثیر)

سوال3:لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ''تو وہ اپنے اوپر سے بھی اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی رزق کھاتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ کنایہ ہے ان پر رزق کی کشادگی سے۔(ایسر التفاسیر:355)﴿2﴾اللہ تعالیٰ کتاب پر ایمان

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لانے کی صورت میں آسمان سے ان پر بارش برساتا،اور زمین ان کے لیے پیداوار اگاتی۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ ان کا رزق فراخ کرتے،ان کی زندگیوں میں طہارت آتی اوران کے لیے آسمان اورزمین کی برکتیں ایک ہوجاتیں۔(مختصرابن کثیر:456/1)

﴿4﴾رب العزت نے فرمایا:وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اوراگر یقیناً بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اوراللہ تعالیٰ سے ڈرکررہتے تو ہم ضرور اُن پرآسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے اُس کی وجہ سے اُنہیں پکڑلیا جووہ کمایا کرتے تھے۔ (الاعراف:96)

سوال4:مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ''ان میں سے ایک گروہ درمیانی روش پر ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾مِنْهُمْ سے مراداہل کتاب ہیں۔﴿2﴾اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ''ایک گروہ درمیانی روش پر ہے''ایک گروہ سیدھی راہ پر ہےیعنی ایک گروہ ایسا بھی ہے جوتورات اورانجیل پرعامل ہےمگراس کاعمل قوی اورنشاط انگیزنہیں ہے۔(تفسیرسعدی:709/1)

﴿3﴾رب العزت نے فرمایا:وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ اورموسیٰ کی قوم میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جوحق کے ساتھ ہدایت کرتے ہیں اوراُس کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔(الاعراف:159)

سوال5:وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ''اوران میں سے زیادہ تر لوگ بہت ہی بُرا کررہے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یہود ونصاریٰ میں برائیوں کاارتکاب کرنے والے بہت زیادہ ہیں اورنیکیوں میں بھاگ دوڑ کرنے والے کم ہیں۔﴿2﴾رب العزت نے فرمایا:وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ چنانچہ اُن میں سے کوئی اپنے نفس پرظلم کرنے والا ہے،اوران میں سے کوئی میانہ رو ہےاورکوئی اللہ تعالیٰ کےحکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والا ہے،یہی بہت بڑا فضل ہے۔(فاطر:32)یہودونصاری کے اکثرلوگ کفر پراصرار کرتے ہیں،دشمنی کی آگ بھڑکائے رکھتے ہیں،حق میں تحریف کرتے ہیں اوراس سے منہ موڑتے ہیں۔(تفسیرقاسمی:283/6)

رکوع نمبر14

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ(67)

اے رسول!جوکچھ آپ پرآپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہےاُسے پہنچادواوراگرآپ نے ایسانہ کیاتو آپ نے اس کے پیغام کونہیں پہنچایااوراللہ تعالیٰ آپ کولوگوں سے بچالے گا۔بے شک اللہ تعالیٰ کافرلوگوں کو ہدایت نہیں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دیتا۔(67)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابوالشیخ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے مشرف فرمایا تو میرے دل میں پریشانی ہوئی اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ لوگ ضرور میری تکذیب کریں گے تو مجھے اس چیز کا ڈر ہوا کہ میں تمام احکام کی تبلیغ کردوں ورنہ مجھے عذاب دیا جائے گا۔تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار،کس طرح تبلیغ کروں میں اکیلا ہوں اور سب مل کر مجھ پر ہجوم کر جائیں گے تو اس وقت آپ ﷺ پر جملہ نازل ہوا وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (لباب النقول)

سوال2:یَآ اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ’’اے رسول! جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اُسے پہنچادو ‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یَآ اَیُّهَا الرَّسُوْلُ:اے رسول! علماء نے نبی اور رسول میں جو فرق بیان کئے ہیں وہ یہ ہیں:(الف) آنے والے رسول کی بشارت پہلے ہی کتاب اللہ میں دے دی جاتی ہے جب کہ نبی کے لیے یہ بات ضروری نہیں ہوتی۔(ب) رسول پر اللہ کی کتاب یا صحیفے نازل ہوتے ہیں اور وہ الگ سے اپنی امت تشکیل دیتا ہے جب کہ نبی اپنے سے پہلی کتاب ہی کی اتباع کرتا اور کرواتا ہے۔(ج) رسول کی جان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ خود لے لیتا ہے جب کہ انبیاء ناحق بھی سرکش کافروں کے ہاتھ قتل ہوتے رہے۔(تیسیر القرآن:558/1)﴿2﴾بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول ﷺ کو حکم ہے اور یہ سب سے بڑا اور جلیل ترین حکم ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ نازل فرمایا ہے اسے اس کے بندوں تک پہنچایا جائے۔اس میں وہ تمام امور شامل ہیں جو امت نے آپ ﷺ سے حاصل کیے مثلاً عقائد، اعمال، اقوال، احکام شرعیہ اور مطالب الٰہیہ وغیرہ۔(تفسیر سعدی:709/1)﴿3﴾اس سے مراد توحید، شرائع اور احکام پہنچا دیں۔ (ایسر التفاسیر:356)

سوال3:حق کی طرف بلانے والا کیسے یکسو ہو جاتا ہے؟

جواب:دعوت دینے والا جب اپنے آپ کو مخالف ماحول میں پاتا ہے تو اسکے سامنے دو راستے ہوتے ہیں سچے دین کی دعوت دیتے ہوئے دنیا کی مصلحتیں چھوٹتی ہیں۔اگر دنیوی مصلحتیں دیکھیں تو دعوتی عمل چھوٹتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا وعدہ داعی کی مدد کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں سے بچالے گا یوں داعی یکسو ہو جاتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4:وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ’’اوراگرآپ نے ایسانہ کیاتو آپ نے اس کے پیغام کونہیں پہنچایا‘‘رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کوکیسے پہنچایا؟

جواب:﴿1﴾وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ اگرآپ نے اللہ تعالیٰ کے پیغام کولوگوں تک نہیں پہنچایا۔فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرماں برداری نہیں کی۔﴿2﴾وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ اوراگرآپ ﷺ نے کسی خیر میں کمی کی اسے نہ پہنچایا۔فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ تو گویا آپ ﷺ نے کچھ بھی نہیں پہنچایا۔(ایسرالتفاسیر:356)﴿3﴾رسول اللہ ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کو پوری طرح پہنچادیا،آپ ﷺ نے لوگوں کودعوت دی،ان کو برے انجام سے ڈرایا،ان کوایمان لانے پراچھے انجام کی خوشخبری سنائی،ان کے لیے آسانیاں پیدا کیں،ان پڑھ جاہلوں کوعلم سکھایا،حتیٰ کہ وہ علمائے ربانی بن گئے۔آپ ﷺ نے اپنے قول وفعل،اپنے مراسلات اورایلچیوں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے دین کو پہنچادیا۔کوئی ایسی بھلائی نہیں جس کی طرف آپ نے امت کی رہنمائی نہ کی ہواورکوئی ایسی برائی نہیں جس سے آپ نے امت کوڈرایانہ ہو۔آپ کی اس تبلیغ کی گواہی افاضل امت یعنی صحابہ کرام نے دی اوران کے بعدائمہ دین اورمسلمانوں نے دی۔(تفسیرسعدی:709,710/1)﴿4﴾ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہاجوشخص تم میں سے یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر جوکچھ نازل کیا تھا‘اس میں سے آپ نے کچھ چھپالیا تھا‘تو جھوٹا ہے۔اللہ تعالیٰ نے خودفرمایاہے کہ اے پیغمبر!جوکچھ آپ پرآپ کے پروردگار کی طرف نازل ہوا ہے‘ یہ(سب)آپ(لوگوں تک)پہنچادیں۔(صحیح بخاری:4612)﴿5﴾عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دسویں تاریخ کورسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطبہ دیا،خطبہ میں آپ ﷺ نے پوچھا’’لوگو!آج کونسادن ہے؟لوگ بولے یہ حرمت کادن ہے آپ ﷺ نے پھر پوچھااور یہ شہرکون سا ہے؟لوگوں نے کہایہ حرمت کا شہر ہے،آپ ﷺ نے پوچھایہ مہینہ کون سا ہے؟لوگوں نے کہایہ حرمت کامہینہ ہے پھرآپ ﷺ نے فرمایابس تمہاراخون،تمہارے مال اورتمہاری عزت ایک دوسرے پراسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت،اس شہراوراس مہینہ کی حرمت ہے اس کلمہ کوآپ ﷺ نے کئی بار دہرایااورپھرآسمان کی طرف سراٹھاکرکہااے اللہ!کیامیں نے(تیرا پیغام)پہنچادیا؟اے اللہ!کیامیں نے پہنچادیا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بتلایا کہ اس ذات کی قسم!جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نبی ﷺ کی یہ وصیت اپنی تمام امت کے لیے ہے حاضر(اورجاننے والے)غائب(اورناواقف لوگوں کواللہ کا پیغام)پہنچادیں آپ ﷺ نے پھرفرمایادیکھو میرے بعدایک دوسرے کی گردن مارکرکافرنہ بن جانا۔‘‘(صحیح بخاری:1739)

سوال5:وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ’’اوراللہ تعالیٰ آپ کولوگوں سے بچالے گا‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول ﷺ کی حمایت اورلوگوں سے آپ ﷺ کی حفاظت کاوعدہ ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آپ ﷺ کے لیے مناسب یہی ہے کہ آپ ﷺ تعلیم وتبلیغ پر توجہ مرکوز رکھیں۔مخلوق کا خوف اس مقصد سے نہ ہٹائے کیونکہ مخلوق کی پیشانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔اس نے آپ ﷺ کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔اور آپ کی ذمہ داری پہنچا دینا ہے۔جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے تو اپنے لیے ہی کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:710/1)﴿2﴾ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لیے پہرے کا انتظام کیا جاتا تھا حتی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا تو آپ نے قبے سے سر نکال کر فرمایا:لوگو!تم چلے جاؤ اللہ تعالیٰ مجھے دشمن سے بچائے گا۔(ترمذی:3046)﴿3﴾ ابن ابی حاتم میں ہے کہ جب نبی ﷺ نے بنونجار سے غزوہ کیا،ذات الرقاع کھجور کے باغ میں آپ ایک کنوئیں میں پیر لٹکائے بیٹھے تھے،تو بنونجار کے ایک وارث نامی شخص نے کہا دیکھو میں محمد (ﷺ) کو قتل کرتا ہوں۔لوگوں نے کہا کیسے؟ کہا میں کسی حیلے سے آپ کی تلوار لے لوں گا اور پھر ایک ہی وار کر کے پار کر دوں گا۔یہ آپ کے پاس آیا اور ادھر ادھر کی باتیں بنا کر آپ سے تلوار دیکھنے کو مانگی،آپ ﷺ نے اسے دے دی لیکن تلوار کے ہاتھ آتے ہی اس پر اس بلا کا لرزہ چڑھا کہ آخر تلوار سنبھل نہ سکی اور ہاتھ سے گر پڑی تو آپ نے فرمایا:تیرے اور تیرے بدارادے کے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہو گیا اور یہ آیت اتری۔(ابن کثیر:788/1)﴿4﴾ آپ ﷺ کی شروع ہی سے ان کے چچا ابوطالب کے ذریعہ حفاظت کروائی جو قریش کے مانے ہوئے سردار تھے،ابوطالب کے مرنے کے بعد مشرکین نے کچھ اذیت پہنچائی،لیکن اللہ نے انصار مدینہ کو آپ کی حفاظت کے لیے تیار کر دیا،جنہوں نے آپ کی ہر طرح مدد کی،اور اپنی جانوں پر کھیل کر آپ کی حفاظت کی،اہل کتاب یا مشرکین میں سے جب بھی کسی نے آپ کو نقصان پہنچانا چاہا تو اللہ نے ان کی چالوں کو ناکام بنا دیا،یہودیوں نے جادو کیا تو اللہ تعالیٰ نے ''معوذتین'' بطور دوا وعلاج نازل فرما دیں،اور خیبر کے یہودیوں نے جب گوشت میں زہر ڈال کر کھلانا چاہا تو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر کر دی اور ان کے شر سے بچا لیا۔(تیسیر الرحمٰن:358/1)﴿5﴾ یہودیوں نے آپ ﷺ پر جادو کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو محفوظ کیا اور معوذتین اتاریں جو جادو کا علاج ہیں۔

سوال6:جب ایک دعوت دینے والا سچے دین کی دعوت دیتا ہے تو اسے کیا خدشات لاحق ہوتے ہیں؟

جواب:﴿1﴾ اگر مصلحت کے بغیر سچے دین کی دعوت دوں گا تو سخت ترین ردعمل کا سامنا کرنا پڑے گا۔﴿2﴾ میرا مذاق اڑایا جائے گا۔﴿3﴾ مجھے بے عزت کیا جائے گا۔﴿4﴾ میری معیشت تباہ کر دی جائے گی۔﴿5﴾ میرے خلاف کاروائیاں کی جائیں گی۔﴿6﴾ میں مددگاروں سے محروم ہو جاؤں گا۔

سوال7:اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ''بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:کافر خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ان کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں بھلائی کی توفیق دیتا ہے نہ ہدایت۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ(68)

آپ کہہ دیں اے اہلِ کتاب! تم کسی چیز پر نہیں یہاں تک کہ تم تورات اور انجیل کو قائم کرو اور اس کو جو تمہاری جانب تمہارے رب کی جناب سے نازل کیا گیا ہے اور وہ ضرور اُن میں سے بہت سے لوگوں کی سرکشی اور کفر کو بڑھا دے گا جو آپ کے رب کی جناب سے آپ پر نازل کیا گیا، چنانچہ آپ کافر لوگوں پر غم نہ کریں۔(68)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رافع, سلام بن مشکم اور مالک بن صیف آ کر کہنے لگے کہ محمد ﷺ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور اس کے دین پر ہیں اور جو کتاب ہمارے پاس ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر تم نے نئی باتیں پیدا کر لی ہیں اور جو تمہاری کتاب میں ہے، اس کا انکار کرتے ہو اور جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اسے لوگوں کے سامنے بیان کر دو، اسے چھپاتے ہو تو انھوں نے کہا جو ہمارے پاس ہے، ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور ہم ہدایت اور حق پر ہیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں الخ۔(تفسیر ابن کثیر:357.358/1)

سوال2:قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ '' آپ کہہ دیں اے اہلِ کتاب! تم کسی چیز پر نہیں یہاں تک کہ تم تورات اور انجیل کو قائم کرو اور اس کو جو تمہاری جانب تمہارے رب کی جناب سے نازل کیا گیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾قُلْ آپ کہہ دو۔يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ۔لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ '' تم کسی چیز پر نہیں'' تم کسی بھی اصول پر نہیں ہو۔تم نے نہ اپنی کتابوں کو یعنی تورات و انجیل کو مانا ہے، نہ اپنے نبی کی تصدیق کی ہے، نہ محمد ﷺ کی اور نہ قرآن کی تصدیق کی۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ یہود کی گمراہی کا اعلان کر دیں۔

سوال3:حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ '' یہاں تک کہ تم تورات اور انجیل کو قائم کرو'' اقامت تورات و انجیل کا تقاضا کیا تھا؟

جواب:اقامت تورات و انجیل کا تقاضا تھا کہ ان پر ایمان لا کر ان کو قائم کریں، ان کی پیروی کریں، جس کا حکم دیتی ہیں اس پر عمل کریں۔

سوال4:وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ '' اور اس کو جو تمہاری جانب تمہارے رب کی جناب سے نازل کیا گیا ہے'' کی وضاحت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کریں؟

جواب:﴿1﴾وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ ''اوراس کوجوتمہاری جانب نازل کیا گیا ہے''یعنی تورات وانجیل کے ساتھ ساتھ جوبھی تمہارے رب کی جانب سے نازل کیا گیاہے اس پرایمان لاؤ ان میں قرآن مجید بھی شامل ہے۔اب قرآن مجید پرایمان لائے بغیرنجات نہیں ہے۔﴿2﴾مِّنْ رَّبِّکُمْ ''تمہارے رب کی جناب سے''تمہارارب جس نے تمہاری تربیت کی اورتمہیں نعمتوں سے نوازا۔تم پراس کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ تمہاری طرف کتابیں نازل فرمائیں پس تم پرفرض ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کاشکراداکرتے رہو۔اس کے احکامات کا التزام کرواوراللہ تعالیٰ کی امانت اوراس کے عہد کی جوذمہ داری تم پرڈالی گئی ہےاسے پوراکرو۔(تفسیرسعدی:710)

سوال5:وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّ کُفْرًا ''اوروہ ضروراُن میں سے بہت سےلوگوں کی سرکشی اور کفرکوبڑھادے گا جوآپ کے رب کی جناب سےآپ پرنازل کیا گیا''اللہ کی کتاب سے کس کے کفراورسرکشی میں اضافہ ہوتاہے؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ کی کتاب سےان کی سرکشی اورکفرمیں اضافہ ہوتاہےجن کے دل کی گہرائیوں سےسچائی کامادہ ختم ہو جاتاہے۔﴿2﴾ایسےلوگوں کے لیےحق کااعلان کیاجائےتوان کے دل کی گندگی ظاہرہوجاتی ہے۔﴿3﴾رب العزت کا فرمان ہے:وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاھُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا اورہم اس قرآن میں سےتھوڑاتھوڑا نازل کرتے ہیں جومومنوں کے لیے شفااوررحمت ہے اور جوظالموں کوخسارے کے سواکسی چیز میں زیادہ نہیں کرتا۔(بنی اسرائیل:82)

سوال6:اللہ نےفرمایافَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ''چنانچہ آپ کافرلوگوں پرغم نہ کریں''غم کیوں نہ کریں؟

جواب:آپ کافروں پرغم نہ کریں کیونکہ انہوں نےخوداس راستے کاانتخاب کیااورآپ کا کام ہے پہنچادینا۔ان کےعمل کی ذمہ داری آپ پرنہیں ہے۔ان کےایمان نہ لانے سےآپ ﷺ ملول نہ ہوں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ(69)

یقیناً جولوگ ایمان لائے اورجو یہودی بن گئے اورصابی اورعیسائی،جوشخص بھی ان میں سےاللہ تعالیٰ پراورآخرت کے دن پرایمان لائے گااورنیک عمل کرے گا تواُن پرنہ خوف ہےاورنہ وہ غمگین ہوں گے۔(69)

سوال1:اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا ''یقیناً جولوگ ایمان

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لائے اور جو یہودی بن گئے اور صابی اور عیسائی، جو شخص بھی ان میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا: یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی۔ اور وہ اہل اسلام ہیں۔﴿2﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا یعنی یہودی۔﴿3﴾ وَ الصّٰبِـُٔوۡنَ یعنی بے دین جو اہل کتاب کا ایک فرقہ ہیں۔(ایسر التفاسیر) قتادۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ زبور پڑھتے تھے غیر قبلہ کی طرف نمازیں پڑھتے تھے اور فرشتوں کو پوجتے تھے۔ وہب فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو پہچانتے تھے۔ اپنی شریعت کے حامل تھے، ان میں کفر کی ایجاد نہیں ہوئی تھی، یہ عراق کے متصل آباد تھے، یلوثا کہے جاتے تھے، نبیوں کو مانتے تھے، ہر سال میں تیس روزے رکھتے تھے اور یمن کی طرف منہ کر کے دن بھر میں پانچ نمازیں بھی پڑھتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر:789/1)﴿4﴾ وَ النَّصٰرٰی یعنی عیسائی۔﴿5﴾ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لا کر نیک عمل کرے گا اس کے لیے نجات ہے یعنی مسلمان، یہودی، عیسائی اور صابی کسی کا بھی دین قابل قبول نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اور موت کے بعد کی زندگی پر ایمان نہ لے آئیں اور نیک عمل نہ کریں۔

سوال2: اس آیت میں اس غلط فہمی کو دور کیا گیا ہے کہ اسلام آنے کے بعد بھی اپنے دین پر قائم رہنے کہ گنجائش ہے' وضاحت کریں؟

جواب: اس آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ کوئی جس عقیدے پر بھی ہو وہ اللہ اور آخرت پر ایمان لائے گا تو اس کے لیے کوئی خوف وغم نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا لازمی تقاضا ہے کہ محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور جیسا کہ آیت نمبر 68 میں فرمایا کہ تمہارا کوئی ایمان نہیں جب تک کہ تم اپنی کتابوں کے احکام اور قرآن پر عمل نہ کرو۔ ان کتابوں میں یہ حکم دیا گیا کہ جب آخری نبی محمد ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو۔

سوال3: فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ'' تو اُن پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے'' خوف اور غم نہ ہونے کی خوشخبری کن لوگوں کے لیے ہے؟

جواب:﴿1﴾ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ'' تو اُن پر نہ خوف ہے'' قیامت کے دن جو دہشت ناک حالات پیش آئیں گے ان کا انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔﴿2﴾ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ'' اور نہ وہ غمگین ہوں گے'' جو کچھ دنیا اور اس میں ہے جو کچھ وہ چھوڑ جائیں گے اس کا غم نہیں ہوگا۔ اس عزت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ انہیں کثیر ثواب عطا کرے گا۔ (جامع البیان:331/6)

اصل چیز ایمان ہے۔ جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے گا اس کے لیے نہ خوف ہوگا نہ غم۔

لَقَدۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ وَ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡہِمۡ رُسُلًا ؕ کُلَّمَا جَآءَہُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَہۡوٰۤی اَنۡفُسُہُمۡ ۙ فَرِیۡقًا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

كَذَّبُوْا وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ(70)

بلاشبہ یقیناً ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ان کی جانب بہت سے رسول بھیجے تھے، جب بھی کوئی رسول ان کے پاس وہ چیز لے کر آیا جو اُن کے دل نہیں چاہتے تھے تو ایک گروہ کو انہوں نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو وہ قتل کرتے رہے۔(70)

سوال1: لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ''بلاشبہ یقیناً ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں سن کر ان پر عمل کریں گے۔لیکن انہوں نے عہد شکنی کی اور اپنے رویوں اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے اور ان کو شریعت پر مقدم کیا۔(مختصر ابن کثیر: 459/1)﴿2﴾ ہم نے بنی اسرائیل سے اخلاص، اپنی توحید اور جس کا ہم حکم دیں اس پر عمل کرنے اور جس سے روکیں اس سے رکنے کا پختہ عہد لیا۔(جامع البیان:332/6)﴿3﴾ ہم نے بنی اسرائیل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے واجبات کو قائم کرنے کے بارے میں بھاری عہد لیا۔

سوال2: وَ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ''اور ان کی جانب بہت سے رسول بھیجے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ ہم نے بنی اسرائیل کی طرف رسول بھیجے اور ہم نے اپنے رسولوں کی زبان سے اپنی اطاعت کے اعمال پر کثیر ثواب دینے کا وعدہ کیا اور اپنی نافرمانی کے اعمال پر شدید عذاب کی وعیدیں دیں۔(جامع البیان:332/6)﴿2﴾ ہم نے ان کی طرف پے در پے رسول بھیجے جو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تھے اور ان کو رشد و ہدایت کی طرف بلاتے تھے مگر یہ چیز ان کے کسی کام نہ آئی نہ اس نے کوئی فائدہ دیا۔(تفسیر سعدی:214/1)

سوال3: بنی اسرائیل کی طرف آنے والے چند انبیاء کے نام تحریر کریں؟

جواب: یعقوب علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام۔

سوال4: كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ''جب بھی کوئی رسول ان کے پاس وہ چیز لے کر آیا جو اُن کے دل نہیں چاہتے تھے'' بنی اسرائیل کے دل کیا نہیں چاہتے تھے؟

جواب: بنی اسرائیل کے دل حق کو نہیں چاہتے تھے اس لیے انہوں نے حق کو جھٹلایا۔ان کے دل مریض تھے اسی لیے وہ حق کی طرف نہیں جھکتے تھے۔

سوال5: فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ''ایک گروہ کو انہوں نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو وہ قتل کرتے رہے'' بنی اسرائیل کس وجہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سے انبیاء کو جھٹلاتے اور قتل کرتے رہے؟

جواب: بنی اسرائیل خواہش پرست تھے۔انہوں نے اپنی خواہشات کو شریعت پر مقدم کیا کیونکہ انبیاء کی تعلیمات ان کو اپنی خواہشات سے ٹکراتی محسوس ہوتی تھیں۔اس لیے جتنی شریعت خواہشات کے مطابق ہوتی اسے مان لیتے اور باقی کو ٹھکرا دیتے۔پھر جو رسول خواہشات کی مخالفت میں شریعت لے کر آیا انہوں نے یا تو اسے جھٹلایا یا قتل کر دیا۔

وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ(71)

اور انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ کوئی فتنہ نہ ہوگا تو وہ لوگ اندھے ہو گئے اور بہرے بن گئے، پھر اللہ تعالیٰ ان پر مہربان ہوا، پھر ان میں سے بہت سے اندھے ہو گئے اور بہرے بن گئے اور اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ دیکھنے والا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں۔(71)

سوال1:وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ ''اور انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ کوئی فتنہ نہ ہوگا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾لفظ'' فِتْنَةٌ'' کے اصل معنی آزمائش کے ہیں مطلب یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور چہیتے ہیں اس لئے ہم پر دنیا میں کسی قسم کی ادبار و نحوست یا غلبہ دشمن کی قسم کی کوئی بلا نازل نہیں ہوگی (کبیر)﴿2﴾بنی اسرائیل یہ گمان کرتے تھے کہ ان کی نافرمانیوں کی بنا پر کوئی عذاب نہیں آئے گا نہ انہیں سزا دی جائے گی یعنی انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے شدائد اور سختیوں میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔اس طرح وہ اپنے باطل پر قائم رہیں گے۔﴿3﴾ مگر ان پر بلا نازل ہوئی چنانچہ جب وہ پہلی مرتبہ شعیب علیہ السلام کے زمانے میں حق سے بہرے اور اندھے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بابل کے کافر اور ظالم بادشاہ بخت نصر کو مسلط کر دیا جس نے ان کی مسجد اقصیٰ کو جلا دیا ان کے اموال لوٹے اور ان کی اکثریت کو لونڈی غلام بنا کر بابل لے گیا۔(اشرف الحواشی:144/1)

سوال2:فَعَمُوْا وَصَمُّوْا '' تو وہ لوگ اندھے ہو گئے اور بہرے بن گئے'' یہود کے جرائم تحریر کریں؟

جواب:﴿1﴾یہودیوں نے یہ گمان کیا کہ اگر ان کے جرم پر اللہ تعالیٰ نے فوراً نہیں پکڑا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ ان سے ناراض نہیں جب کہ اللہ تعالیٰ ان کی سب حرکات دیکھ رہے تھے۔﴿2﴾یہودی توبہ کی بجائے اندھے ہوئے اور بہرے بن کر،سرکشی میں بڑھتے چلے گئے۔﴿3﴾یہودیوں نے یہ گمان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں پر انہیں نہیں پکڑے گا اس لیے وہ حق سے اندھے بن گئے اور نصیحت سننے کے لیے ان کے کان بہرے بن گئے۔تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمائش میں مبتلا کیا اور ان پر بہت برا عذاب مسلط کر دیا۔(ایسر التفاسیر:358)﴿4﴾وہ حق اور ایفائے میثاق سے اندھے بنے جو اللہ تعالیٰ نے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ان سے اپنی عبادت میں اخلاص کے بارے میں لیا تھا۔(جامع البیان:332/6)

سوال3:ثُمَّ تَابَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ ’’پھر اللہ تعالیٰ ان پر مہربان ہوا‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی لغزشوں اور خطاؤں کو معاف کر دیا اور ان کی توبہ بھی قبول کر لی۔

سوال4:ثُمَّ عَمُوۡا وَ صَمُّوۡا کَثِیۡرٌ مِّنۡہُمۡ ’’پھر ان میں سے بہت سے اندھے ہو گئے اور بہرے بن گئے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ دوسری بار ان میں تھوڑے سے لوگوں کے سوا سب اندھے اور بہرے بن گئے۔(ایسر التفاسیر:358)﴿2﴾ یعنی انہیں جیسے اوصاف کے ساتھ وہ اندھے اور گونگے بن گئے۔ان میں سے کم لوگ اپنی توبہ اور ایمان پر قائم ہیں۔ (تفسیر سعدی:712/1)

سوال5:وَ اللّٰہُ بَصِیۡرٌۢ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ ’’اور اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ دیکھنے والا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:’’اور اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ دیکھنے والا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں‘‘یعنی وہ ہر ایک کے عمل سے باخبر ہے ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دے گا۔اچھا عمل ہوگا تو اچھی جزا برا عمل ہوگا تو بری جزا۔

لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ ؕ وَ قَالَ الۡمَسِیۡحُ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیۡ وَ رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ الۡجَنَّۃَ وَ مَاۡوٰىہُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ(72)

بلاشبہ ان لوگوں نے یقیناً کفر کیا جنہوں نے کہا کہ یقیناً مسیح ابنِ مریم ہی اللہ ہے حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل!اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی اور یقیناً جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو یقیناً اُس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں(72)

سوال1:لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ ’’بلاشبہ ان لوگوں نے یقیناً کفر کیا جنہوں نے کہا کہ یقیناً مسیح ابنِ مریم ہی اللہ ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے کفر کے بارے میں آگاہ کیا ہے جس کی بنیاد یہ تھی کہ ان کی ماں نے ان کو بغیر باپ کے جنم دیا اور وہ عام طریقہ کار سے ہٹ کر پیدا ہوئے۔جب کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیۡ وَ رَبَّکُمۡ اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی‘‘﴿2﴾ اللہ تعالیٰ کی شان اس شرکیہ کلمے سے پاک ہے۔مسیح اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں آپ نے گہوارے میں جو باتیں کیں ان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔(مختصر ابن کثیر:1,460/146)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2:وَقَالَ الْمَسِيحُ يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ '' حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ یہ بات عیسیٰ علیہ السلام نے عہد نبوت میں ارشاد فرمائی تھی اور یہی تب ارشاد فرمائیں گے جب دوبارہ ان کا نزول ہوگا۔﴿2﴾ مسیح نے اپنے لیے عبودیت کا اظہار کیا ہے جو ساری مخلوقات کے کمال کو شامل ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ربوبیت کے کمال کو ثابت کیا ہے۔

سوال3:عیسیٰ علیہ السلام کا کیا عقیدہ تھا؟

جواب:عیسیٰ علیہ السلام عقیدہ توحید کی طرف بلانے والے تھے۔ان کی بعثت کا مقصد یہی تھا۔

سوال4:اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ '' اور یقیناً جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو یقیناً اُس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ کہا تھا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔اور جہنم واجب کر دے گا کیونکہ(الف) اس نے مخلوق کو خالق کے برابر ٹھہرایا ہے۔(ب) اس نے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کو اس سے پھیر کر اس کا رخ غیر اللہ کی طرف کر دیا ہے۔اس لیے یہ عین عدل ہے کہ اس کی سزا کے طور پر وہ جہنم میں رہے۔رب العزت نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرے گا تو یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ گھڑ لیا۔(النساء:48)

سوال5:وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ '' اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہوگا جو انہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے اس کے عذاب سے بچالے۔کوئی ایسا نہیں ہو گا جو اس عذاب اور مصیبت کو دور کر دے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(73)

بلاشبہ یقیناً اُن لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے حالانکہ اس ایک ہی معبود کے سوا اور کوئی معبود نہیں،اور اگر وہ اس بات سے باز نہ آئے جو وہ کہتے ہیں تو ان لوگوں میں سے جنہوں نے کفر کیا ہے انہیں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ضرور بہ ضرور دردناک عذاب پہنچے گا۔(73)

سوال1:لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ’’ بلاشبہ یقیناً اُن لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے‘‘ کی ضاحت کریں؟

جواب: یہاں نصاریٰ کی تکذیب کی جارہی ہے جو اقانیم ثلاثہ کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تین کے مجموعے میں سے ایک ہے یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس یا باپ، بیٹا اور ماں مل کر ایک معبود ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو کافر ٹھہرایا اور کہا کہ معبود تو صرف ایک ہی ہے۔(تیسیر الرحمٰن:361/1)

سوال2:عیسائیوں کا عقیدہ کیا تھا؟

جواب:اللہ تین میں سے ایک ہے۔باپ، ماں، بیٹا یا خدا، بیٹا اور روح القدس۔

سوال3:وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ’’ حالانکہ اس ایک ہی معبود کے سوا اور کوئی معبود نہیں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:اور نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک ہی معبود جو ہر صفت کمال سے متصف اور ہر نقص سے پاک ہے۔وہ تخلیق وتدبیر کائنات میں منفرد ہے۔مخلوق کے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اس کی طرف سے ہے۔اس کے ساتھ غیر اللہ کو معبود کیسے بنایا جا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت بلند ہے جو یہ ظالم کہتے ہیں۔(تفسیر سعدی:713/1)

سوال4:وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ’’ اور اگر وہ اس بات سے باز نہ آئے جو وہ کہتے ہیں تو ان لوگوں میں سے جنہوں نے کفر کیا ہے انہیں ضرور بہ ضرور دردناک عذاب پہنچے گا‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ اپنے عقیدے سے باز نہ آئے تو ان میں سے جو کافر ہیں انہیں ضرور عذاب پہنچے گا۔(تفسیر سعدی:714/1)﴿2﴾ اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ اگر وہ اپنے اقوال سے باز نہ آئے اور اس افترا پردازی اور جھوٹ سے رکے نہیں تو آخرت میں قید وبند کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔(مختصر ابن کثیر:466/1)

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(74)

تو کیا وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ نہیں کریں گے اور وہ اس سے بخشش نہیں مانگیں گے؟ اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔(74)

سوال1:اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ’’ تو کیا وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ نہیں کریں گے اور وہ اس سے بخشش نہیں مانگیں گے؟‘‘ کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:اللہ تعالیٰ عظیم گناہ، افترا پردازی اور جھوٹ کے باوجود انہیں توبہ کی دعوت دے رہا ہے۔﴿2﴾اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ: کیا آپ اپنی بات چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں لوٹتے جیسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کا اقرار کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش کیوں نہیں مانگتے؟

سوال2:مشرکوں کو توبہ کی دعوت دی جارہی ہے، کیا توبہ کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہوا ہے؟

جواب:توبہ کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہوا ہے ہر کسی کو وقت ختم ہونے سے پہلے واپسی کا موقع دیا جاتا ہے۔

سوال3:وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ''اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے جو توبہ کرنے والوں کے گناہ بخش کہ ان پر رحم فرماتا ہے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں یا زمین کے ذروں کے برابر ہوں۔﴿2﴾اللہ تعالیٰ کی جانب سے توبہ کی دعوت اس کی رحمت ہے۔﴿3﴾اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے لیے غفور ہے۔﴿4﴾اللہ تعالیٰ مومنوں پر رحم فرمانے والا ہے۔﴿5﴾حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم اور اپنے بندوں کے ساتھ فضل ورحمت کا معاملہ ہے کہ اس گناہ عظیم اور افک مبین کے باوجود انہیں توبہ واستغفار کی طرف بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ اب بھی میری طرف جھک جاؤ ابھی سب معاف کردوں گا اور دامن رحمت میں لے لوں گا۔ (ابن کثیر:791/1)

مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ ؕ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ(75)

مسیح ابنِ مریم تو صرف ایک رسول ہے یقیناً اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور اُس کی ماں صدیقہ تھی، وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، آپ دیکھیں ہم کیسے اُن کے لیے نشانیاں کھول کر بیان کررہے ہیں، پھر آپ دیکھیں کہ وہ کدھر سے پھرائے جارہے ہیں۔(75)

سوال1:مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ''مسیح ابنِ مریم تو صرف ایک رسول ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾''مسیح ابن مریم تو صرف ایک رسول ہے''لہذا انہیں رب اور الہ نہ بناؤ۔بے شک وہ فضیلت والے رسول تھے۔﴿2﴾مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں جو رسولوں کی جنس میں سے ہیں۔ان کو ایسی فضیلت حاصل نہیں ہے جو انہیں ربوبیت کے مقام پر فائز کردے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2:قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ''یقیناً اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں جن کی بڑی فضیلت تھی۔(ایسرالتفاسیر:359)

سوال3:وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ''اور اُس کی ماں صدیقہ تھی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾وَأُمُّهُ ان کی ماں یعنی سیدہ مریم۔صِدِّيقَةٌ ان کا شمار صدیقین میں ہوتا ہے جن کا انبیاء کے بعد سب سے بلند درجہ ہے۔﴿2﴾سیدہ مریم اپنے قول اور اپنے عمل میں کثیر الصدق تھیں۔(ایسرالتفاسیر:359)﴿3﴾صدیقیت وہ علم نافع ہے جس کا ثمرہ یقین اور عمل صالح ہے۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سیدہ مریم نبی نہ تھیں۔ان کا بلند ترین حال صدیقیت ہے اور فضیلت اور شرف کے لیے یہی کافی ہے۔اسی طرح سے عورتوں میں سے کوئی عورت نبی مبعوث نہیں ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کامل تر صنف یعنی مردوں میں رکھی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر وہ سب مرد ہی تھے ہم ان کو وحی کرتے تھے۔(یوسف:109)جب عیسیٰ علیہ السلام انبیاء ومرسلین کی جنس میں سے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں اور ان کی والدہ ماجدہ صدیقہ تھیں تو نصاریٰ نے کس بنا پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان دونوں کو بھی الٰہ قرار دے دیا۔(تفسیر سعدی:714,715/1)

سوال4:كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ''وہ دونوں کھانا کھاتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سیدہ مریم اور عیسیٰ علیہما السلام دونوں محتاج تھے۔اگر الٰہ ہوتے تو کسی چیز کے لیے محتاج نہ ہوتے۔اور کھانے پینے سے بے نیاز ہوتے۔

سوال5:اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ' آپ دیکھیں ہم کیسے اُن کے لیے نشانیاں کھول کر بیان کر رہے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اے ہمارے رسول!دیکھو ہم کیسے کفر کو باطل قرار دینے کے لیے واضح دلائل دیتے ہیں۔(ایسرالتفاسیر:359)

سوال6:ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ''پھر آپ دیکھیں کہ وہ کدھر سے پھرائے جا رہے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:دیکھو!ہم اپنی آیات کو کتنی وضاحت کے ساتھ بیان کر رہے ہیں جو حق کو واضح کرتی ہیں۔اس کے باوجود وہ بھٹکتے چلے جا رہے ہیں۔

سوال7:عسائیوں کے عقیدہ تثلیث کی تردید کیسے کی گئی؟

جواب:عقیدہ تثلیث کی تردید میں رب العزت نے انتہائی سادہ دلائل دیئے۔عیسیٰ انسان تھے،ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے،کھاتے پیتے تھے اور یہ سب انسان ہونے کے دلائل ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (76)

آپ کہہ دیں کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ ہی نفع کا؟ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔(76)

سوال1: قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا '' آپ کہہ دو کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ ہی نفع کا؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ قُلْ اے رسول آپ کہہ دیجیے۔ ﴿2﴾ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ '' کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو'' کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس مخلوق کی عبادت کرتے ہو جو محتاج ہے؟ ﴿3﴾ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا '' جو تمہارے نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ ہی نفع کا'' جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔ وہ تو اللہ ہے جس کے فیصلہ قدرت میں نفع بھی ہو اور نقصان بھی۔ ﴿4﴾ یہ دونوں نہ کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، نفع ونقصان کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اگر مخلوق کو کوئی قدرت حاصل ہے تو اللہ کی دی ہوئی ہے، اس لیے عیسیٰ اور ام عیسیٰ بھی کسی چیز کے مالک نہیں ہیں۔ صاحب '' فتح البیان'' نے لکھا ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کی یہ حیثیت تھی (جو نبی تھے) تو اولیاء کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے، ظاہر ہے۔ (تیسیر الرحمٰن:362/1) ﴿5﴾ صرف ایک اللہ ہی ہے جسے چاہے نفع پہنچائے، جسے چاہے نقصان پہنچائے، وہ نفع ونقصان کا مالک ہے۔ اسی کے فیصلے ہیں وہی اپنے فیصلوں کو نافذ کرتا ہے۔ ﴿6﴾ اللہ تعالیٰ نے بت پرستی، انبیاء واولیاء پرستی، اور دیگر ہر قسم کی عبادت سے جو غیر اللہ کے لیے ہوتی ہے، اس سے منع فرمایا ہے کیوں کہ کوئی بھی معبود بننے کے لائق نہیں۔ (جامع البیان:332/6)

سوال2: الوہیت کے مقام پر کون فائز ہو سکتا ہے؟

جواب: الوہیت کے مقام پر وہ فائز ہو سکتا ہے جو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو۔ اور سب کچھ سننے اور جاننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

سوال3: وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ '' اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ اللہ تعالیٰ السمیع ہے سب کی سننے والا اور سب کچھ سننے والا ہے، اگرچہ ان کی حاجات مختلف ہیں، اگرچہ ان میں زبانوں کا اختلاف ہے۔ ﴿2﴾ اللہ تعالیٰ العلیم ہے وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ وہ ظاہر وباطن، غیب اور حاضر، ماضی اور مستقبل کے تمام معاملات کو جانتا ہے۔ ﴿3﴾ اللہ تعالیٰ سمیع وعلیم ہے اس لیے وہ اطاعت اور ہر طرح کی عبادت کا مستحق ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ضَلُّوْاعَنْ سَوَآءِالسَّبِيْلِ(77)

آپ کہہ دیں اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں ناحق حد سے نہ بڑھو اور اس قوم کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو جو اس سے پہلے یقیناً گمراہ ہو چکے اور بہت سوں کو انہوں نے گمراہ کر دیا اور وہ بھی سیدھے راستے سے گمراہ ہو گئے ہیں۔(77)

سوال1:قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ '' آپ کہہ دیں اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں ناحق حد سے نہ بڑھو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ کہہ دو اے محمد! اہل کتاب میں سے ان غلو کرنے والے عیسائیوں سے کہہ دو۔کتاب سے مراد انجیل ہے۔﴿2﴾لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ '' اپنے دین میں ناحق حد سے نہ بڑھو'' حق سے تجاوز کر کہ باطل میں نہ پڑو۔﴿3﴾غلو کے بارے میں ابن زید نے کہا:حق سے جدائی ہے اور ان کے غلو میں سے ہے کہ انہوں نے اللہ کی بیوی اور بیٹے کا دعویٰ کیا۔﴿4﴾اپنے قول میں زیادتی نہ کرو، کیونکہ تم حق سے تجاوز کر کہ باطل کی طرف آ گئے تم نے کہا مسیح اللہ اور وہ ابن اللہ ہیں۔آپ کہو وہ عبداللہ یعنی اللہ کے بندے ہیں اور اس کا کلمہ ہے جو اس نے مریم عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف القا کیا اور اس کی روح ہیں۔(تفسیر الدرالمنثور:2/533)﴿5﴾یہ آیت دلیل ہے کہ دین میں غلو جائز نہیں ہے،جیسا کہ بہت سے لوگ طہارت میں غلو کرتے ہیں، بہت سے لوگ صالحین اور ان کی قبروں کے سلسلے میں غلو کرتے ہیں اور بتوں کی طرح ان کی پرستش کرتے ہیں۔(تیسیر الرحمٰن:1/363)﴿6﴾ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے،انھوں نے عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا،آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم عَلَیْہِ السَّلَام کو نصاریٰ نے ان کے مرتبے سے زیادہ بڑھا دیا ہے۔میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں،اس لیے یہی کہا کرو(میرے متعلق) کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔(صحیح بخاری:3445)

سوال2:وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ '' اور اس قوم کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو جو اس سے پہلے یقیناً گمراہ ہو چکے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ایسے لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ پڑو جن کی گمراہی سامنے آ چکی۔﴿2﴾وہ لوگ جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں یعنی یہود جب انہوں نے عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کی والدہ کے بارے میں اپنی خواہشات سے کہا:عیسیٰ تم جادوگر ہو۔اور انہوں نے کہا:کہ ان کی ماں بدکار ہے۔نعوذ باللہ۔(ایسر التفاسیر:360,361)

سوال3:وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا '' اور بہت سوں کو انہوں نے گمراہ کر دیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:انہوں نے اپنی خواہشات سے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4:وَّضَلُّوْاعَنْ سَوَآءِالسَّبِيْلِ ''اوروہ بھی سیدھے راستے سے گمراہ ہوگئے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہوگئے یعنی اعتدال کے راستے سے بھٹک گئے۔وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی کرتے ہیں۔

سوال5:کسی قوم کے سواءالسبیل سے بھٹکنے کی وجہ کیا ہوتی ہے؟

جواب:﴿1﴾ گمراہ قوموں کے خیالات سے مرغوب ہوکر اپنے خیالات کو ان کے خیالات کے سانچے میں ڈھالنا۔﴿2﴾ اللہ کے دین کو ماننا لیکن اس کی تعبیر گمراہ قوموں کے خیالات کے مطابق ہوجائے۔﴿3﴾ اللہ کے دین کے نام پر دوسروں کے دین کو اپنانا۔

آخری آیات

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ(78)

بنی اسرائیل میں سے ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی ہے۔یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزر جاتے تھے۔(78)

سوال1:لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ''بنی اسرائیل میں سے ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾ بنی اسرائیل کے کافروں پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے لعنت کی گئی یعنی انھیں دھتکارا گیا اور انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کردیا۔﴿2﴾ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ بنی اسرائیل پر ہر زبان سے لعنت کی گئی عہد موسیٰ میں تورات میں لعنت کی گئی،عہد عیسیٰ میں انجیل میں لعنت کی گئی،داؤد علیہ السلام کے عہد میں زبور میں لعنت کی گئی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن مجید میں لعنت کی گئی۔(ابن ابی حاتم 1182/4)﴿3﴾ جب داؤد علیہ السلام کی طرف سے لعنت کی گئی تو ان میں سے ایک گروہ کو بندر بنایا گیا،جب عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی تو ان میں سے ایک گروہ کو سور بنادیا گیا اور جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان پر لعنت کی گئی جس نے انھیں ہر اس خیر اور رحمت سے دور کردیا جو دنیا اور آخرت میں اس کا موجب بنتی ہے۔(ایسر التفاسیر:361)

سوال2:لعنت کا سبب کیا ہے؟

جواب:﴿1﴾ جرم اور جرم پر اصرار۔﴿2﴾ جرائم سے روکنے والوں کا قتل۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال3:اللہ تعالیٰ کے نبیوں نے بنی اسرائیل پر لعنت کی اس کی وجہ کیا تھی؟

جواب:اس کی تین وجوہات ہیں﴿1﴾عصیان:یہ ان کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی وجہ سے۔وہ واجبات چھوڑ دیتے تھے اور حرام کاموں کو اختیار کرتے تھے۔﴿2﴾اعتدا:وہ دین سے زیادتی کرتے تھے غلو کرتے اور بدعات اختیار کرتے تھے﴿3﴾انبیاء اور صالحین کا قتل کرتے تھے۔(ایسر التفاسیر:361)

سوال4:ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ'' یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزر جاتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:بنی اسرائیل پر اس لیے لعنت کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ظلم وزیادتی کرتے تھے۔یہ لعنت ان کے کفر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب بن گئی۔

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ(79)

وہ ایک دوسرے کو اس برائی سے منع نہیں کرتے تھے جس کو وہ کر لیتے تھے یقیناً بہت ہی بُرا ہے جو وہ کر رہے تھے۔(79)

سوال1: كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ'' وہ ایک دوسرے کو اس برائی سے منع نہیں کرتے تھے جس کو وہ کر لیتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿1﴾بنی اسرائیل خود برائیاں کرتے تھے اور دوسروں کو برائیاں کرنے سے نہیں روکتے تھے۔﴿2﴾برائی کو دیکھ کر اس پر خاموشی اختیار کرنا برائی ہے۔﴿3﴾جس طرح برائی اور معصیت کے کاموں سے رکنا فرض ہے اسی طرح برائی کرنے والوں کو روکنا بھی فرض ہے۔﴿4﴾جو شخص برائی سے نہیں روکتا وہ گناہوں کو معمولی سمجھتا ہے۔﴿5﴾جب برائی سے نہیں روکا جاتا تو شر میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگوں میں برائیاں کرنے کی جرأت بڑھ جاتی ہے نیک لوگ کمزور پڑ جاتے ہیں پھر وہ برے لوگوں سے مقابلہ کرنے کی قدرت نہیں پاتے۔﴿6﴾جب برائی سے نہیں روکا جاتا تو علم ختم ہو جاتا ہے اور جہالت عام ہو جاتی ہے۔لوگ برائی کو قبول کر لیتے ہیں یوں حقیقت بدل جاتی ہے لوگ باطل کو ہی حق سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔﴿7﴾برائی پر جب روکا نہیں جاتا تو لوگوں کے دلوں میں برائی جم جاتی ہے اور لوگ برے لوگوں کی پیروی کرنے لگ جاتے ہیں۔﴿8﴾اللہ تعالیٰ نے برائی پر نہ روکنے کی وجہ سے بنی اسرائیل پر لعنت فرمائی۔﴿9﴾روایت ہے کہ جب اسرائیلی گناہ کرنے لگے تو انہیں ان کے علماء نے گناہوں سے روکا لیکن وہ باز نہیں آئے پھر علماء نے ان سے قطع تعلق نہیں کیا،ان کی مجلسوں میں اٹھتے بیٹھتے رہے،ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے آخر کار اللہ تعالیٰ نے بعض کی وجہ سے بعض کے دلوں پر مہر لگا دی اور داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت کی کیونکہ وہ نافرمانیاں اور ظلم وزیادتی کرتے تھے۔آپ ﷺ ٹیک لگائے بیٹھے تھے پھر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آپ ﷺ نے ٹھیک بیٹھ کر فرمایا۔اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارا فرض ہے کہ لوگوں کو خلاف شرع باتوں سے روکتے رہو اور ان سے شریعت کی پابندی کراتے رہو۔(مسند احمد)﴿10﴾ اسرائیلیوں میں سب سے پہلے برائی اس طرح گھسی کہ ایک شخص دوسرے کو برا کام کرتا ہوا دیکھ کر کہتا کہ اے شخص! اللہ سے ڈر جا اور یہ کام چھوڑ دے کیونکہ یہ کام تیرے لیے حلال نہیں ہے پھر دوسرے دن اس سے ملتا اور اس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا اور کھاتا پیتا پھر جب انہوں نے ایسا کیا تو حق تعالیٰ نے بعض کی وجہ سے بعض کے دلوں پر مہر لگا دی پھر یہ آیت پڑھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! تم لوگ بھلی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے روکتے رہو ظالموں کا ہاتھ پکڑ لو اور انہیں تنگ کرو جب تک کہ وہ حق پر نہ آ جائیں۔(ترمذی)

سوال2: بنی اسرائیل کے زوال کے اسباب کیا تھے؟

جواب:﴿1﴾ ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا۔﴿2﴾ اہل ایمان کے مقابلے میں کفار کی حمایت و رفاقت کرتے تھے۔﴿3﴾ اہل ایمان سے دشمنی رکھتے تھے۔

سوال3: نیکی کا حکم اور برائی سے نہ روکنے کے نقصانات پر احادیث تحریر کریں؟

جواب:﴿1﴾ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے، پھر تم اس سے دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔''(جامع ترمذی:2169)﴿2﴾ طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عید کے دن سب سے پہلے نماز سے قبل جس شخص نے خطبہ شروع کیا وہ مروان تھا۔ایک آدمی کھڑا ہو کر مروان سے کہنے لگا کہ نماز خطبہ سے پہلے ہونی چاہیے۔مروان نے جواب دیا وہ دستور اب چھوڑ دیا گیا۔(حاضرین میں سے) ابوسعید رضی اللہ عنہ بولے اس شخص پر شریعت کا جو حق تھا وہ اس نے ادا کر دیا (اب چاہے مروان مانے یا نہ مانے) میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص تم میں سے کوئی بات شریعت کے خلاف دیکھے تو وہ ہاتھ سے اس کو بدل دے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو زبان سے ایسا کرے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے ہی اس کو برا جانے مگر یہ ضعیف ترین ایمان کا درجہ ہے۔(صحیح مسلم:177)﴿3﴾ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(دین میں) سب سے پہلی کوتاہی جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی وہ یہ تھی کہ آدمی دوسرے آدمی سے ملتا اور اس سے کہتا: اے شخص! اللہ سے ڈر اور جو کام تو کرتا ہے اسے چھوڑ دے اس لیے کہ وہ تیرے لیے حلال نہیں ہے۔پھر جب کل کو (دوبارہ) اس سے ملتا (جبکہ وہ اسی حال پر ہوتا) تو اس کا یہ (گناہ پر اصرار) اسے اس کا ہم نوالہ، ہم پیالہ اور ہم مجلس بننے سے نہ روکتا۔(جبکہ تقاضا تھا کہ وہ اسکے ساتھ کھانے پینے اور ہم نشینی سے گریز کرتا)۔ پس جب انہوں نے ایسا کیا (یعنی یہ کوتاہی عام ہوگئی) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو یکساں کر دیا۔پھر نبی ﷺ نے یہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آیات تلاوت فرمائیں: بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت کی گئی، یہ اس سبب سے جو انہوں نے نافرمانی کی اور جو زیادتی کرنے والے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روکتے تھے جس کا ارتکاب وہ کرتے، یقیناً برا ہے جو یہ کرتے تھے۔ تو ان میں سے اکثر لوگوں کو دیکھے گا کہ یہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ البتہ برا ہے جو ان کے نفسوں نے آگے بھیجا۔ پھر فرمایا: ہرگز نہیں! تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو اور ضرور ظالم کے ہاتھ کو پکڑو اور ان کو زبردستی (خوب کوشش کرکے) حق کی طرف موڑو اور ان کو حق پہ مجبور کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سب کے دلوں کو یکساں کردے گا، پھر تم پر لعنت کرے گا جیسے ان پر لعنت کی۔ (ابوداؤد:4336)

سوال4: لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ''یقیناً بہت ہی بُرا ہے جو وہ کررہے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کی برائی واضح کی ہے کہ انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام چھوڑ دیا تھا۔ (ایسر التفاسیر:360)

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ(80)

آپ ان میں سے اکثر کو دیکھتے ہیں جو ان لوگوں کو دوست بناتے ہیں، جنہوں نے کفر کیا۔ یقیناً بہت ہی بُرا ہے جو انہوں نے اپنی جانوں کے لیے آگے بھیجا کہ ان پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوا ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (80)

سوال1: تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا '' آپ ان میں سے اکثر کو دیکھتے ہیں جو ان لوگوں کو دوست بناتے ہیں، جنہوں نے کفر کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ ان میں سے اکثر لوگ کافروں سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ ﴿2﴾ یہود مشرکین مکہ اور منافقین مدینہ سے دوستی رکھتے تھے اور ان کی مدد کرتے تھے۔

سوال2: لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ '' یقیناً بہت ہی بُرا ہے جو انہوں نے اپنی جانوں کے لیے آگے بھیجا کہ ان پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿1﴾ ان کے شر، کفر اور فساد کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کی صورت میں نکلا ہے۔ (ایسر التفاسیر:361) ﴿2﴾ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کھلا فساد ہے کیونکہ اس کے ناراض ہونے سے ہر چیز جو اس کائنات کے اندر ہے وہ ناراض ہوجاتی ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال3: یہود کی کفار دوستی پر اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کا اظہار کیوں کیا ہے؟

جواب: کفار دوستی اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان میں سے اکثر اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل چکے ہیں۔

سوال4: وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ''اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: وہ ایسے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے جس سے کبھی نکل نہیں پائیں گے۔

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ(81)

اور اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اور نبی پر اور اس پر ایمان رکھتے ہوتے جو ان کی جانب نازل کیا گیا، تو وہ انہیں دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔(81)

سوال1: اہل کتاب کی مشرکین و کفار میں دلچسپی کیا ثابت کرتی ہے؟

جواب: اہل کتاب کی مشرکین و کفار میں دلچسپی یہ ثابت کرتی ہے کہ ان کو کتاب سے کوئی دلچسپی نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل چکے ہیں۔

سوال2: وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ ''اور اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اور نبی پر اور اس پر ایمان رکھتے ہوتے جو ان کی جانب نازل کیا گیا وہ انہیں دوست نہ بناتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ، نبی ﷺ اور کتاب اللہ پر ایمان بندے پر واجب ٹھہراتا ہے کہ وہ اپنے رب اور اس کے اولیا کے ساتھ موالات رکھے اور ان لوگوں سے عداوت رکھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا، اس سے عداوت رکھی اور اس کی نافرمانیوں میں پڑ گئے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت، موالات اور اس پر ایمان کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو دوست نہ بنایا جائے۔ چونکہ ان میں مطلوبہ شرط موجود نہیں اس لیے یہ چیز مشروط کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔(تفسیر سعدی:718/1)

سوال3: وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ''لیکن ان میں سے اکثر نافرمان ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے، اس کے نبی ﷺ کی پیروی سے اور ایمان کے دائرے سے نکل گئے ہیں۔﴿2﴾ یہ ان کے فسق میں سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی رکھتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ(82)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آپ بلاشبہ ان لوگوں کی دشمنی میں جو ایمان لائیسب سے سخت یہود کو پاؤ گے اور ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا اور یقیناً آپ ان سب سے دوستی میں زیادہ قریب ان لوگوں سے جو ایمان لائے ان لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے کہا کہ یقیناً ہم نصاریٰ ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یقیناً ان میں علماء اور راہب ہیں اور بلاشبہ وہ تکبر نہیں کرتے۔(82)

سوال1: لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ’’ بلاشبہ ان لوگوں کی دشمنی میں جو ایمان لائیسب سے سخت یہود کو پاؤ گے اور ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: یہودی اور مشرک مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے سب سے زیادہ بھاگ دوڑ کرنے والے ہیں۔﴿2﴾ وہ مسلمانوں کے خلاف حسد، شدید بغض اور سخت عناد رکھتے ہیں۔﴿3﴾ یہود اور مشرکین مسلمانوں کے بڑے دشمن ہیں۔ یہود نے انبیاء کو قتل کیا۔ کئی بار نبی ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا، آپ ﷺ کو زہر دیا، آپ ﷺ پر جادو کیا۔ مشرک بھی ان کے ہم قدم ہیں۔

سوال2: وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

’’یقیناً آپ ان سب سے دوستی میں زیادہ قریب ان لوگوں سے جو ایمان لائے ان لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے کہا کہ یقیناً ہم نصاریٰ ہیں ان میں علماء اور راہب ہیں اور بلاشبہ وہ تکبر نہیں کرتے‘‘ عیسائیوں کے دوستی میں قریب ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کی اس محبت و مودت کے بہت سے اسباب بتائے ہیں: ﴿1﴾ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا یہ اس وجہ سے ہے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں۔ ان کا ناطہ اللہ تعالیٰ سے جڑا ہوا ہے اور ان میں غرور نفس نہیں ہے۔ سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان میں اصحاب نجاشی شامل ہیں۔(ابن ابی حاتم:1184/4) ’’یہ اس لیے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی۔‘‘ یعنی ان کے اندر علماء، زہاد اور گرجاؤں میں عبادت کرنے والے عباد ہیں، کیونکہ زہد کے ساتھ علم اور اسی طرح عبادت کے ساتھ علم یہ ایسی چیز ہے جو قلب کو لطیف اور رقیق بنا دیتی ہے اور اس کے اندر موجود سختی اور جفا کو زائل کر دیتی ہے۔ بنابریں ان کے اندر یہود کی سی سختی اور مشرکین کی سی شدت نہیں پائی جاتی۔ (تفسیر سعدی:719/1) ﴿2﴾ وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ جیسا کہ یہود اور اہل مکہ میں تکبر تھا۔(تفسیر منیر) ’’اور وہ تکبر نہیں کرتے‘‘ یعنی ان کے اندر اتباع حق کے بارے میں تکبر اور سرکشی نہیں پائی جاتی۔ اور یہ چیز مسلمانوں سے ان کی قربت اور محبت کا باعث ہے کیونکہ متواضع اور منکسر المزاج شخص، متکبر کی نسبت بھلائی کے زیادہ قریب ہے۔(تفسیر سعدی:719/1) ﴿3﴾ نصاریٰ مسلمانوں سے زیادہ قریب اس لئے بھی ہیں کہ ان کے اندر حصول علم اور زہد فی الدنیا کی رغبت پائی جاتی ہے۔ اور جس آدمی کے اندر یہ دونوں چیزیں پائی جائیں گی اس میں بغض و حسد کا مادہ کم ہوتا ہے۔(تیسیر الرحمٰن:365/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com